نوائے افغان جہاد

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ　فروری ۲۰۱۸ء

خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت عاصم بن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کے لیے کھڑے ہوئے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا:

”اے اللہ کے بندو! جو تم میں سے مر گئے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جو تم سے پہلے تھے ان کے بارے میں غور کرو کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ ظالم اور جابر لوگ کہاں ہیں؟ اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے میدانِ جنگ میں لڑنے اور غلبہ پالینے کے تذکرے ہوتے تھے؟ زمانے نے ان کو ذلیل کر دیا، آج ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہیں اور اب تو ان کے تذکرے بھی ختم ہو گئے ہیں۔ وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں نے زمین کو خوب بویا اور جَوتا تھا اور اسے ہر طرح سے آباد کیا تھا؟ اب وہ ہلاک ہو چکے ہیں اور ان کا تذکرہ بھی لوگ بھول چکے ہیں اور ایسے ہو گئے ہیں جیسے کہ وہ کچھ نہیں تھے۔ غور سے سنو! اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہشات کا سلسلہ تو (موت کے ذریعہ سے) ختم کر دیا ہے لیکن گناہوں کی سزا کا سلسلہ باقی رکھا ہوا ہے، وہ دنیا سے جا چکے اور انہوں نے جو عمل کیے تھے وہ تو اب اُن کے ہیں لیکن جو دنیا اُن کے پاس تھی اب وہ دوسروں کی ہو گئی ہے۔ اب ہم اُن کے بعد آئے ہیں اگر ہم ان سے عبرت حاصل کریں گے تو نجات پالیں گے اور اگر ہم دھوکے میں پڑے رہے تو ہم بھی اُن جیسے ہو جائیں گے۔ کہاں ہیں وہ حسین و جمیل لوگ کہ جن کے چہرے خوب صورت تھے اور وہ اپنی جوانی پر اکڑتے تھے؟ اب وہ مٹی کے ہو چکے ہیں اور جن اعمال کے بارے میں انہوں نے کمی بیشی کی تھی اب وہ اعمال اُن کے لیے حسرت کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے بہت سے شہر بنائے تھے اور شہروں کے ارد گرد بڑی مضبوط دیواریں بنائی تھیں اور ان میں عجیب و غریب چیزیں بنائی تھیں؟ اور بعد میں آنے والوں کے لیے وہ اُن شہروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور اب اُن کے رہنے کی جگہیں ویران پڑی ہوئی ہیں اور وہ خود قبر کی اندھیریوں میں ہیں۔ کیا تم اُن میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا اُن کی ہلکی سی بھی آواز سنتے ہو؟ تمہارے وہ بیٹے اور بھائی کہاں ہیں جنہیں تم پہچانتے ہو؟ ان کی عمریں ختم ہو گئیں اور جو اعمال انہوں نے آگے بھیجے تھے اب وہ اُن اعمال کے پاس پہنچ گئے ہیں اور وہاں ٹھہر گئے ہیں اور موت کے بعد بد بختی یا نیک بختی والی جگہ ان کو مل گئی ہے۔ غور سے سنو! اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی ایسا خاص تعلق نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ اسے خیر دے اور اس سے برائی کو ہٹا دے۔ اللہ سے تعلق تو صرف اطاعت سے اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے بنتا ہے اور اس بات کو جان لو کہ تم ایسے بندے ہو جنہیں ان کے اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ صرف اس کی اطاعت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ غور سے سنو! وہ راحت 'راحت' نہیں جس کے بعد جہنم ہو اور وہ تکلیف 'تکلیف' نہیں جس کے بعد جنت ہو“۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۲

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ — فروری 2018ء

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص بھی اللہ سے ملے گا ایسی حالت میں کہ اس کے جسم پر راہِ خدا میں لڑنے کا داغ نہ ہو تو وہ اللہ سے ملے گا تو اس میں نقص اور عیب ہو گا۔“

(کنز العمال، کتاب الجہاد)

اس شمارے میں

اداریہ		
تزکیہ واحسان	اپنے ایمان کا جائزہ لیجیے!	۵
	ایمان کی کسوٹی	۷
دروس حدیث	توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث	۱۰
نشریات	آؤ کہ بنیانِ مرصوص بن کر ان کے خلاف لڑیں!	۱۵
	اے قدس! ہم ہی ہیں پاسباں تیرے!	۱۹
فکر و منہج	سرکاری فوج میں بھرتی ہونا یا فوجی ملازمت کرنا حرام ہے!	۲۳
	ایمان اور کفر... قرآن وسنت کی روشنی میں	۲۷
	امت مسلمہ کا عروج وزوال	۳۰
	نظامِ پاکستان کے ”اسلامی پہناوے“	۳۴
	آزمائشیں اور قید وبند... ربانی سنت ہیں!	۳۶
	میدان پکارتے ہیں	۳۹
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ	صرف راؤ انوار نہیں، پورا شیطانی نظام مجرم ہے!	۴۱
	راؤ انوار اور کراچی میں ’ماورائے عدالت قتل‘	۴۵
	راہزن بھی ہوں رہنما جیسے	۴۶
	راؤ انوار اور اس کے سرپرست... معاصر کالم نگاروں کے الفاظ میں!	۵۰
	راؤ انوار کی درندگی... سوشل میڈیا کی نظر سے	۵۷
	سوات میں پاکستانی فوج کے مظالم کی اَن کہی داستان	۶۱
	مزار میران شاہ	۶۳
صلیبی دنیا کا زوال، اسلام کا عروج	سیکولر مغربی ممالک کی ”جنسی درندگی“ اور پاکستان	۶۴
عالمی جہاد	عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ	۶۸
افغان باقی، کہسار باقی	امارت اسلامیہ کا امریکی عوام کے نام پر خط!	۷۱
	فتح تو حقیقی اہل ایمان ہی کا مقدر ہے، باذن اللہ!	۷۴
	افغانستان کے بدعنوان حکمران	۷۸
	کابل انتظامیہ کی میڈیائی پروپیگنڈہ کے بل بوتے پر چیخ وپکار	۸۲
	افغانستان... ۲۰۱۷ء میں	۸۴

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع ’نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام ’نوائے افغان جہاد‘ ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

پیچھے ہٹے گا ظالم‘فرضِ جہاد ہی سے!

ہر گزرتے دن کے ساتھ کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے یا کوئی نہ کوئی ایسا کردار سامنے آتا ہے جو ”انسدادِ دہشت گردی“ کے نام پر امتِ مسلمہ پر مسلط کی گئی صلیبی جنگ کی حقیقت کو بالکل واضح اور عیاں کردیتا ہے... عقل والوں کے لیے نشانیاں جابجا بکھری پڑی ہیں... سوچنے سمجھنے والوں کے لیے ایک نہیں ہزارہا واقعات موجود ہیں‘جو اپنے اندر اس صلیبی جنگ،اس کے سالاروں اور ہرکاروں کی اصلیت کو بیان کرتے ہوئے بیّن دلال لیے ہوئے ہیں...

”دہشت گردی کے خلاف جنگ“ کے عنوان کے تحت لڑی جانے والی اس جنگ کے حقیقی خدوخال کو پہچاننا اب کچھ بھی مشکل نہیں رہا...نورِ ایمانی اور بصیرتِ برہانی کے حاملین تو ایمان ومادیت کے مابین جاری جنگ کی حقیقت کو اپنے مالک وپروردگار کی توفیق وعطا سے شروع دن سے ہی ناصرف جان گئے تھے بلکہ ایمان وایقان اور یقین وتوکل کی ہتھیاروں سے مسلح ہوکر دجالی لشکروں کے مقابل بھی آ گئے تھے۔ یہ دجالی لشکر ‘ایمان والوں پر کامل سترہ برس تک اپنی تمام تر ہلاکت خیز ٹیکنالوجی آزمانے اور آہن وبارود برسانے کے بعد بھی ناکام ونامراد ہی ہیں ان کے ہرکارے اپنی تمام قوتیں اور صلاحیتیں آقاؤں کے لیے وقف کردینے کے باوجود بھی اپنے آقاؤں ہی کی طرح خجالت اور ناکامی سے ہاتھ ملنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں کرپارہے...اسی لیے کبھی کبھار آقا وغلام کے مابین ’نورا کشتی‘ کے مناظر بھی دیکھنے کو ملتے ہیں...لیکن اب یہ نورا کشتی بھی ختم ہوتی نظر آرہی ہے اور آقائے امریکہ کروڑوں ڈالر کا ہُن برسانے کو دوبارہ آمادہ وتیار نظر آرہا ہے...بدلے میں قبائل میں اندھا دھند بم باریاں ہوں گی،ملک بھر میں دین پسندوں اور اہل سنت نوجوانوں کی پکڑ دھکڑ اور ویرانوں،دریاؤں اور نہروں سے اِن کی کٹی پھٹی تشدد زدہ لاشیں ملنے کا سلسلہ دراز ہوگا،صلیبی امریکہ کے فوجی وسول حکام ‘اپنے غلاموں کو’لائن حاضر‘کرنے واسطے جی ایچ کیو راولپنڈی پدھاریں گے،اور غلام جرنیل اُنہیں لیے ہوئے شمالی وجنوبی وزیرستان کی تباہ حال بستیوں اور کھنڈر ہوئے بازاروں کے دورے کرواکر ”حسنِ کارکردگی“کی سند حاصل کریں گے۔ساتھ ہی امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے خلاف جاسوسیاں کرکے اُن پر ڈرون حملے کروانے اور اپنے ہاں مقید امارت اسلامیہ کے قیدیوں کو کٹھ پتلی افغان انتظامیہ کے حوالے کرکے اپنی وفاداری کا ثبوت دیں گے...یہ سب محض وہم اور تصوراتی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ سترہ سال کی مستقل تاریخ ہے،ایسی تاریخ جس کا دشمن خود بھی اقرار کرتا ہے!پاکستانی ذرائع ابلاغ میں جہاد اور اسلام کے بڑے دشمنوں میں سے ایک دشمن ہے کامران خان!اسی کامران خان کے الفاظ ہیں:

> ”پاکستان دہشت گردوں کے خلاف اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا ہے اور یہ ایک متحرک جنگ ہے جو پچھلے دس سال سے جاری ہے،سخت جنگ ہے اور اس جنگ میں پاک فوج کا بہت بڑا کردار ہے،پاکستان کے نیم فوجی ادارے،پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسیاں اور پاکستان کے صوبوں کی پولیس اس جنگ میں دہشت گردوں کا مقابلہ کررہی ہے۔سخت جنگ ہے یہی وجہ ہے کہ دہشت گردی کا مکمل خاتمہ نہیں ہوا ہے۔پولیس مقابلہ یا سیکورٹی ایجنسیوں کے دہشت گردوں سے مقابلے‘پاکستان کی دہشت گردوں کے خلاف جنگ کی پالیسی کا ایک حصہ ہیں،چاہے ہم اس کا اعتراف کریں یا نہ کریں،چاہے سرکاری طور پر اس کا اعلان کریں یا نہ کریں،یہ بات کسی پاکستانی سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ حالیہ سالوں میں ہزاروں دہشت گرد‘ان پولیس مقابلوں میں یا سیکورٹی فورسز کے ساتھ مقابلوں میں مارے گئے ہیں“۔

اس خونی تاریخ میں جو درندے اپنے وحشیانہ طرز عمل کی بنا پر زیادہ نمایاں ہوئے ہیں‘اُن میں ایک نام راؤ انوار کا بھی ہے!جی ہاں وہی راؤ انوار جو کراچی میں سیکڑوں اہل سنت نوجوانوں کو بے دردی سے شہید کرنے کا مجرم ہے!جو مشکل وقت آنے پر ٹسوے بہاتے ہوئے دہائیاں دے رہا ہے کہ

> ”مجھے کسی پاگل کتے نے نہیں کاٹا کہ میں اس طرح کی دشمنیاں پالوں،کل بھی مجھے دھمکیاں ملی ہیں کہ اب اس کا نمبر ہے ہم اسے ماریں گے۔میرے بچے ہیں،میں ایک پڑھا لکھا آدمی ہوں،میں کسی سے کیوں جاکر لڑوں گا؟یہ ہماری سب کی جنگ ہے،یہ اس ملک کی جنگ ہے،اس ملک کی جنگ کو پاکستان کی فوج،انٹیلی جنس ایجنسیاں لڑ رہی ہیں اور قربانیاں دے رہی ہیں۔اس جنگ کو خدارا کوئی خراب نہ کرے اور اس کو راؤ انوار کی

جنگ نہ سمجھے۔ میں اس جنگ کا سپاہی ہوں، میں یہ جنگ صرف اس ملک کے لیے لڑ رہا ہوں۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میری کوئی بد دیانتی نہیں ہے''۔

راؤ انوار' خاکی وردی والے مجرمین کے بہت سے آلہ کاروں میں سے ایک آلہ کار ہے۔ یہ سب ایسے انسانیت سوز اور بے حس ہیں کہ انسانی جان کی قدر و قیمت ان کے نزدیک دھول مٹی سے زیادہ نہیں ہے۔ راؤ کے گن مین اور اس کی ''کلنگ ٹیم'' کے اہم رکن علی رضا کے الفاظ اِن وحشیوں کی انسانیت دشمنی کھول کھول کر بیان کر رہے ہیں، اُس نے گرفتاری کے بعد اعترافی بیان دیا:

''نقیب اللہ سمیت چاروں افراد کو قتل کرنے کے احکامات راؤ انوار نے دیے، نقیب اور دیگر کو راؤ انوار کی بکتر بند گاڑی میں مقابلے کی جگہ لایا گیا۔ مقابلے کے وقت راؤ انوار بھی موجود تھا۔ ہمیں صرف آرڈر ملتا تھا کہ ''فل فرائی'' کر دو''۔

یہ تو اب ایک راؤ انوار کے کرتوت منظر عام پر آئے ہیں تو اُس کا نام ہی کلنک کا ٹیکہ بن گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی فوج اور اُس کے اداروں میں موجود ہر فوجی افسر اور سپاہی اپنی ذات میں مجسم راؤ انوار ہے! اِن میں سے ایک ایک کے ہاتھ ہزاروں مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کی بد دعائیں، آہیں اور مظلومانہ سسکیاں اِن کے نامۂ اعمال کو سیاہ کر رہی ہیں! جو جرائم اور خوں ریزی راؤ انوار نے مقامی سطح پر کی، کیا اُس سے بڑھ کر جرائم اور خوں ریزیاں ریاست نے نہیں کیں؟ 'راؤ' انہی خفیہ ایجنسیوں، زرداری اور ملک ریاض کی پشت پناہی میں کلاشن کوف سے دین پسند نوجوانوں اور غریبوں مسکینوں کو ''فل فرائی'' کرتا رہا... اور ''اسلامی'' ریاست' امریکی پشت پناہی اور ڈالروں کی ہوس میں سوات، مالاکنڈ اور قبائل کے ہزارہا مسلمانوں کو فضائی بم باریوں میں تہہ تیغ کرتی رہی... مقامی طور پر اہلِ سنت نوجوانوں کے لہو کو ارزاں کرنے کے بدلے راؤ کو ریتی بجری کے کاروبار سے اربوں روپے اور قیمتی ترین پلاٹ حاصل ہوتے.... جب کہ ''ایمان تقویٰ جہاد'' جیسے مقدس الفاظ کی آڑ میں اپنی نحوست و دین دشمنی چھپانے والوں کو مجاہدین، مہاجرین، انصار کو، قبائل کے غیور مسلمانوں کو، باحمیت افغان اہلِ ایمان کو حتیٰ کہ قوم کی ماؤں بہنوں کو خون میں نہلانے کے عوض اربوں ڈالر ادا کیے جاتے ہیں! کیا اب بھی اس میں کوئی شک ہے کہ اس ساری جنگ کا مقصد (مقامی سطح سے لے کر ملکی اور عالمی سطح تک) محض یہی ہے کہ مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائیں جائیں اور بدلے میں اکابر مجرمین سے لے کر نچلی سطح کے بدمعاشوں تک کی تجوریاں اور بنک اکاؤنٹ بھرے جائیں۔

راؤ انوار جیسے درندوں کو ایسے اعمال کا اکیلے ہی ذمہ دار اور قصوروار ٹھہرانا بھی حد درجہ سادگی ہی کہلائے گا! اس کے پیچھے پوری ریاست اور ریاست کے تمام ادارے کھڑے ہیں! وہی اس کو کبھی ہدف دیتے اور کبھی ڈائریکٹ شکار ہی اُس کے حوالے کر دیتے، یہی فوج اور خفیہ ایجنسیاں ہیں کہ جو دینی حمیت کے حامل نوجوانوں کے قتلِ عام کے لیے راؤ انوار جیسے بھیڑیوں کو پالتی پوستی ہیں۔ اب بھی دیکھ لیجیے کہ پورے ملک میں عوام سراپا احتجاج ہیں لیکن راؤ انوار تا حال اپنے پالنے والوں کی گود میں بیٹھا ''ریاستی تحفظ'' کا لطف لے رہا ہے... حالت یہ ہے کہ ملک کا وزیر اعظم کہتا ہے کہ ''راؤ انوار سے درخواست ہے کہ وہ گرفتاری دے دیں''... ''اعلیٰ عدلیہ'' کا سب سے بڑا جج (چیف جسٹس) راؤ انوار کے ایک خط پر ڈھیر ہو کر اُس کی ضمانت منظور کرتا ہے اور عدالت میں پیشی کے اوقات میں استفسار کرتا ہے کہ ''راؤ انوار صاحب تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ ہم مزید کچھ دیر اُن کا انتظار کر لیتے ہیں''... پانچ سال تک ریاست کا سربراہ رہنے والا زرداری 'راؤ انوار کو ''بہادر بچہ'' قرار دیتا ہے...

کیا ایسے میں بھی ہم اُن علما سے سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں جنھوں نے جہاد کو ریاست کے سر تھوپ کر تمام مسلمانوں کو اس اہم ترین فریضہ سے بری الذمہ قرار دے دیا کہ ایسی ریاست جو ایک راؤ جیسے کارندے کے سامنے لیٹ جائے، وہ کفار کے خلاف کیسے جہاد کرے گی؟ یاد رہے یہ وہی ریاستی نظام ہے جو ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' میں اپنے افغان مسلمان بھائیوں کے چیتھڑے اڑانے کے لیے ہی اپنے آپ کو عالمی کفر کے خدمات کے لیے وقف نہیں کرتا بلکہ اپنے ملک میں بھی اس غارت گری کو پوری ڈھٹائی سے جاری رکھتا ہے... ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' میں اس فوج کا ہدف مسلمانوں کا بے دریغ خون بہانا بھی ہے لیکن اس سے بھی بڑا اور اہم ترین ہدف یہ ہے کہ کفار کی خوش نودی اور رضا کے لیے اس پورے خطے کو دینی تعلیمات اور شعائر اسلام سے ''پاک'' کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جنگ کے لیے جہاں کہیں بھی فوجی کارروائی کی گئی ہے، اس کارروائی کا اولین ہدف اُس علاقے میں موجود مساجد و مدارس کو بنایا گیا ہے، تاکہ دینی مراکز نہ رہیں تو دینی تعلیمات سے بھی جلد ہی چھٹکارا مل جائے گا۔ ۱۸ جنوری کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں وزیر سیفران (سرحدی امور کے وزیر) جنرل عبد القادر بلوچ نے کہا کہ

وزیرستان مین آپریشن کے دوران ۸۴۴ مساجد اور مدارس مسمار ہوئے۔ یہ صرف حکومتی اعداد و شمار ہیں جب کہ مفتی کفایت اللہ (جو کہ خود فوج کے حامی تصور کیے جاتے ہیں) کے مطابق صرف جنوبی وزیرستان میں چھوٹی بڑی ۴۰۰۰ مساجد اور مدارس کو شہید کیا گیا۔ یاد رہے یہ صرف جنوبی وزیرستان کی تباہ شدہ مساجد و مدارس کا تذکرہ ہو رہا ہے جب کہ دیگر قبائلی علاقوں اور سوات و مالاکنڈ ڈویژن میں تباہ ہونے والی مساجد و مدارس کی تعداد اس میں شامل نہیں۔ اِنہی مفتی صاحب کے بقول ''امریکہ اپنے طور پر یہ جنگ، اسلام کے خلاف لڑ رہا ہے اور مدارس و مساجد اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ ہیں''۔ یہ مفتی صاحب 'پورے سچ' کا سامنا کرنے سے اس لیے کترا رہے ہیں کہ پورا سچ سامنے لائے تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے اور آج کے دور میں بھلا کون چاہے گا کہ لاپتہ ہو جائے اور کسی راؤ انوار کے ہتھے چڑھ جائے! وگرنہ مفتی صاحب کو خوب معلوم ہے کہ اِن چار ہزار مساجد و مدارس کو امریکی بم باریوں نے تباہ کیا یا ''ایمان تقویٰ جہاد'' کی ماٹو رکھنے والے ابلیسی لشکر نے اِن مساجد و مدارس کو برباد کیا ہے!

اے علمائے کرام! مساجد و مدارس کی تباہی کا معاملہ یہ ہے لیکن بات یہاں بھی نہیں رکتی بلکہ جس طرح امریکی افواج نے عراق وافغانستان میں، ایرانی روافض نے شام و عراق میں، اسرائیلی غاصبوں نے فلسطین میں اور مشرکینِ ہند نے گجرات و فلسطین میں مسلمان ماؤں، بہنوں بیٹیوں کی ردائے عصمت کو نوچا، بالکل اسی طرح آپ کی ممدوح فوج نے سوات میں، قبائل میں اور ملک بھر میں مجاہدین واسلام پسندوں کے خلاف گھر گھر مارے گئے چھاپوں کے دوران میں ہزار ہا عفت مآب مسلمان بیٹیوں کو عزتوں سے کھلواڑ کیا ہے! اور لحۂ موجود میں بھی اِن کے خفیہ عقوبت خانوں میں لاتعداد مسلمان بہنیں دن رات 'اِن خنزیروں کی ہوس ناکی کا نشانہ بن رہی ہیں۔ آپ ہماری باتوں کو ''پروپیگنڈہ'' کہہ کر جھٹلا سکتے ہیں لیکن آپ ہی میں سے ایک عالم 'جو کم از کم آپ کے نزدیک تو معتبر اور قابلِ اعتماد ہیں' اُن کی گواہی پر ہی اعتبار کر کے اس غلیظ اور بدباطن فوج کی مدح سرائی اور دفاع سے پیچھے ہٹ جایئے! مولانا گل نصیب خان (اسے سیکورٹی فورسز کے گھر کی گواہی ہی سمجھنا چاہیے کیونکہ مولانا موصوف کو کسی بھی طور مجاہدین کا حامی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا) نے کچھ عرصہ قبل چکدرہ میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے سیکورٹی فورسز سے متعلق کہا تھا:

''یہاں لڑکیاں اغوا کرنے کے لیے اور لوگوں کی عزت لوٹنے کے لیے آئے ہیں!''

اے علمائے کرام! کوئی بھی ہوش مند انسان آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگل سکتا... جب کہ آپ کچھ تو غور کریں کہ آپ نے کیسے کیسے بھیانک جرائم کرنے والوں اور عالمی کفر کے کھلے حلیفوں کو ''پیغامِ پاکستان'' کے ذریعے ''کلین چٹ'' سے نواز دیا ہے، جس پر اِن کی تمام ترسفاکیاں اور جرائم تو خیر اللہ کے ہاں ہرگز معاف نہیں ہوں گے لیکن آپ کی طرف سے ''سندِ جواز'' ملنے اور ''مکمل حمایت'' کے بعد کچھ تو سوچیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اگر خدانخواستہ مکمل حساب بھی لے لیا تو اُس ذات کی پکڑ سے کوئی راحیل، نواز، خاقان اور باجوہ بچانے والا ہو گا؟ یہ سب مجرمین تو خود جہنم کے نچلے ترین درجوں میں عذابِ الیم میں مبتلا ہوں گے!

اے علمائے دین! ان خونخوار بھیڑیوں اور زہریلے سانپوں کا محافظ یہ نظام ہی ہے! بلکہ اس کو چلانے والے، سنبھالنے والے اور اس کو سہارا دینے والے تمام کے تمام گروہ ہی وحشی درندوں کے گروہ ہیں! مسلمانوں کے خون کے پیاسے گروہ ہیں! اموالِ مسلمین پر ہاتھ صاف کرنے والے گروہ ہیں! اہلِ اسلام کی عزتوں کے درپے گروہ ہیں! شریعت اور دین سے مکمل بیزار گروہ ہیں! عالمی کفر کے سرغنوں کے وفادار واطاعت شعار گروہ ہیں! اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی اور صریح دشمن گروہ ہیں! لہٰذا ہم بار بار یہی عرض کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے کہ ہمیں آپ کی بھلائی کے علاوہ کچھ مقصود نہیں... کہ آج وقت ہے 'اِن کے چہروں کو مکمل طور پر پہچان لینے کے بعد ان کی صفوں کو مضبوط کرنے اور ان کے ڈر اور خوف کا شکار ہو کر اپنے فتاویٰ کے ذریعے اِن کے جرائم کو سندِ جواز فراہم کرنے کی بجائے، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن کھلے اعداء سے مکمل برأت کا ظہار کیجیے اور کفار اور اُن کے ''فرنٹ لائن اتحادیوں'' کے دست ہائے ستم سے اسلام اور اہلِ اسلام کا دفاع کرتے ہوئے امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دعوت الی اللہ، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا کیجیے کہ اسی فریضہ کی ادائیگی میں ہی کل بروزِ حشر نجات کا دارومدار ہے... اگر اس فریضہ سے غفلت ہی کی حالت برقرار رہی تو 'یوم الدین' کو دنیا بھر کے کفر اور اُس کے صفِ اول والوں کی صف میں نظر آنے سے بڑی ہلاکت بھلا کیا ہو سکتی ہے!

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا... اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ

☆☆☆☆☆☆

اپنے ایمان کا جائزہ لیجیے!

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبد الحئی عارفی نور اللہ مرقدہ

قرآن کے نزول کی غایت انسانی جہل اور نفس کے ظلماتی تقاضوں کو منزہ و مصفی کرنا ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ کلام اتنا باعظمت اور پُر جلال ہے کہ خود حق تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جس کا مفہوم ہے اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ کلام اللہ بڑی عزت و جلال کا کلام ہے، اس کے نزول کی غایت انسان کو اشرف المخلوقات کا شرف عطا کرنا ہے۔ اس کے ایک ایک حرف اور لفظ کے اندر نور ہے جو انسانی فطرت کے جُہل اور نفس کی ظلماتی تقاضوں کو منزہ اور مصفی کرتا ہے۔ جہاں اس کی تلاوت اور اس کے مطابق عمل کرنے میں اجر و ثواب بے انتہا ہے وہیں اس کی بے حرمتی بھی ایسی سخت ہے کہ اللہ معاف کرے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کو قرآن جس کی شفاعت کرے وہ نجات پاجائے گا اور جس کے ساتھ قرآن نے جھگڑا کیا یعنی خلاف ورزی کی تو اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈال دے گا۔ (کنز العمال)

دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے کہ جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے کہ اس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ (طبرانی)

فقہانے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اسبابِ تجارت کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر جہاں درود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ اس کو دنیوی غرض کا ذریعہ بنایا جائے تو وہاں درود شریف پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ خدا کے لیے دین کی عظمت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ دنیا بھر کے فواحش اور منکرات کیے جائیں، صبح سے شام تک معصیت اور نافرمانی میں گھرے رہیں مگر جب عمل اور رد عمل کا قانونِ خدائی نافذ ہو اور کوئی پریشانی و مصیبت و دکھ بیماری کا سامان ہوا تو بس ختم قرآن کروالیا، آیت کریمہ کا ورد کروا لیا، سب کام بن جاویں گے۔ نہ گناہوں کو چھوڑنے کی ضرورت، نہ توبہ واستغفار سے اللہ کو راضی کرنے کی ضرورت۔

اگر ہمارے عقیدے صحیح ہوتے اور توحید درست ہوتی تو ہم اللہ سے رجوع کرتے، بجائے تعویذ گنڈوں کے ایاک نعبدوایاک نستعین کاورد کرتے، اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے ندامتِ قلب کے ساتھ استغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے شاملِ حال ہوتی۔

یہ عذر بہت ہی نامعقول اور لغو ہے کہ ہم رسومات سے کیسے بچیں:

یہ عذر بہت ہی نامعقول اور لغو ہے کہ ہم رسومات سے کیسے بچیں۔ بڑا مشکل ہے محلہ والوں سے، عزیزوں سے رات دن کا معاملہ ہے۔ ان کے رسومات میں کیسے شرکت نہ کریں۔ مجبوراً شرکت ہو تو ان رسومات کو اچھا نہ سمجھو، دل میں کراہیت رکھو اور توبہ و استغفار کرو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تم جتنا چاہو مجبور بن جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ کا قانون تو جاری رہے گا۔ خلاف ورزی پر اس کا وبال ضرور ہو گا۔ مجبوری کوئی معقول عذر نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم کو ان رسومات سے خود کراہیت نہیں ہے۔ جب ہم کو شریعت کا احترام ہو گا تو ہم خود جس طرح چاہیں گے ان کی شرکت سے بچنے کے لیے حسن وخوبی سے کوئی صورت اختیار کر لیں گے۔

آج کل کے نکاح شادی و تقریبات پر نظر کر لیجیے کہ کیا ہو رہا ہے:

اب ذرا آج کل کے نکاح شادی و تقریبات پر نظر کر لیجیے کہ کیا ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے قیمتی اور خوش نما رنگا رنگ دعوت نامے چھپ رہے ہیں، آخر میں دیکھ لیجیے کہ کون مدعو کر رہا ہے کہ بیگم اور فلاں صاحب۔ بیگم صاحب کا نام پہلے آتا ہے اور شوہر کا نام بعد میں آتا ہے، یہی فرنگی والی ذہنیت۔ یہ کورانہ تقلید اسلامی نقطۂ نگاہ سے بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ کارڈ میں لکھتے ہیں نکاح مسنونہ، ولیمہ مسنونہ۔ ماشاءاللہ کیا خوب نکاح مسنونہ، ولیمہ مسنونہ ہے!

ذرا شادی ہال جا کر دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے۔ دلہا اور دلہن کے فوٹو لیے جا رہے ہیں، عورتوں اور مردوں کا اختلاط بلا تکلف، ویڈیو لیا جا رہا ہے، طرح طرح کے گناہ کبیرہ۔ اسراف جو آج کل شادی ہالوں میں ہو رہے ہیں ان کے زندگی میں بار بار یاد تازہ کریں گے۔ کھڑے ہو کر کھانا کھایا جا رہا ہے۔ قاضی صاحب خطبہ پڑھ رہے ہیں سامنے فوٹو لیے جا رہے ہیں، ویڈیو بھی بن رہا ہے، گانے بجانے کی آوازیں آ رہی ہیں اور دلہا صاحب ہیں کہ سہرے میں ڈھکے ہوئے ہیں۔ جو خالص مشرکانہ ہندوؤں کا رسم ہے، جو تشبیہ بالکفار کا شائبہ لیے ہوئے ہے۔ اور دلہا صاحب کو تحفہ میں سونے کی انگوٹھی دی جاتی ہے کہ جس کو مرد کے لیے پہننا بھی حرام ہے اور دلہن صاحبہ کے میک اپ پر نیل پالش کا استعمال لازمی ہے پھر اس کے لگانے کے بعد نہ وضو ہوتا ہے، نہ غسل۔ اور شادی ہالوں کو ہر طرح کی خوش نمائیوں سے اور مختلف رنگ کی روشنیوں سے سجایا جاتا ہے جو شرعی اعتبار سے اسراف و تبذیر ہونے کی وجہ سے شیطان لعین کا بھائی بننے کا فخر حاصل کیا جا رہا ہے۔ شرکائے تقریب کو نہ نماز کا خیال ہے اور نہ جماعت کی فکر۔ یہ ہے وہ عقد مسنونہ یا ولیمہ مسنونہ کی ہیئت جو نہ معلوم کتنے گناہ کبیرہ، اسراف، حرام اور ناجائز ضرورتوں کا مجموعہ ہے۔

استغفراللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ایک ایک ذرہ کا حساب دینا پڑے گا کہ کتنا اسراف کیا:

اب پھر اس کے خمیازہ پر بھی نظر ڈال لیجیے ،شادی ختم ہوگئی،بڑی شان شوکت سے ہوئی،کئی ہزار کی رقم ڈیکوریشن اور میرج ہال کو دی گئی،کئی ہزار دعوت میں خرچ ہوئے،کئی ہزار ویڈیو بنانے پر دینے پڑے[1]۔بیٹھ کر تخمینہ لگائیے،کتنے خرچ کا اندازہ لگایا تھا اور کتنا خرچ ہوگیا۔اور وہ بھی خدا کی نافرمانی میں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قانونِ شریعت کے مطابق عمل و ردِ عمل کے تحت اس کی سزا بھگتنی پڑے گی یا نہیں؟حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ایک ایک ذرہ کا حساب دینا پڑے گا،کتنا اسراف کیا،کتنی نافرمانیاں کیں،کتنے گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوئے،کتنے بدعات اور رسوماتِ خلافِ شرع کی،اس کا خمیازہ تو ضرور بھگتنا پڑے گا،دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی!

بے دینی اور بداخلاقی اور آزاد خیالی کا خمیازہ:

اور خمیازہ یہ ہے کہ مہینہ بھر بھی نہیں گزرا کہ شوہر اور بیوی میں مزاجی اختلاف شروع ہو گیا۔زندگی میں تلخی پیدا ہونے لگی،دونوں فریق کالج کی آزادانہ فضاؤں میں تعلیم یافتہ ، تربیت یافتہ،ہر ایک کو اپنی فوقیت کا احساس،آپس میں نہ باہمی اعانت کا احساس،نہ محبت ، نہ رواداری۔اگر دین سے بے گانگی ہوئی تو نہ طہارت ،نہ عبادت۔ایسا اختلاف بڑھتے بڑھتے شدت اختیار کرلیتا ہے اور طلاق و خلع تک معاملہ آجاتا ہے۔یہ سب بے دینی اور بداخلاقی اور آزاد خیالی کا خمیازہ ہے۔

اکثر خاندان اِنہی حرکات سے تباہ وبرباد ہوتے ہیں۔ماں باپ کو اگر ان لوگوں کی ازدواجی زندگی پریشان کن معلوم ہوئی تو اس کے تدارک کے لیے عملیات اور تعویذ گنڈے کے پھیر میں پڑ جاتے ہیں کہ کہیں کسی کے حسد کا نتیجہ ہے،کسی نے جادو کردیا ہے،کسی نے عمل کردیا ہے۔مگر انہیں اس کا احساس نہیں کہ خود کتنے گناہوں اور خلافِ شرع باتوں کا ارتکاب کرچکے ہیں،جس کا یہ وبال ہے۔

یہ ایسا وبال ہے کہ ہر گھر میں رائج ہورہا ہے،خدا کے لیے ان باتوں کا جائزہ لو،خلافِ شرع باتوں کو ترک کرو،استغفار کرو اور سیدھی سادھی اسلامی زندگی بسر کرنے کا اہتمام کرو۔ ان شاء اللہ عافیت اور سکونِ قلب حاصل ہوجائے گا۔ان سب باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی خلافِ شرع باتوں کا جائزہ لینا چاہیے،دل سے توبہ کرنی چاہیے اور ان کو ترک کرنا چاہیے۔اس لیے بھائی!ہوش میں آجاؤ۔اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے رہو اور خود بھی اور اپنے عزیز واقارب کو بھی بتانا چاہیے کہ ایسی تقریبات نہ کرو جس کا نتیجہ خود مشاہدہ کررہے ہو۔کتنا ناگوار ہے،کتنا عافیت سوز ہورہا ہے،دنیا میں کتنی ذلت ہورہی ہے،رسوائی ہورہی ہے اور زندگی وبال ہورہی ہے۔بس دعا کیجیے

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ،وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ وتعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وبارک وسلم

☆☆☆☆☆

---

[1] ان تمام خرافات پر ہونے والے اخراجات کا تخمینہ حضرت رحمہ اللہ نے اُس وقت ہزاروں روپیہ کا لگایا جب کہ آج کل ایسے تمام اخراجات لاکھوں کروڑوں سے تجاوز کرجاتے ہیں۔

جماعت کے مقاصد

1. عبادت سے لے کر حاکمیت تک کو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص کرنے کی دعوت دینا۔
2. شریعت محمدی علی صاحبھا السلام کو نافذ کرنے اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی سعی کرنا (امارت اسلامی افغانستان کی تقویت و دفاع اسی مقصد کا حصہ ہے)۔
3. تمام مقبوضہ اسلامی سرزمینوں اور بیت المقدس سمیت تمام اسلامی مقدسات کو کفار کے تسلط سے آزادی دلانا۔
4. ظلم، حق تلفی اور استحصال کا راستہ روکنا اور ایسا اسلامی معاشرہ قائم کرنا جہاں امن وامان، عدل اور خیر کا بول بالا ہو۔
5. مسلمانوں کے دین ،عزت،جان اور مال کی حفاظت اور دفاع کرنا۔نیز پوری دنیا کے مظلوموں کی مدد کرنا۔
6. کفار اور طواغیت کی جیلوں میں قید مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو رہائی دلوانا۔
7. امت کے وسائل کو غاصب قوتوں سے بازیاب کرانا اور مسلمان عوام میں عادلانہ تقسیم کرنا۔
8. وطن، قوم اور لسانیت کے بت توڑ کر اخوتِ ایمانی کو فروغ دینا اور ایک امت کا تصور بیدار کرنا۔
9. اللہ کی جنتوں کا حصول... جسے اللہ رب العزت نے راہِ جہاد پر استقامت کے ساتھ جوڑا ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

   اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ

   'بھلا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (یونہی) جنت کے اندر جا پہنچو گے؟ حالانکہ ابھی تک اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانچ کر نہیں دیکھا جو جہاد کریں، اور نہ انھیں جانچ کر دیکھا ہے جو ثابت قدم رہنے والے ہیں۔'' (سورۃ آلِ عمران:۱۴۲)

[جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر کے 'لائحۂ عمل' سے اقتباس]

ایمان کی کسوٹی

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

نفس اور شیطان کے تیسری قسم کے تقاضے

گناہ کو عبادت کر کے پیش کرنا ان کو بدعات کہا جاتا ہے جو عبادت اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتائی اس کو ثواب سمجھ کر کرنا دین میں مداخلت ہے ایسی چیزوں کو دین میں داخل کر دینا در حقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے۔ اس کو متوازی حکومت قائم کرنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے قوانین کے مقابلے میں آکر نفس کہتا ہے کہ یہ دین ناقص ہے اس کی تکمیل کیلیے کچھ ہمارے قوانین بھی ساتھ ملا لو بلکہ یوں سمجھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہمارے قوانین زیادہ مؤکد ہیں ہماری حکومت ان کی حکومت کے برابر ہی نہیں بلکہ اونچی سمجھو، چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے مرنے پر جو بدعات اور ایصال ثواب کے غلط طریقے مروج ہیں ان کی اتنی اہمیت ہے کہ نماز روزے سے بھی بڑھ کر، آپ بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے جو نماز نہیں پڑھتے مگر تیجا، چالیسواں ضرور کریں گے، نفس و شیطان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقابل نہیں بلکہ اس سے بڑھا کر رکھو ہماری حکومت کو اللہ تعالیٰ کی حکومت سے بلند رکھو۔

اس وقت تیجا، چالیسواں وغیرہ پر تردید اور ایصال ثواب کے صحیح طریقوں کا بیان مقصود نہیں یہ تو اکثر بتاتا ہی رہتا ہوں۔ اس مجلس میں تو صرف نفس کے تقاضوں کی تفصیل بیان کرنا مقصود ہے کہ اس کی تین قسمیں ہیں: ایک ظاہری گناہوں کا تقاضا، دوسرا باطنی گناہوں کا تقاضا، یہ پہلی قسم کی بنسبت زیادہ خطرناک ہے، تیسری قسم گناہوں کو عبادت بنانے کا تقاضا کہ دین میں اپنی طرف سے ترمیم کرو۔ یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکومت کے مقابلے میں اپنی متوازی حکومت قائم کرنا ہے۔

غور کیجیے کہ ان تینوں قسم کے تقاضوں میں اگر کوئی تقاضا نفس میں پیدا ہوتا ہے تو اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے اس تقاضے کو فنا کرتے ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہیں یا نفس کے حکم پر؟ اگر آپ اس مجاہدہ اور نفس کے ساتھ مقابلے میں کامیاب ہو جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم مقدم رکھتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں نفس کے تقاضوں کو فنا کر دیتے ہیں تو ٹھیک ہے اور آپ کے ایمان کا دعویٰ قبول ہے مگر ایسا نہیں ہو رہا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں نفس کا حکم ہوا، نفس کے حکم کی تعمیل کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ اصول کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی کسوٹی اور معیار کے مطابق قابل قبول نہیں۔

دعوائے ایمان کا معیار:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:۱۶۵)

فرمایا کہ دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو معبود بنا رکھا ہے اور ان کو غیر اللہ کے ساتھ اتنی محبت ہے جتنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونی چاہیے اور جو ایمان والے ہیں ان کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تقسیم فرمادی کہ بس دو قسمیں ہیں بیچ میں کچھ نہیں صرف دو ہی ہیں بعض وہ ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی بنسبت غیر سے زیادہ محبت ہے اور دوسرے وہ ہیں کہ ان کو پوری دنیا کی بنسبت اللہ سے زیادہ محبت ہے وہی تفصیل جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک اور آپ کے ساتھ محبت کے بارے میں بیان کی ہے اسی تفصیل کے مطابق یہاں بھی مضمون اپنے طور پہ دہرا لیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں بیوی ہو، شوہر ہو، والدین ہو، عزیز و اقارب ہوں، استاذ ہو، حاکم ہو، دنیا کا کوئی بھی فرد ہو اور سب سے بڑا دشمن آپ کا نفس ہے ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں آجائے تو اس وقت آپ کیا کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کو مقدم رکھتے ہیں تو آپ کا ایمان کا دعویٰ صحیح ہے کیونکہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی ہے جس کو واقعتاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی وہ اسی کا کہنا مانے گا اور اگر ایسا نہیں ہو رہا تو ایمان کا دعویٰ قابل قبول نہیں۔ اِس وقت بھی سوچ لیں اور یہاں سے اٹھنے کے بعد بھی سوچیں۔ سوچنے ہی سے کام بنتا ہے بغیر سوچے کام نہیں چلے گا سوچنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد بھی طلب کرتے رہا کریں میں ایک مختصر سی دعا بتا دیتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى طَاعَتِكَ

یاد کر لیجیے ہر نماز کے بعد بالخصوص یہ دعا تین بار مانگ لیا کریں، نماز کے بعد جیسے اور دعائیں مانگتے ہیں ان کے ساتھ تین بار یہ دعا بھی مانگ لیا کریں۔ مانگا کریں پڑھا نہ کریں! آج کل لوگ دعائیں مانگتے نہیں پڑھتے ہیں، پڑھنے اور مانگنے میں فرق ہے۔ پڑھتا طوطا بھی ہے، طوطے کو آپ الفاظ یاد کرا دیں وہ پڑھتا رہے گا حالانکہ وہ بے سمجھ ہے اس کو کچھ معلوم نہیں کہ اس کا کیا مقصد ہے طوطے کی طرح اگر کوئی دعا پڑھتا رہے تو یہ مانگنا نہیں۔ دعا کا مطلب یہ ہے کہ دل کو حاضر کر کے خوب متوجہ ہو کر سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھے ہیں، احکم الحاکمین کے سامنے ہیں، خوب لجاجت کے ساتھ مانگیں، کیا مانگیں؟ اس وقت جو الفاظ بتانے کے لیے آپ کو کہوں گا ان میں سب حاضرین دعا کی نیت کر لیں، سب مانگیں، کیا؟

”یا اللہ! ہم تیری اطاعت پر تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں، جب تک تیری دستگیری نہیں ہوگی، ہمارے اندر ہمت پیدا نہیں ہو سکتی، ہم کمزور ہیں، ضعیف ہیں، ناتواں ہیں، ہمارے مقابلہ میں نفس و شیطان اور معاشرہ و ماحول غالب ہے۔ یا اللہ! ان کے مقابلہ میں تیری اطاعت پر، تیری نافرمانیوں سے بچنے پر تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں تو ہمارے عجز اور ضعف پر رحم فرما، اعانت فرما، مدد فرما، تیری دستگیری کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا“۔

عقل مند کون؟

ایک نوجوان نے خط میں اپنے والد کی شکایات لکھی ہیں شراب وغیرہ فواحش منکرات میں مبتلا ہے، لکھا ہے کہ اس کو بچپن ہی سے نماز کا شوق ہے مگر جب والد کو معلوم ہوا کہ یہ نماز پڑھتا ہے تو عیسائی استاذ سے کہہ دیا کہ اس کو نماز سے روک دو، پڑھانے کے لیے عیسائی استاذ رکھا ہوا تھا، یہ پھر بھی چھپ چھپا کر نماز پڑھتا رہا، جب ڈاڑھی کے بال نمودار ہوئے تو ڈاڑھی رکھ لی، اس پر گھر والے، والد اور پورا کنبہ بگڑ گیا کہ یہ کیا حماقت کر رہے ہو۔ اب بتائیے کہ جن لوگوں کو نماز سے نفرت ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے نفرت ہو اور معاذ اللہ! اس کو حماقت سمجھتے ہوں ان کا ایمان کہاں باقی رہا، اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ دعاء:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى طَاعَتِكَ

کا معمول بنالیں۔ یا اللہ جب تک تیری طرف سے اعانت نہیں ہوگی، تیری مدد شامل نہیں ہوگی، تیری دستگیری نہیں ہوگی ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ والد کی عقل بچے سے زیادہ ہوتی ہے اس لیے کہ وہ عمر رسیدہ ہے اور عمر بڑھنے سے عقل بڑھتی ہے، مگر یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے ایک بچے کی اٹھان عبادت میں ہو رہی ہے، اس کا نشوونما، مالک کی اطاعت اور اس کی رضاجوئی میں ہو رہا ہے، اور والد کی عقل یہ کہہ رہی ہے کہ نماز پڑھنا اور مسلمان کی صورت بنانا حماقت ہے، اس کو اسلام سے انتہائی نفرت اور بچے کو اسلام سے عشق و محبت اور دین دار بننے کا شوق و رغبت، اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

مقامِ عبرت!

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (الروم:۱۹)

”اور وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے“۔

آج کل اللہ تعالیٰ کی اس شان کا یوں بھی مظاہرہ ہو رہا ہے کہ مردوں سے زندہ پیدا ہو رہے ہیں اور زندوں سے مردہ۔ عبرت کا مقام ہے، بہت ہی عبرت کا مقام ہے، دیکھا جا رہا ہے کہ علماء، صلحاء، اولیاء اور بزرگوں کی اولاد بے دین بن رہی ہے اور فساق و فجار، بے دینوں اور شرابیوں کی اولاد صالح بن رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں کہ نیکی کی توفیق کسی کے قبضہ کی بات نہیں یہ صرف ہمارے قبضۂ قدرت میں ہے، اگر کسی کو نیکی کی توفیق مل گئی اور وہ اس کو اپنا کمال سمجھنے لگا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ یہ توفیق سلب فرمالیں۔ سب کچھ ان کے قبضہ میں ہے، اس لیے یہ دعا یاد کر لیں ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں کہ یا اللہ! ہم تیری اطاعت پر تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں، سب سے بڑی اطاعت گناہوں سے بچنا ہے، یا اللہ! گناہوں کو چھوڑنے میں، نافرمانیوں سے بچنے میں، تیری رضا حاصل کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، تمام معاملات میں تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں، تو ہماری دستگیری فرما“۔

نفسانی تقاضوں سے بچنے کا نسخہ:

غرض یہ کہ نفسانی تقاضوں سے بچنے کی دعا بھی کرتے رہیں اور یہ سوچا کریں کہ کہیں مالک ناراض نہ ہو جائے۔ ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہے کہ کہیں مالک ناراض نہ ہو جائے، قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ ایمان وہی قبول ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہو، اور محبت کا یہ معیار بھی معلوم ہو گیا کہ جب دو محبوبوں کا مقابلہ ہو اس وقت جس محبوب کے حکم کی آپ تعمیل کرتے ہیں آپ کو اس کے ساتھ زیادہ محبت ہے، روزانہ اس معیار پر لا کر اپنے نفس کو دیکھتے رہنا چاہیے، محاسبہ کرتے رہیں، سوچتے رہیں کیا واقعتاً آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے نفس کے تقاضوں کو قربان کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہو رہا ہے تو یہ ایمان قبول ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے، اور اگر اس کے برعکس آپ نفس کے حکم کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر ترجیح دیتے ہیں، نفس کا حکم مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کا حکم چھوڑ دیتے ہیں، تو یہ ایمان قابل قبول نہیں۔ اس کو صحیح کرنے کی کوشش کیجیے۔

ہمت پیدا کرنے کے نسخے:

جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں غیر کا حکم آئے تو اس کو ٹھکرا دینے کی ہمت پیدا کرنے کے کچھ نسخے بتاتا ہوں، موقع پر انسان کوشش کرتا ہے اور نسخے استعمال کر لیتا ہے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ گناہوں سے بچنے کے بعض بہت مفید نسخے میرے وعظ ”ترکِ گناہ“ اور ”حفاظت نظر“ میں چھپ چکے ہیں ان کو ضرور دیکھیں۔ آج کی مجلس میں چونکہ محبت کا بیان چل رہا ہے اس لیے آج اس کے مطابق کچھ منظوم نسخے بتاتا ہوں، شعر میں زیادہ اثر ہوتا ہے اس لیے منظوم نسخے بتاتا ہوں۔

حضرت مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

؎ اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

جہاں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی آنے لگے یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں اپنا حکم صادر کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر پڑھنا شروع کر دیجیے۔

؎ اگر اک تُو نہیں میرا، تو کوئی شے نہیں میری

جو تُو میرا، تو سب میرا، فلک میرا، زمیں میری

اے میرے محبوب حقیقی! اگر مجھ سے ساری دنیا راضی ہو مگر تو ناراض ہو تو سب بے کار ہے، اور اگر تو راضی ہو جائے تو ساری دنیا کی ناراضی کی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

حضرت مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ شعر پڑھا کریں:

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہیئے

مد نظر تو مرضئ جانانہ چاہیئے

بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہیئے کیا کیا نہ چاہیئے

جب کوئی انسان یا نفس گناہ کا حکم دے تو یہ اشعار پڑھ لیا کریں، بار بار پڑھا کریں۔ نفس سے کہیئے ارے کم بخت! تو خواہ راضی رہے یا ناراض، تجھے تکلیف ہو یا راحت بہر حال تیرا کہنا ہرگز نہ مانوں گا، میرے لیے اپنے مالک کی رضا مقدم ہے، اپنی آخرت مقدم ہے، تیرا کہنا ہرگز نہ مانوں گا، اپنے مالک کا کہنا مانوں گا، اس کی رضا مقدم ہے، تیری وجہ سے میں مالک کو ناراض کر کے جہنم قبول نہیں کر سکتا، تجھے خوش کرنے کے لیے، تیری لذت کی خاطر، ذرا سی دیر کی لذت کے لیے میں جہنم کی آگ کیسے قبول کروں؟ میں ایسا احمق نہیں! اس طرح نفس کے ساتھ باتیں کیا کریں۔ جب تک آپ اپنے نفس کے محاسبہ کی عادت نہیں ڈالیں گے اصلاح نہیں ہو سکتی، سن لیجیے بڑا اکسیر نسخہ ہے۔ نفس سے کہیئے کہ ارے کم بخت! تو کیسے برے تقاضے کر رہا ہے بڑا اپلید ہے، بڑا خبیث ہے، میں تیری خاطر مالک کو ناراض کروں، تیری خاطر جنت کی نعمتیں چھوڑ دوں، تیری خاطر جہنم میں جاؤں، جا خبیث، میں تیری خاطر اپنی عاقبت برباد نہیں کر سکتا۔

آپ کی نظر ہمیشہ اغیار پر رہتی ہے، ہمیشہ اغیار کے عیوب تلاش کرتے رہتے ہیں، اپنے نفس کو اپنا دشمن قرار دے کر اس کے ساتھ کبھی باتیں نہیں کرتے اور کبھی اس کا محاسبہ نہیں کرتے۔ اسی لیے تو نفس ہمیشہ غالب رہتا ہے، نفس کو دشمن قرار دے کر اس کو للکارا کریں جیسے دشمن کو للکارا جاتا ہے جب جا کر یہ درست ہو گا۔

ایک بزرگ بیٹھے ہوئے یوں کہہ رہے تھے "نہ تو میرا اللہ نہ میں تیرا بندہ، تیرا کہنا کیوں مانوں؟" حاکم کے یہاں شکایت کر دی گئی کہ یہ شخص کفر بک رہا ہے حاکم نے طلب کر کے دریافت کیا تو جواب میں فرمایا کہ میں تو اپنے نفس سے باتیں کر رہا تھا، نفس کسی برائی کا تقاضا کر رہا تھا اس لیے میں اس کو کہہ رہا تھا کہ "نہ تو میرا اللہ نہ میں تیرا بندہ، تیری بات کیوں مانوں؟" جو میرا مالک ہے، میں جس کا بندہ ہوں میں تو اس کی رضا کی طلب اور اس کے حکم کی تعمیل کی فکر میں رہوں گا، اس کے مقابلہ میں تیرا کہنا کیسے مانوں؟

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائیں

دعيني عنك ياسعدي دعيني

و بيني عن فؤادي ثم بيني

وما سرت يداى بجيد خود

وما دل الخرائد يزدهيني

مزینات دنیا سے یوں مخاطب ہیں:

"مجھے چھوڑ دو! مجھے چھوڑ دو! میرے دل سے دور ہٹ جاؤ! پھر کہتا ہوں دل سے دور ہٹ جاؤ! تمہاری رنگ رلیاں مجھے مائل نہیں کر سکتیں"۔

میں یہ اشعار نسخۂ اصلاح کے طور پر پڑھتا ہوں، بہت عجیب اور بڑے مزیدار اشعار ہیں، بڑے مؤثر ہیں۔ غیر اللہ کو دل سے چھانٹ کر رکھ دیتے ہیں بس لا الہ الا اللہ کی ایک تعبیر ہے، لوگوں نے اس کلمہ کو بہت ہی معمولی سمجھ رکھا ہے بس زبان سے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا اور قصہ ختم ہو گیا۔ جتنی تفاسیر اور جتنے بیانات ہیں سب لا الہ الا اللہ پر مبنی ہے، بس ایک کلمہ کی حقیقت سمجھ میں آ جائے اور دل میں اتر جائے تو بیڑا پار ہے، دنیا کی تمام محسنات، مزینات، نفسانی خواہشات اور گناہوں کے تقاضے، گناہوں کی دعوت دینے والے عزیز و اقارب، ماحول، معاشرہ اور دنیا بھر کے تمام خبیث انسان و شیاطین جو گناہ کی دعوت دیتے ہیں خواہ وہ اندرونی ہو یا بیرونی، خواہ وہ شیاطین انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے، اور سب سے بڑا رئیس اور سب سے زیادہ خبیث اپنا نفس، ان سب لشکروں کو اپنے سامنے تصور کریں، ان لشکروں کی کمان کون کر رہا ہے؟ اپنا نفس، یہ سب کا کمانڈر ہے ان سب کو سامنے رکھ کر ان کو مخاطب کریں اور یوں کہیں:

"اے دنیا بھر کی لذت کی دعوت دینے والو! ہٹ جاؤ، میرے دل سے ہٹ جاؤ، دور ہو جاؤ، میرے دل میں تمہاری کوئی جگہ نہیں، یہ دل صرف اسی محبوب کے لیے ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے، پھر کہتا ہوں میرے دل سے دور ہو جاؤ، پھر کہتا ہوں دور ہو جاؤ، اس دل میں تمہاری کوئی گنجائش نہیں"۔

حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عجیب شعر ہے:

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل

سج رہا ہے ماہ خوباں کے لیے دربار دل

اس میں "اغیار دل" کا لفظ وجد آفریں ہے، اللہ کرے اس کی لذت حاصل ہو جائے، یہ دربار دل تو صرف ایک ہی محبوب کے لیے سج رہا ہے باقی جتنے ہیں وہ سب کے سب اغیار دل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی و فکر آخرت کے سوا جتنے افکار ہیں وہ سب کے سب افکار باطلہ ہیں، ان افکار باطلہ اور اغیار دل سے کہا جا رہا ہے کہ میرے دل سے دور ہو جاؤ، ہٹ جاؤ، یہاں محبوب حقیقی کے سوا کسی کی کوئی گنجائش نہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین، اما بعد:

مسند احمد اور حاکم نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رب نے بتایا:

"الحسنۃ بعشر امثالہا ایک نیکی دس کے برابر ہے...اوازیدیا میں اُس کو بڑھا دیتا ہوں...وسیئۃ واحدۃ اور برائی کے بدلے میں ایک گناہ ہی ملتا ہے...اواغفرھایا میں اُسے معاف کردیتا ہوں...ولولقیتنی بقراب الارض خطایامالم تشرک بی...اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تُو نے زمین کی مقدار کے بقدر گناہ کیے ہوں، زمین کی مقدار کے قریب گناہ کیے ہوں...ولا تشرک بی لیکن تُو نے شرک نہ کیا ہو...لقیتک بقرابہا مغفرۃ تو میں تجھے زمین بھر کر مغفرت سے نواز دوں گا"۔

یہ حدیثِ مبارکہ، حدیث قدسی ہے اور اس کے ابتدائی حصے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے اہلِ ایمان بندوں پر رحمت کا بیان ہے کہ ایک نیکی کے بدلے کم از کم دس نیکیاں ملتی ہیں یعنی دس گُنا اُس پر ثواب ملتا ہے...اور اللہ تعالیٰ کسی انسان کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے اور اُس کے دل کی کیفیات کو دیکھتے ہوئے، اُس نے عبادت میں جو مشقت اٹھائی اُس کو دیکھتے ہوئے اوراپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں مزید بڑھا دیتے ہیں، دس گُنا سے بھی زیادہ ثواب دیتے ہیں ایک ایک نیکی کے بدلے...اس کے برعکس گناہ کے حوالے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو قانون طے کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک گناہ کے بدلے ایک ہی گناہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا جاتا ہے...اوراُس کے متعلق بھی فرمایا کہ او اغفرھا میں چاہوں تواُس کو بھی معاف کردیتا ہوں...اللہ تعالیٰ نے اُس کی معافی کے بھی کئی ذرائع کھولے ہیں...دیگر نیکیوں کو گناہوں کا کفارہ بنایا، توبہ کو گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنایا، شہادت کو گناہوں کے بخشے جانے کا ذریعہ بنایا، خصوصاً حقوق اللہ کے بخشے جانے کا ذریعہ بنایا...یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے...اگر اللہ تعالیٰ کوئی اور بھی قانون رکھتے اور کوئی بھی ہمارے ساتھ معاملہ فرماتے تو ہم اُس کے بندے ہیں، ہمارے پاس کوئی اور راہ نہ ہوتی...لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَ آمَنْتُمْ (النساء:۱۴۷)

"اگر تم شکر کرنے والے اور ایمان لانے والے بنو تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے؟"

اللہ کو کیا ملتا ہے یا اللہ کا کیا فائدہ ہے اس چیز میں؟ اللہ مستغنی ہیں، اللہ الصمد ذات ہیں، اللہ کو کیا فائدہ ہے اس چیز سے کہ کسی انسان کو عذاب دیا جائے...اسی لیے نیکیوں کو بڑھانے اور گناہوں کو معاف کرنے کے اللہ تعالیٰ بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اپنے بندوں پر رحمت فرماتے ہیں...اور یقیناً ایک مومن جب ایسی احادیث پر غور کرتا ہے تو اُس کو عمل کرنے کی ہمت ملتی ہے، اپنی خطاؤں اور کمزوریوں کے باوجود، اپنے گناہوں کے باوجود اُس کو یہ جذبہ ملتا ہے کہ وہ نیکیاں کرے اور وہ گناہوں سے توبہ کرے اور رجوع کرے اللہ کی رحمت سے امید رکھتے ہوئے...حدیث کا آخری حصہ کہتا ہے کہ

"ولولقیتنی بقراب الارض خطایا اگر تُو مجھ سے اس حال میں ملے کہ زمین بھر کر تُو نے گناہ کیے ہوں مالم تشرک بی لیکن تُو نے مجھ سے شرک نہ کیا ہو، ایک شرط ہے جو اس میں لگائی گئی کہ تُو نے شرک نہ کیا لقیتک بقرابہا مغفرۃ تو میں تجھے زمین بھر کر مغفرت سے نواز دوں گا"۔

یہاں بھی جس بات کی اہمیت بیان کرنا مقصود ہے، اُس کا ہم نے پہلے بھی ذکر کیا کہ یقیناً اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ ہم میں سے کسی کو بھی اس بات کی تحریض نہیں دلا رہے، اس پر نہیں ابھار رہے کہ ہم گناہ کرنے میں اللہ سے بے خوف ہو جائیں...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہمیں اللہ کی ناراضی سے بچنے کا رستہ دکھلایا ہے...جو مقصود ہے حدیث کا وہ شرک سے بچنے کی اہمیت بیان کرنا ہے...اور یہ کہ جب انسان شرک میں مبتلا ہو تو پھر وہ زمین بھر کے بھی نیکیاں لے کر آئے تو وہ نیکیاں اللہ کے ہاں شمار ہی نہیں ہوتیں...اور زمین بھر کے بھی اُس نے گناہ کیے ہوں لیکن شرک سے ساری زندگی اپنے دامن کو پاک رکھا تو اُس کی مغفرت کے امکانات موجود ہیں، چاہے وہ دنیا میں توبہ کر کے گیا، اس لیے اُس کے گناہ معاف ہو گئے یا اُن کو گناہوں کی سزا کے طور پر جہنم میں ڈالا جائے گا اور پھر بالآخر وہاں سے سزا کاٹ کے اُس کو جنت میں داخل کیا جائے...لیکن بالآخر اُس کو مغفرت ملے گی اور جنت میں داخلہ ملے گا، جب تک کہ وہ شرک سے اپنے آپ کو بچاتا ہے...

پیارے بھائیو! جب ہم شرک کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو یہ صرف ماضی کے بارے میں بات نہیں ہو رہی ہوتی...ایسی آیات کو اور ایسی حدیثوں کو اس طرح نہیں سننا اور پڑھنا چاہیے کہ یہ صرف مکہ کے اندر جو بت پڑے ہوئے تھے یا جو قریش کے بت تھے، یہ صرف اُن کا ذکر ہو رہا ہے...اس وقت کی دنیا میں انسانوں کی آبادی کی غالب اکثریت 'اللہ' سے شرک کی مرتکب ہوتی ہے...غالب اکثریت! آپ مسلمانوں سے باہر دیکھ لیں تو حال وہی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتلایا کہ

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ (یوسف:۱۰۶)

”ان میں سے اکثریت کا حال یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر ایمان لائیں بھی تو ساتھ کسی نہ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں“...

یا اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں یا اللہ کو مانتے ہوئے بھی ساتھ والوں کو اللہ کا شریک بنا رہے ہوتے ہیں... آپ پورے یورپ کو'جو اپنے آپ کو مہذب اور متمدن کہتا ہے، جو اپنے صاحب علم ہونے پر ناز کرتا ہے لیکن حقیقت میں جاہلیت کی قدیم و جدید ساری صورتوں میں ڈوبا ہوا ہے... یورپ کو اٹھا کر دیکھیں تو عیسائیت یا سرمایہ داری، یہ دو ہی عقیدے ہیں یا یوں کہہ لیں سیکولرازم' وہاں پر موجود ہیں...

جو عیسائیت کا عقیدہ ہے، اُس کی بنیاد اور اُس کی جڑ ہی شرک کے اوپر کھڑی ہے... قرآن کی کتنی ہی آیات اُن کے شرک کا بطلان کرتی ہیں اور اُس کا گھٹیا ہونا اور اُس کا باطل ہونا واضح کرتی ہیں...... آج بھی آپ یورپ کے کسی بھی چرچ میں چلے جائیں، کسی بھی کلیسا میں چلے جائیں تو وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذباللہ) صلیب زدہ مجسمہ اور حضرت مریم علیھا السلام کے مجسمے اور ملائکہ کے مجسمے، یہ سارے موجود ہوتے ہیں اور اِن کے سامنے وہ اپنے گھٹنے ٹِکا کر اور سر جھکا کر دعائیں مانگتے ہیں... اور اللہ کا بیٹا ہی نہیں بلکہ براہ راست اُن کو اللہ قرار دے رہے ہوتے ہیں (نعوذباللہ من ذالک)... ایک وقت میں تین الٰہوں کو ایک اور ایک کو تین قرار دے رہے ہوتے ہیں... یہ شرکیہ عقیدہ ہے جس پر انسانیت کی اتنی بڑی آبادی یعنی لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں بلکہ اربوں میں یہ تعداد چلی جاتی ہے کہ جو اس شرک میں مبتلا ہے...

یورپ کے اندر جو لوگ دین سے دور چلے گئے ہیں اور وہ الحاد کے رستے پر نکل گئے ہیں، سیکولرازم کے عقیدے کو اُنھوں نے قبول کر لیا ہے، تو وہ عقیدہ بھی اپنی نہاد میں اور اپنی اصل میں صرف اللہ سے انکار پر کھڑا ہوا نہیں ہے بلکہ شرک پر کھڑا عقیدہ ہے... اور شرک کی ایسی بدترین قسم ہے کہ جس کی شاید انسانی تاریخ میں مثال یونان کے علاوہ آپ کو بہت کم کہیں ملے گی... کہ جہاں خود انسان کو اللہ کا مدمقابل قرار دے دیا گیا ہو اور انسانوں کو یہ حق دیا گیا ہو کہ وہ اللہ کی حاکمیت میں شریک ہوں، اللہ کی الوہیت میں شریک ہوں... خود اپنے لیے اور باقی انسانوں کے لیے زندگی گزارنے کے طریقے وضع کریں... وہ پارلیمنٹ ہو جو اُن انسانوں کی اجتماعی خواہش اور ارادے کی مظہر ہو... اور وہ ارادہ نا صرف اُس میں بیٹھے لوگوں کے لیے واجب العمل ہو بلکہ اُس سے نیچے بھی جتنی انسانیت ہے اُس سب کے لیے بھی وہ واجب العمل ہو... پھر وہ اُسی ارادے کو قوت اور اسلحے کے زور سے ”جمہوریت کا تحفہ“ دینے عراق بھی پہنچے... جمہوریت مسلط کرنے کے لیے افغانستان بھی پہنچے...

یہ کیا ہے؟ یہ انسان کی حاکمیت قائم کرنے کا مشن ہے اور انسان کو (نعوذباللہ) اللہ کے مدمقابل کھڑا کرنے کا مشن ہے... یہ بھی شرک کی صورت ہے... اور ایسی گندی اور ایسی غلیظ صورت ہے جس میں الحاد بھی موجود ہے، جس میں شرک بھی موجود ہے، اس کی مثال ہی بہت کم ملتی ہے کہ وحی کا بھی انکار ہو، اللہ کا بھی انکار ہو، کسی خالق و مالک کا، رازق کا بھی انکار ہو، کسی ہادی اور حاکم کا بھی انکار ہو، مقتدرِ اعلیٰ کا بھی انکار ہو اور یہ ساری صفات خود انسان کی طرف پھیر دی جائیں... انسان کو ہی یہ سارے مقامات عطا کر دیے جائیں...

اسی طرح یہودیوں کا عقیدہ دیکھ لیں، جو نا صرف شرک پر مبنی ہے، بلکہ انبیاء سے گستاخیوں پر مبنی، اللہ کی گستاخیوں پر مبنی عقیدہ ہے جس پر وہ کھڑے ہیں... خود آپ کے پڑوس میں ہندوستان کے اندر شرک کی کون سی ایسی قسم ہے جو نہیں پائی جاتی؟! یعنی سورج اور چاند سے لے کر بندر، چوہے اور گائے تک کو پوجنے والے سب ہندوستان کے اندر موجود ہیں... اور کتنی بڑی آبادی ہے! کروڑوں کی آبادی ہے!!! دنیا کی سب سے بڑی آبادی والے ممالک میں شمار ہوتا ہے اور اتنا شرک وہاں پر موجود ہے... اسی طرح بدھ مت کے جتنے علاقے ہے، یہ سری لنکا میں موجود ہے، تھائی لینڈ میں موجود ہے، برما میں موجود ہے، تبت میں موجود ہے، ان سب کے عقیدے خالص شرکیات پر مبنی عقیدے ہیں...

اسی طرح آپ شرقاً غرباً دیکھ لیں... افریقہ میں چلے جائیں... وہاں آج بھی آپ کو سورج کے پجاری بھی ملتے ہیں، چاند کے پجاری بھی ملتے ہیں... قدرت کے مختلف مظاہر کے پجاری بھی ملتے ہیں... مقدس روحوں کے پجاری بھی ملتے ہیں... آج بھی اُس کے جنگلات میں اور اُس کی قدیم آبادیوں میں عجیب عجیب اور ہر طرح کی چیزوں کو پوجنے والے آپ کو ملتے ہیں...

امریکہ چلے جائیں تو جدید امریکہ تو ہے سو ہے، جہاں عیسائیت اور یہودیت پائی جاتی ہے لیکن جو اُس کی قدیم آبادیاں ہیں، جو اُس کی ریڈ انڈین آبادیاں آج تک موجود ہیں، میکسیکو کی طرف چلے جائیں، جو اُن کی آبادیاں آج تک موجود ہیں، وہ جن myths پر قائم ہیں اور جن خرافاتی عقیدوں پر کھڑی ہیں، انہیں دیکھ کر انسان کو اندازہ ہوتا ہے کہ آج بھی قرآن کی وہ ساری آیتیں جو شرک کا ابطال کرتی ہیں اور وہ ساری احادیث جو شرک کی برائی بیان کرتی ہیں، وہ کتنی اہم ہیں... اور آج بھی لا الہ الا اللہ کی طرف قوت سے دعوت دینے کی اور انسانیت کو اُس کی نجات کی طرف بلانے کی کتنی شدید ضرورت موجود ہے! یہ وہ کام ہے جس کی آج بھی اُسی طرح ضرورت موجود ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نسل میں اہلِ اسلام، علما، مجاہدین اور داعیانِ دین کرتے رہے ہیں...

اسی طرح آپ مسلمانوں کی اپنی آبادی کے اندر دیکھ لیں... ابھی کسی بھائی نے بارہ ربیع الاول کو ٹی وی پر چلنے والے کچھ مناظر بھیجے... وہ دیکھ کر انسان کے لیے اپنے آنسو ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے... کہ یہ مسلمان کہلانے والے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے والے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بظاہر ایمان رکھنے والے لوگ ہیں کہ جن کا حال یہ ہے کہ کون سا ایسا کام ہے جو بارہ ربیع الاول کے دن نہیں کرتے، جس میں سے ایک ایک چیز سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کا اظہار کیا ہوا ہے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بسترِ وفات پر تھے، تو اس وقت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری وصیتیں کیں، اُس میں یہ شامل تھا کہ میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا، میری قبر کو عبادت کی جگہ نہ بنانا... اور بحیثیتِ مجموعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے اوپر اکٹھے ہونے، قبروں کو عبادت گاہ بنانے، قبروں کے اوپر اجتماعات کرنے سے منع فرمایا... اُنہی منظروں میں یہ شامل ہے کہ داتا دربار پر ہزاروں لاکھوں لوگوں کا مجمع اکٹھا ہے، پہلے یہ ساری خرافات وہاں آنے والوں کے علم میں آتی تھیں، ابھی یہ جیو ٹی وی سے لے کر اے آر وائے تک سارے جو بہترین کوالٹی کے کیمرے ہو سکتے تھے اُن کے ذریعے فلم بندیاں اور عکس بندیاں کی جا رہی ہیں، اور وہاں پر شرکیہ نعتوں کی جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تعریف کرتے کرتے اُن کو اللہ کی صفات میں شریک کر دیا جاتا ہے' اُن کی محفلیں سجی ہوئی ہیں... عورتیں بھی بیٹھی ہیں، مرد بھی بیٹھے ہیں اور بالکل عجیب سے احوال ہیں...

انسان دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ یہ اس امت کا جزُ ہیں، یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے اتنا دور ہو چکے ہیں، اتنا بے گانہ ہو چکے ہیں... ویسے بھی سوچنے کا مقام ہے کہ وہ ٹی وی جو دین کے ایک ایک حکم کو پامال کرتا ہے، یہ دو مواقع ایسے ہوتے ہیں جن کے اوپر اُس کو دین یاد آتا ہے... ایک نو دس محرم کو اور ایک بارہ ربیع الاول کو... اور ان دو موقعوں پر وہ اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے "دین" کے لیے... تو وہ کیا چیز ہے جس کے لیے وہ وقف کر رہا ہے؟ وہ دین کے لیے نہیں بلکہ دین کو ڈھانے کے لیے وقف کر رہا ہے! وہ دین کی بنیادیں جڑ سے ہلانے کے لیے وقف کر رہا ہے... وہ چاہتا ہے کہ لوگ ویسے عام حالات میں تو اللہ کی طرف رجوع کریں ہی نا، اور جب کبھی رجوع کریں تو ایسے انداز میں کریں کہ جو رہا سہا بھی دین ہے وہ بھی باطل ہو جائے...

اس حدیث کے بالکل برعکس! حدیث یہ کہہ رہی ہے کہ تم زمین بھر کے گناہ کر کے آؤ لیکن شرک سے بچے رہو تو اللہ کی مغفرت کے دروازے تمہارے لیے کھلے ہوئے ہوں گے... اِن کی کوشش کیا ہے کہ لوگ ویسے بھی ساری زندگی گناہوں کے اندر ڈوبے رہیں اور جو اُس سے بچا ہوا ہے' اُس کو بھی اِن دو تین دن میں شرکیات کے اندر ایسے ڈبوئیں کہ اگر اُس نے دین سمجھ کر کوئی کام کیا تو وہ بھی شرک اور بدعت ہے، جس کو وہ دین سمجھ کر رہا ہے... اور یہ وہ کُل پونجی ہے جو وہ اللہ کے پاس لے کے جائے گا کہ ویسے بھی بد عملی ہے، ویسے ہی معاشرے کے اندر اللہ کی حدیں ٹوٹ رہی ہیں اور اگر کسی چیز کو وہ دین سمجھ کے کرتا تھا، اُس پر آنسو بہاتا تھا، اُس کو اپنی کُل متاع سمجھتا تھا... تو بارہ ربیع الاول کے دن کچھ بدعات اور کچھ شرکیات کا مجموعہ ہے جو اُس نے کیا ہے یا نو محرم اور دس محرم میں کوئی بدعات و شرکیات ہیں کہ جن کا اُس نے ارتکاب کیا...

ایسے میں حیرانی ہی ہوتی ہے کہ یہ کون سا دین ہے اور یہ کیا چیزیں ہیں جو سکھائی جا رہی ہیں؟ مشعل... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو مجوسیوں کا طریقہ قرار دیا کہ وہ مشعلیں لے کر، روشنیاں لے کر اور موم بتیاں لے کر چلا کرتے تھے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی یاد میں یہ مشعلیں لے کر نکلتے ہیں... اس سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی یاد میں راتوں کو مشعل بردار جلوس نکل رہے ہیں... اسی طرح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو فرما رہے ہیں کہ

واذا سألت فاسئل الله

"سوال کرو تو بس اللہ سے سوال کرو"...

اور وہاں دھمال بھی ڈالے جا رہے ہیں اور اُن قبروں کے اوپر جا جا کر غیر اللہ سے سوال بھی کیے جا رہے ہیں... اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

واذااستعنت فاستعن بالله

"مدد مانگو تو بس اللہ سے مانگو"

اور وہاں جتنی نعتیں پڑھی جا رہی ہیں، اُن سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر، موجود، مشکل کشا، حاجت روا مانتے ہوئے' اُن سے دعائیں مانگی جا رہی ہیں اور اُن سے مدد و استعانت طلب کی جا رہی ہے...

تو انسان کا ذہن چکرا جاتا ہے کہ یہ تو اصل دین ہے، اس کے بغیر تو کوئی اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یہ ساری چیزیں اللہ کے لیے خالص نہیں کر لیتا... یہ ادارے باقاعدہ محنت کر کے اس پورے معاشرے میں جو رہا سہا دین ہے اُس کے اندر بھی اِن بدعات و شرکیات کو گھسانا چاہتے ہیں... ایسے میں دکھ ہی ہوتا ہے اور افسوس ہی ہوتا ہے کہ اتنی بڑی آبادی کا حصہ اور وہ اس ساری گندگی کے اندر ڈوبا ہوا اور وہ ان ساری خرافات کے اندر ڈوبا ہوا ہے... اور ان ساری چیزوں کو دین کے نام پر رواج دے رہا ہے جن کا دین سے دور پار کا کوئی واسطہ نہیں ہے...

انسان سوچے کہ یہ جتنی ایسی محفلیں ہوتی ہیں، جہاں پر ہیجڑے ناچ رہے ہوتے ہیں، جہاں پر عورتیں ناچ رہی ہوتی ہیں... جہاں پر بھرپور موسیقی' وہ موسیقی جس کے آلات توڑنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں، اُس کے اوپر عامر لیاقت کی سرپرستی میں باقاعدہ نعتیں پڑھی جا رہی ہوتی ہیں... اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی محبت کا حق اس طرح ادا ہوتا ہے؟ یہ بالکل قیامت کی نشانیاں ہیں... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يأتي زمان على أمتي لايبقى من الاسلام الا اسمه ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام کا نام کے سوا کچھ باقی نہیں بچے گا... ولا يبقىٰ من القرآن الا رسمه اور قرآن کے صرف خط اور تحریر کے علاوہ کچھ نہیں بچے گا... یعنی اُس کا عمل مٹ جائے گا... مساجدهم عامرة وهي خراب

من الھدیٰ...اُن کی مسجدیں ویسے آباد ہوں گی،یعنی بندے ہوں گے اُن کے اندر لیکن ہدایت سے خالی!

یہ حال نظر آتا ہے کہ اسلام کو ایسے رسمیات کا مجموعہ بنایا کہ اس کے اصل احکام کو،واضح، صریح اور کھلے احکامات کو چھوڑ کر...عام حالات میں سود ہمارے معاشرے میں،بدکاری کے اڈے ہمارے معاشرے کے اندر،شراب نوشی ہمارے معاشرے کے اندر،عقائد کی خرابی ہمارے معاشرے کے اندر،جوا ہمارے معاشرے کے اندر،ہر قسم کی گندگی ہمارے معاشرے کے اندر رائج ہے...اللہ کی ایک ایک حد توڑی جا رہی ہے...نماز پڑھنے والے کتنے ہیں؟فجر کے اندر مشکل سے ایک صف بنتی ہے مساجد کے اندر...یہ حال جس معاشرے میں ہو...رمضان میں کھانے والے بے تحاشا ملیں گے...زکوٰۃ نہ دینے والے بے تحاشا ملیں گے...

تو اللہ کے سارے ہی احکامات ٹوٹتے رہتے ہوں،اُس کے اوپر اٹھنے والا،وہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جوش کھانے والا،وہ احکامات جس کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر کھائے،جن کو ہم تک پہنچانے کے لیے اور جن کی حفاظت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دانت مبارک شہید کروائے،اپنے چچا کا لاشہ آپ صلی ا للہ علیہ وسلم نے قبول کیا،ایک ایک جنگ کے اندر ستر ستر لاشیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جگر پاروں کی سمیٹیں...اور جب سارے پیچھے ہٹ گئے تو اُس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیروں کی بارش میں آگے بڑھتے رہے،جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین میں بڑھے...جب سارے پیچھے ہٹ گئے وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ صحابہؓ سمیت اُحد کے اندر ڈٹے رہے...اس دین کی حفاظت کے لیے!اس کے احکامات کو زندہ کرنے کے لیے!اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے!

اُس دین کے احکامات ٹوٹتے ہیں،کوئی نہیں ہے جو تڑپتا ہے!کوئی نہیں ہے جو کھڑا ہوتا ہے! یہ جو بڑے بڑے اجتماعات ہو رہے ہیں’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نام پر‘وہ اجتماعات اُس وقت کہاں ہوتے ہیں جب معاشرے میں منکرات کو روکنا ہوتا ہے؟ معاشرے میں موجود خلافِ شرع امور کو روکنے کے لیے وہ اجتماعات کیا حرکت کرتے ہیں؟

اسی طرح ہمارے معاشرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوتی ہے اور گستاخی کرنے والے زندہ بچ کر چلے جاتے ہیں!کوئی نہیں ہے جو اُن کی گردن پر ہاتھ ڈالے!مغرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے...ابھی کل صومالیہ کے بھائیوں کی جاری کردہ فلم میں بتایا گیا کہ جس کا پہلا منظر یہ ہے کہ گوانتاناموسے رہا ہونے والا قیدی یہ بات کہتا ہے کہ نعوذباللہ من ذالک امریکی فوجی میرے سامنے کھڑا ہوتا تھا،قرآن کے اوپر نعوذباللہ پاؤں رکھتا تھا اور پاؤں رکھنے کے بعد کہتا تھا کہ جو معلومات مانگ رہا ہوں وہ دو،ورنہ پاؤں نہیں اٹھاؤں گا...وہ کہتا ہے کہ قرآن کا ایک ایک صفحہ وہ پھاڑتا تھا اور اُس سے اپنے جوتوں کو صاف کرنا شروع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بات کرو ورنہ میں اسی طرح اللہ کی کتاب کا ایک ایک صفحہ پھاڑوں گا...کتنے لوگ ہیں جنھوں نے اس کی خاطر غیرت کی ہے؟کہاں ہیں وہ محبت کے دعوے؟یہ صرف باتیں کرنے کے لیے ہیں؟یا صرف شرکیہ اور بدعتی نعتیں پڑھنے سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق ادا ہو جاتا ہے؟

جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے ایک ایک حکم کو پہنچانے کے لیے مشقتیں جھیلیں، حج پر آئے ہوئے ایک ایک فرد کے خیمے میں جاتے تھے،گھر گھر جا کر اُس کو یہ حکم پہنچایا کرتے تھے...پھر جب اُن احکامات کی قتال کے ذریعے حفاظت کرنے کا وقت آتا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سال کی عمر میں جہاد کے میدان میں نظر آتے ہیں...جہاد میں اترنے سے اُن کا بڑھاپا اُنہیں نہیں روکتا اور خون دینے سے نہیں روکتا اُس عمر میں بھی، گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطرات میں کودتے تھے...تو یہ محبت اُس وقت کہاں چلی جاتی ہے جب عمل کا وقت آتا ہے؟صرف باتوں تک محبت محدود رہ جائے تو یہ محبت نہیں ہے!یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے اور شیطان کی اتباع کرنے کے رستے ہیں!اور یہ دین کو ڈھانے کے رستے ہیں!دین عمل کے لیے آیا ہے...یہ دین اس دنیا میں غالب ہونے اور حاکم بننے کے لیے آیا ہے...میرے اور آپ کے قلوب اور زندگیوں میں اترنے کے لیے آیا ہے...

> اس امت کو محبت سے پیار سے دین سمجھانا ہے...واپس توحید کی طرف لے کر آنا ہے... واپس اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑنا ہے...یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑی ہوئی امت نہیں ہے!اس کو حقیقت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے جوڑنا ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے جوڑنا ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک طریقہ اُن کی زندگیوں میں زندہ کرنا ہے

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم والے وہ ہوتے ہیں،جن کا تذکرہ کچھ دن قبل آپ کے ساتھ کیا،کہ جو اللہ کی محبت میں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جان ہتھیلی پر لے لے کر پھرتے ہیں...اور جو موت کی تلاش میں گھوم رہے ہوتے ہیں اور جن کو اس دین کے احکامات کے پامال ہونے نے گھروں میں نہیں بیٹھنے دیا...وہ نکلتے ہیں اور اپنی جوانیوں کو اللہ کے رستے میں وقف کرتے ہیں...یہ محبت ہے!اس کو کہتے ہیں محبت!اور واقعتاً جن کی زندگیوں میں سنت زندہ ہوتی ہے،جن کا قدم نہیں اٹھتا ہے،اُن کا لباس،اُن

کے پائنچوں سے لے کر اُن کی داڑھی تک اور اُن کے کھانے پینے سے لے کر اُن کے سونے تک، ایک ایک عمل سنت کے دائرے کے اندر ڈھلا ہوا ہوتا ہے... یہ لوگ ہیں کہ جو حقیقتاً اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا حق ادا کر رہے ہیں!

تو پیارے بھائیو! جہاں سے بات شروع ہوئی کہ شرک تو وہ چیز ہے کہ جس کے بعد معافی کے سارے دروازے بند ہو جاتے ہیں... ہمارا معاشرہ جس کو دین سمجھ کر کرنے پر چل پڑا ہے یا اس کو چلایا جا رہا ہے، جس طرف دھکے دیے جا رہے ہیں، وہ یہ چیز ہے!... ٹی وی کے ذریعے اُن دنوں میں جو خرافات رائج کی جا رہی ہوتی ہیں، حقیقی بات یہ ہے کہ میں بعض بریلوی علما کو جانتا ہوں کہ وہ بھی اُس سے بری ہیں... وہ بھی کہتے ہیں کہ ان چیزوں کی تو ہم میں سے بھی کسی کے نزدیک کوئی اجازت نہیں ہے... اور شاید کسی کو یاد ہو کہ جب سوات میں تحریک آگے بڑھی تو نوائے وقت میں کئی نمایاں بریلوی علما کے دستخطوں کے ساتھ پورے ایک صفحے کا اعلان چھپا، جس کے اندر اس قبیل کی دس بارہ حرکات یعنی قبروں پر سجدے کرنے اور غیر اللہ سے دعا مانگنے کی، اس طرح کی سیدھی سیدھی جو شرکیات ہیں' اُن کے متعلق اُنہوں نے ذکر کیا کہ ان کو ہم بھی غلط سمجھتے ہیں، ہم بھی غیر شرعی سمجھتے ہیں... تو ان چیزوں کو کفر کے آلہ کاروں کے سوا کوئی بھی نہیں پھیلاتا! وہ جو اس دین کو ڈھانا چاہتے ہیں اور جن کی ذاتی کرسیاں یا جن کی ذاتی سیٹیں اور جن کے مفاد اس چیز سے وابستہ ہیں... اُن کا بزنس ہے کہ وہاں اُن کی گدی اچھی طرح سے چلتی رہے، لوگ اُن کو آکر سجدے کرتے رہیں، اُن کے قدموں میں پڑتے رہیں، اُن کے اوپر اپنی بیٹیاں بھی، اپنی عزتیں بھی، اپنے گھر بھی، اپنے اموال بھی، سب کچھ لٹاتے رہیں... اس کے اوپر وہ مطمئن ہوتے ہیں کہ یہ بزنس چلتا رہنا چاہیے... اِن کو دین سے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تعلق ہے؟

یعنی آپ سوچیں کہ عامر لیاقت جیسا سفیہ کردار، جس کے کلپ موجود ہیں جہاں وہ اتنی غلیظ گفتگو کر رہا ہے جو ہمارے معاشرے کا ایک عام دین کی بنیادی سمجھ رکھنے والا آدمی نہیں کر سکتا... وہی ایسا ہو جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو بیٹھ کر اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور وہ حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دعوے دار بن کر کھڑا ہوا ہے... مومن کی بصیرت اس حد تک تو سلب نہیں ہونی چاہیے! کہ وہی نا جان سکے کہ ان میں سے دھوکہ باز کون ہے اور حقیقی بندہ کون ہے...

وہ لوگ جو پہاڑوں، غاروں اور صحراؤں میں امت کے دفاع کی جنگ لڑیں اور مر مٹ کر ختم ہو جائیں، اُن کے بارے میں امت ابھی تک یکسو نہ ہو کہ یہ حقیقت بھی ہیں یا ڈرامہ ہیں... اور شیخ اسامہ تھے بھی یا نہیں تھے... اور وہ امریکہ کے لیے کام کر رہے تھے یا کس کے لیے کام کر رہے تھے... جن کی دو بیٹیاں اس رستے میں گئیں، جن کے دو بیٹے اس رستے میں قربان ہوئے، جن کا پورا خاندان اس رستے میں قید و بند کی صعوبتیں کاٹتا رہا، اُس کے بارے میں ابھی تک شکوک و شبہات! اور عامر لیاقت قسم کے گھٹیا کردار کے، چرب زبان لوگوں کے پیچھے امت چل پڑے تو ظاہری بات ہے کہ یہ غم کا مقام ہے...

اس امت کو محبت سے پیار سے دین سمجھانا ہے... واپس توحید کی طرف لے کر آنا ہے... واپس اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑنا ہے... یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑی ہوئی امت نہیں ہے! اس کو حقیقت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے جوڑنا ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے جوڑنا ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک طریقہ اُن کی زندگیوں میں زندہ کرنا ہے اور اُن کو وہ جذبہ دینا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں ایسا تڑپتا تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے آیتیں اترتی تھیں...

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

"آپ تو اپنے آپ کو ہلاک کر دیں گے اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے"...

وہ غم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جگہ پہنچا دیتا تھا کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لے کر آرہے، لوگ کیوں جہنم کے رستے کی طرف بڑھے جا رہے ہیں... یہ غم دلوں میں زندہ ہو جائے، یہ تڑپ اور یہ درد دلوں میں زندہ ہو جائے... یہ کام ہے جو امت کے علما کو، امت کے داعیوں کو بھی، مجاہدین کو بھی، جہاد کے قائدین کو بھی کرنے کی ضرورت ہے... ایک ایک مسلمان کو یہ کرنے کی ضرورت ہے... ہر مسلمان اپنے اپنے دائرے اور استطاعت میں یہ کام کرے... لا الہ الا اللہ کی دعوت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت لے کر اٹھے اور اس دعوت کے ساتھ جئے اور اس دعوت کی خاطر مرنے والا بنے، اس دعوت کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے والا بنے اور خود بھی اس کی حفاظت کرے کہ زندگی میں اُس سے کوئی بڑی سے بڑی غلطی ہو جائے لیکن وہ کبھی شرک کے قریب بھی پھٹکنے والا نہ ہو... جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

لا تشرك بالله شيئاً وإن قتلت أوحرق

"تجھے زندہ جلایا جائے یا تجھے قتل کیا جائے لیکن اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا..."

اس حد تک انسان اس پر مضبوطی سے کھڑا ہو کہ شرک کی جہاں سے بُو بھی آرہی ہو، انسان وہاں سے دور بھاگے... اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں توفیق دیں کہ ہم زندگی ایمان پر اور توحید پر قائم رہتے ہوئے گزاریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی بے پایاں مغفرت اور رحمت آخرت کے دن ہمیں نصیب فرمائیں، آمین...

سبحانك اللهم وبحمدك نشهدان لااله الاانت نستغفرك ونتوب اليك وصلى الله على محمد وآله وصحبه اجمعين...برحمتك يارحم الراحمين

☆☆☆☆☆☆

آؤ کہ بنیانِ مرصوص بن کر اِن کے خلاف لڑیں!

ڈاکٹر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد

یہ معاملہ صرف آدمیوں کی گرفتاری تک ہی محدود نہ رہا بلکہ یہاں تک پہنچا کہ ہجرت کرنے والی خواتین تک کو گرفتار کیا گیا اور بچوں تک سے تفتیش کی گئی۔

کیوں ہم اس حد تک گر گئے؟ کیا اس مسئلے کو اب رکنا نہیں چاہئے؟

پھر ایک اور اٹھ کر کہتا ہے: شیخ فلاں اور شیخ ابو فلاں نے ہمیں فتویٰ دیا ہے کہ ہم القاعدہ سے اپنی بیعت توڑ دیں۔ تو اے عزیز بھائی! روزِ حشر کو بھی اِنہی کو اپنی دفاع کے لیے بلوالینا، وہ دن ہر اس گروہ پر آئے گا جو ساتھ چھوڑ چکا ہو، تو کیا وہ تمہاری مدد کر پائے گا؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ

”ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر (دامن گیر) ہوگی جو اس کے لیے کافی ہوگی“۔

تو کیا پھر تم ابراہیم البدری اور اس کے گروہ کی طرح نافرمان نہیں ٹھہرو گے؟ کیونکہ وہ بھی نافرمان تھے، انہوں نے بھی القاعدہ سے اپنی بیعت توڑی تھی۔ پھر کیوں تم خود وہی کچھ کر رہے جس کا تم دوسروں کو الزام دے رہے ہو؟ کیا تم لوگوں کو اچھائی کی نصیحت کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟

یہ معاملہ کسی ایک تنظیم تک ہی محدود نہ رہا بلکہ شام میں بیعتوں کا معاملہ کسی سرائے جیسی صورت حال اختیار کر گیا جہاں پر کچھ مسافر آتے ہیں تو کچھ چلے جاتے ہیں، باقی سفر کرتے ہیں، جانے والے بچھڑ جاتے ہیں، آنے والوں کو خوش آمدید کیا جاتا ہے، سرائے کے ملازمین کو فائدہ ہوتا ہے اور تماشائی ساتھ میں بیٹھے تماشہ دیکھتے رہتے ہیں۔

اے میرے بھائی! یقیناً بیعت ایک شرعی معاملہ ہے اور شرعی احکامات کی تکمیل اور فرماں برداری شریعت کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ

”اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو خدا نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے تو یہ پروردگار کے نزدیک اسکے حق میں بہتر ہے“۔

اسی طرح اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ

”جو شخص ادب کی چیزوں کی جو خدا نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے تو یہ (فعل) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے“۔

دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

”بے شک اللہ کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو“۔

اے میرے بھائیوں! امرائے جہاد! میرے سر کے تاج مجاہدینِ کرام! آؤ یئے کہ ان سب چیزوں سے پہلے ہم سرزمین شام کی صورت حال کو دیکھیں۔ دیکھیں کس طرح پہلے ملک کے تمام صوبے آپ کے قدموں میں آرہے، دشمن اپنی زمین سے پے درپے ہاتھ دھوتا رہا اور شکست کھاتا چلا گیا، آپ کو وسیع پیمانے پر غنائم ملے اور آپ نے اپنے کتبوں پر لکھا کہ ہمیں متحد کرو اور اللہ کی نصرت کرو تو اللہ نے آپ کی مدد کی۔ لیکن آج ان حرکتوں کی وجہ سے دیکھیں کہ کس طرح امریکہ کا خوف دلوں میں سرایت کر گیا ہے۔ آئیں کہ اللہ کی نصیحت کو یاد کریں:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

”اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جب کہ تم اس کے حکم سے اُنہیں کاٹ رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے پست ہمتی اختیار کی اور کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی، اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھا دی، تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا۔ تو پھر اس نے تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزمائے اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرمادیا اور ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے“۔

اے اللہ! ہمیں معاف دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما۔

اللهم اعف عنا، وارزقنا من فضلك، ولا تعاملنا بما نحن أهله

بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ قتال سے پہلے نیک اعمال کیا کرو، پھر انہوں نے اور ابو درداء نے کہا: کہ تم اپنے اعمال کے بل بوتے پر لڑتے ہو۔

اور شیخ ابو فلاں فرماتے ہیں کہ: ہم کسی بھی صورت نئی جماعت کو بننے کی اجازت نہیں دیں گے۔

ان صاحب کے امیر اور شیخ یعنی شیخ ابو خالد السوری رحمہ اللہ کو جب میں نے دولۃ اور نصرہ کے مابین تنازعہ کے حل کے لیے جماعۃ قاعدۃ الجہاد کے نمائندہ کی حیثیت سے منتخب کیا تو اُنہوں نے مجھے مفصل خط لکھا۔ جس میں انہوں نے نئی جماعت قائم کرنے کا ذکر کیا کہ جس کے بنانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی اور انہوں نے مجھے محبت اور وفاداری سے بھرپور اس خط لکھا:

"میرے محبوب شیخ ابو الفتح حفظک اللہ ورعاک کی خدمت میں!

میں کئی مشقت بھرے سال اور مشاکل سے بھرے ایام کے بعد آپ کے خط کے سبب ملنے والے شرح صدر اور اطمینان قلب کی کیفیات نہیں بھول سکتا"۔

انہوں نے مزید لکھا:

"اب جب آپ نے مجھے دولۃ اور نصرہ کے مابین تنازعے کے حل کے لیے منتخب کیا ہے تو میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے آپ کا صحیح نمائندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسا بنائے جو اپنے مسئولین سے کذب بیانی کرنے والا نہ ہوا"۔

تو تبدیلی کہاں آئی اور اصلاً کون تبدیل ہوا؟

اور ایک دوسرے محبوب شیخ ایک عوامی اجتماع میں تقریر کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

"القاعدہ ختم ہوگئی ہے، القاعدہ کو بھول جاؤ"۔

سبحان اللہ! میرے عزیز بھائی! آپ بھی یقیناً میری طرح نصیحت کے محتاج ہیں۔ یقیناً مصائب سر پر آپڑنے کی صورت میں سختیاں جھیلنے والے ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں۔

کیا آپ کو خوشی ہو گی اگر القاعدہ آپ کے بارے میں یہ کہے کہ فلاں ختم ہو گیا ہے، فلاں کو بھول جاؤ۔

ان شاء اللہ ہم ایسا کبھی بھی نہیں کہیں گے! اے میرے حبیب! آپ کیا جانیں کہ ہم ایسا کیوں نہ کہیں گے؟!

کیونکہ ہم نے ملا محمد عمر اور ملا محمد اختر رحمہما اللہ کی اسلامی امارت کے مدرسۂ جہاد میں زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے۔ جو ایفائے عہد، مہاجرین کی حفاظت اور اللہ کی رضا کی خاطر اس دنیا اور اس کی بادشاہی کو قربان کرنے کی مدرسہ ہے۔

ایسا مدرسہ جو ہمارے سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے مصداق تھا

وإذا نزلت ليمنعوك إليهم أصبحت عند معاقل الأغفار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اُس پر ظلم ڈھاتا ہے، نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ ہی اُسے ذلیل کرتا ہے"۔

اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے:

مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم توڑتا ہے اور نہ اُسے دھوکہ دیتا ہے"۔

یہ مسئلہ صرف القاعدہ کے انکار کا نہیں ہے۔ بلکہ شام کا محاذ اس وقت باہمی تنازعات، الزامات اور پیچ در پیچ الجھنوں کا جنگل بنا ہوا ہے۔ اور ہر ایک دوسرے پر فتاویٰ کی بارش کر رہا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف مفتیوں کو بھرتی کر رہا ہے۔

وعدوں اور معاہدات کو مفادات کی آڑ میں پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ ایک دن کسی بات پر اتفاق و اتحاد قائم ہوتا ہے اور اگلے ہی دن سب کچھ بکھر جاتا ہے۔ یہ وہی بات ہے جو میں نے اپنی خفیہ بیعت کے حوالے سے کہی کہ یہ وقت گزرنے پر فسخ کر دی جاتی ہے اور نئی تنظیمیں اور تنازعات سر اٹھاتے ہیں۔

سو اب یہ حالت ہے کہ لڑائی کا رخ بدل گیا اور اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا کہ آج ہم ایک دفاعی جہاد لڑ رہے ہیں جس میں ہمیں ہر مسلمان کے ساتھ مل کر لڑنا ہے تاکہ بھرپور طاقت حاصل ہو سکے۔ لیکن شام میں اہل سنت کا منصوبہ آپس میں ہی لڑائیوں کا منصوبہ بن گیا۔ کل تک جو اتحادی اور شراکت دار تھا، جس کے ساتھ ہونے پر ہم فخر کیا کرتے

تھے، آج وہ غدار بن گیا جس کو ختم کرنا ضروری قرار پایا اور آپسی لڑائی شروع ہوگئی۔ لیکن ہم الحمدللہ اس پورے معاملے سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔

اے ہمارے بھائیو اور دوستو! اے ہمارے سروں کے تاج مجاہدینِ شام! آپ نے اپنے باہمی تنازعات کے سبب بیت المقدس، لبنان، عراق، مصر، اردن کے اہل سنت کے دل توڑ دیے ہیں، حالانکہ آپ ہی نے تو اُن کے لیے خوش خبریوں کا سبب بننا تھا اور آپ کو ان کے لیے امید اور صبحِ آزادی کی نوید بننا تھے۔

اے ہمارے بھائیو اور محافظو! اے ہمارے سروں کے تاج مجاہدینِ شام! ہمیں اپنے آپسی اختلافات کو دفن کرنا ہوگا، اپنے باہمی تنازعات کو خوش اسلوبی سے حل کرنا ہوگا اور عالمی شیطانی رافضی اتحاد کو سرزمین شام سے بے دخل کرنے کے لیے ہمین اپنی امت کے گرد جمع ہونا ہوگا! یہ دفاعی جہاد ہے، کیا ہم یہ بھول گئے ہیں؟

یہ معاملہ یہاں تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ شام میں جہادی صفوں کی تقسیم اس امت پر آنے والے حادثات میں سے ایک بڑا حادثہ ہے۔ جب کہ دوسری طرف یہ حالت ہے کہ جزیرۃ العرب میں آل سعود نے دو تین دنوں میں ہی توحید و جہاد کے چوالیس داعیوں کو شہید کر دیا لیکن شامی میدان جہاد میں سے کسی ایک نے بھی ان کی مذمت تک نہیں کی اور کوئی ایک لفظ بھی اس سانحہ کے خلاف سننے میں نہیں آیا۔

آخر یہ پسپائی کیوں؟ کیا یہ اسی وجہ سے کہ وہ امریکہ اور سعودی عرب کے مخالف نہیں بننا چاہتے جیسا کہ القاعدہ بنی ہے؟ امریکہ اور سعودی عرب کیوں القاعدہ کے خلاف ہیں؟ وہ القاعدہ کے خلاف ہیں کیونکہ القاعدہ امت کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے، طواغیت و خائنین کو بے نقاب کرتی ہے، علی الاعلان یہ کہتی ہے کہ جزیرۃ العرب اور خلیج کے حکمران و شیوخ 'چور ڈاکو ہیں جو مسلمانوں کے وسائل کو لوٹ رہے ہیں اور انہیں امت کے دشمنوں کے حوالے کر رہے ہیں۔ یہ وہ چوری ہے جس کو شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے "تاریخِ انسانی کی سب سے بڑی چوری" قرار دیا، جو ان غداروں کے ہاتھوں وقوع پذیر ہو رہی ہے۔ جنہوں نے خود کو امریکی قیصر کے ہاتھ کا کھلونا بنا دیا ہے۔

اس لیے امریکی ان (القاعدہ) سے نفرت کرتا ہے، اور (عہد توڑنے والے کہتے ہیں کہ) جس سے بھی امریکہ نفرت کرتا ہے ہمیں خود کو اس سے الگ کرنا اور دور کرنا ہے۔ خواہ اس کے باوجود بھی امریکہ ہم پر بم باری کرے، ہمیں تباہ کرے، ہمارے ملک کو تقسیم کرے اور سیسی و ہفتر کی طرح کے ایجنٹ ہم پر مسلط کرے۔

حالات کا مشاہدہ کرنے والے کہتے ہیں کہ "القاعدہ اپنی طرف پوری دنیا کے دشمنوں کو متوجہ کرتی ہے، اور ہم اپنا مقصد شام تک محدود کرنا چاہتے ہیں"۔

اے بھائیو! القاعدۃ نے تو امت کا دفاع کیا ہے اور ہمارے دین اور عزت و قار کا دفاع کیا ہے۔

مشاہدہ کرنے والو! تم خود سے سوال کیوں نہیں کرتے کہ آخر یہ پوری دنیا کے کفار شام میں کیونکر جمع ہوگئے ہیں؟ اگر جہاد شام ایک باریک اور علیحدہ مسئلہ ہوتا تو کیوں تمام طاقتیں اور حکومتیں باہم متحد ہو کر شام میں مسلمانوں کے انقلاب کے خلاف کھڑی ہوگئی ہیں؟ شام کا مسئلہ فلپائن یا یوکرائن کے الیکشن جیسا مسئلہ نہیں ہے! سرزمین شام 'اسلام و کفر کے مابین عظیم معرکوں کا میدان ہے۔ یہ صلیبی جنگوں کا مرحلۂ جدیدہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی جانب ان مشاہدہ کرنے والوں نے اپنی آنکھوں کو بند کر دیا ہے۔

اسی طرح عالمی مجاہد اور اپنے دین پر صابر و فخر کرنے والے، صبر واستقامت کے عظیم پیکر شیخ عمر عبدالرحمان رحمہ اللہ، جو بینائی سے محرومی، بیماری اور قید کے اسیر تھے۔ وہ مجاہدین کے شیخ تھے۔ ان کی وفات پر بھی ہمیں شام سے ان کی تعزیت میں ایک لفظ سننے کو نہ ملا۔ اگر میں یہاں خطا کر رہا ہوں تو مجھے آگاہ کر دیجیے کہ شامی محاذ سے شیخ رحمہ اللہ کی تعزیت کا کوئی پیغام آیا ہو، میں اپنے رائے سے فوراً رجوع کر لوں گا!

یہاں تک کہ شیخ عمر عبدالرحمان رحمہ اللہ کے وکیل لین سٹیورٹ نے اُن کے کیس کے دفاع کے جرم میں سات سال جیل میں گزارے اور آخر میں ان کی وفات پر ان کے قبر پر جا کر اس پر پھول بھی رکھے۔ کیا اس معاملے میں شامی جہاد کی مکمل خاموشی اُن کے لیے باعثِ عار نہیں؟

صرف شام سے باہر ہی نہیں بلکہ شام کے اندر بھی مجاہد تنظیموں نے کبار مجاہدین اور ان کے شیوخ سے بھی لاتعلقی اختیار کر رکھی ہے۔ ان میں سے ایک ہمارے محترم اور عزیز بھائی شیخ ابوالخیر رحمہ اللہ بھی تھے، جو مجاہدین کے مابین شہید ہی کر دیے گئے لیکن ان کی یاد میں شام کے مجاہدین سے ہم نے ایک لفظ بھی نہ سنا! کیوں؟ کیا صرف اس لیے کہ ان کا تعلق القاعدہ سے تھا؟ القاعدہ جو امریکہ کی دشمن ہے!

ابوالخیر؛ جن سے انہوں نے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا لیکن اُن کی تعزیزت میں ایک لفظ تک نہ بولا؟ حالانکہ یمن اور شمال سے ان کی تعزیت اور شہادت پر مبارک باد کے پیغامات آئے۔

اے ہمارے بھائیو اور محافظو! اے ہمارے سروں کے تاج مجاہدینِ شام! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا (الفتح:۱۸)

"یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی"۔

اور اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَنفَالِ قُلِ الأَنفَالُ لِلّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُواْ اللّهَ وَأَصْلِحُواْ ذَاتَ بِيْنِكُمْ (الانفال:۱)

"یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے! کہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْاْ مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُواْ وَلَقَدْ عَفَا اللّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ (آل عمران:۱۵۵)

"تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ دکھائی جس دن دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تھی یہ لوگ اپنے بعض کرتوتوں کے باعث شیطان کے پھسلانے پر آگئے لیکن یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور تحمل والا ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّى هَذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنْفُسِكُمْ (آل عمران:۱۶۵)

" (بھلا یہ) کیا (بات ہے کہ) جب تم پر مصیبت واقع ہوئی حالانکہ اس سے دوچند مصیبت تمہارے ہاتھ سے ان پر پڑ چکی ہے تو تم چلا اٹھے کہ (ہائے) آفت (ہم پر) کہاں سے آپڑی کہہ دو کہ یہ تمہاری ہی شامت اعمال ہے (کہ تم نے پیغمبر کے حکم کے خلاف کیا) اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

ہم چاہتے ہیں، اور میں خود سب سے زیادہ اس کا محتاج ہوں کہ ہم اپنے دل (کے معاملات کی) اصلاح کریں۔ ہمارا رب ہمیں مسلمانوں کے لیے رحیم وشفیق اور کفار کے لیے غیض وغضب سے بھرا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی نیتوں میں اخلاص پیدا کریں، اپنی اصلاح کے خوگر رہیں، اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہیں اور فتح، کامیابی اور نصرت کے متمنی رہیں۔

ہم ترکستان سے لے کر بحر اوقیانوس کے ساحلوں تک بنیانِ مرصوص کی مانند اپنی امت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہم ان میں اللہ رب العزت کے اس فرمان کے مصداق بننا چاہتے ہیں کہ:

إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوصٌ

"بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں"۔

اے اللہ! ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیجیے!! ہمارے دلوں کو جوڑ دیجیے، ہماری صفوں کو متحد کر دیجیے ہماری غلطیوں اور گناہوں کے سبب ہماری گرفت نہ کیجیے۔

اے اللہ! ہمارے گناہوں کے سبب ہم سے اپنی نصرت مت چھینیے گا اور نہ ہی ہماری غلطیوں کو ہماری دعاؤں کی عدم قبولیت کا سبب بنایئے گا۔

اے اللہ! اگر ہم اپنے گناہوں کے سبب آپ کی نصرت اور قبولیت دعا کے حق دار نہیں ہیں تو بھی محض اپنے کرم اور فضل سے ہمیں اس کا اہل بنا دیجیے! اور ہمیں مدد فرمائیں کہ ہم آپ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل کر سکیں۔

اے اللہ! آپ خوب جانتے ہیں کہ ہم غریب الدیار، دربدر اور مہاجر ہیں، پس آپ ہماری حفاظت کے لیے کافی ہو جائیں اُن سے جو ہمیں ہراساں کرتے ہیں اور ہمیں دربدر کرتے ہیں۔ ہم اپنے تمام امور و معاملات آپ کو تفویض کرتے ہیں، پس آپ ہمارے لیے کافی ہو جائیں!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم. والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

☆☆☆☆☆

اے قدس! ہم ہی ہیں پاسباں تیرے

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

رب الشرح لي صدری ويسرلي أمری واحلل عقدۃ من لسانی يفقهوا قولي!

برصغیر اور پوری دنیا کے میرے عزیز مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیت المقدس انبیاء کی سرزمین ہے، قبلہ اول مسجد اقصی یہاں موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کی یہ یادگار ہے اور حرمین شریفین کے بعد ہمارے لیے مقدس ترین مسجد یہی مسجد اقصی ہے، آج اسی بیت المقدس کو امریکہ نے اسرائیل کا دار الحکومت اعلان کیا ہے... یہ ایک انتہائی اہم واقعہ ہے، ایک گہرا زخم ہے مگر میرے عزیز بھائیو! یہ واقعہ اور یہ حادثہ کوئی آج اچانک پیش نہیں آیا، اس سے پہلے ایسے حادثات کا ایک تسلسل ہے کہ جن پر بطور امت ہماری بے حسی اور خاموشی جب رہی تو آج یہ دن ہمیں دیکھنا پڑا۔ ہر واقعہ ہمیں خیر و شر سمجھانے، دوست و دشمن پہچاننے اور خواب غفلت سے جگانے اور اٹھانے کے لیے کافی تھا مگر افسوس کہ ہم نہیں جاگے...

خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ایک الم ناک حادثہ تھا، پھر عالم اسلام کے عین قلب میں اسرائیل قائم کرنا، بندر اور خنزیر کی اولاد یہود کا مسجد اقصی پر قابض ہوجانا اور لاکھوں مسلمانوں کو یہاں سے دربدر کرنا ایک ہلا دینے والا واقعہ تھا، اس کے بعد فلسطین ایک بدترین قید خانے میں بدل گیا، عزتیں پامال ہوتی رہیں، خون مسلم بہتا رہا... واقعات اور حادثات کی ایک لڑی ہے جو بنتی گئی، ایسی لڑی کہ جس سے حق اور باطل اور سود و زیاں کی پہچان بالکل بھی مشکل نہیں رہی مگر افسوس کہ اس پہچان کی توفیق ہمیں بطور امت نہیں ہو سکی۔

عزیز بھائیو! یہودی جرائم کا ذمہ دار نہ کبھی اکیلے اسرائیل تھا، نہ ہے اور نہ رہے گا، ان کی بنیاد صلیبی یورپ نے اس وقت رکھی جب اس نے عالم اسلام کے قلب میں اس یہودی ریاست کا خنجر گھونپا، یہ اسرائیل اُن صلیبی جنگوں کا نتیجہ ہے جو برطانیہ، فرانس اور روس نے استعمار کے نام پر ہمارے خلاف لڑیں۔ پھر جدید عالمی نظام ظلم جب وجود میں آیا اور عالم کفر کی سرداری امریکہ کو منتقل ہوئی تو اس کے ساتھ ہی امریکہ نے دنیائے صلیب کی اس ناجائز اولاد کو بھی گود لیا اور پھر وہ دن اور آج کا دن، اسرائیل کی بقاء، اس کے دفاع اور اس کی تقویت کی تمام تر ذمہ داری اس ظالم امریکہ نے سنبھال لی، اسرائیل کے ہر ظلم کو امریکہ نے عدل کہا، اس کی ہر زیادتی کو امریکہ نے جائز اور ناگزیر ضرورت کا نام دیا اور ہر فورم، ہر میدان میں اس نے اسرائیل کی مدد کی...

دوسری طرف ہمارے سروں پر جن خاندانوں کو یہاں حاکم بنا کر چھوڑا گیا ان کا اول کام اپنے آقاؤں کی غلامی رہا، جب بھی فلسطین میں انتفاضہ اٹھا، اس سے مجاہدین امت کو دور رکھنے اور اس انتفاضہ کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی خدمت عالم عرب کے ان خائن حکمرانوں نے انجام دی۔ ان ظالموں نے اللہ کے مقابل، اسلام کے مقابل عرب قومیت کی پوجا کرائی، انھوں نے اپنے آپ کو ہیرو دکھانے کی خاطر ایک آدھ بار اسرائیل کو آنکھیں بھی دکھا دیں مگر اللہ کے باغی اور نفس و شیطان کے غلام امت کے یہ غدار عالم کفر کے مقابل کہاں کھڑے ہو سکتے تھے، یہ منہ کے بل گرے اور ایسے گرے کہ پھر یہود کے تلوے چاٹنے میں ہی انہوں نے اپنا تحفظ اور مفاد دیکھا۔ پھر جنگ خلیج کو بہانہ بنا کر جب عالم اسلام کے دل حرمین شریفین کے گرد بھی امریکہ نے اپنی صلیبی افواج اتاریں، تو یہ حقیقت ایک دفعہ پھر واضح ہو گئی کہ امریکہ، اسرائیل اور عالم اسلام پر مسلط یہ مقامی طواغیت سب ایک ٹولہ ہیں اور ہر ایک کا مفاد دوسرے سے وابستہ ہیں۔ ایسے میں اللہ کی رحمتیں ہوں مجدد جہاد شیخ اسامہ بن لادن پر... آپؒ نے امت کو اس کے دشمن اول امریکہ کی پہچان کرائی... آپؒ نے امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کیا، نظام ظلم کے اس محافظ اور سردار کو سانپ کا سر کہا اور اپنی مظلوم امت کو سمجھایا کہ اسرائیل کا

> میرے مسلمان بھائیو! آج بھی امریکہ سے لڑنے کو خودکشی کہا جاتا ہے، کہتے ہیں، اس کے خلاف لڑنا بے وقوفی ہے، پرامن اور سیاسی جدوجہد ہی راستہ ہے، پھر نان اسٹیٹ ایکٹرز کا جہاد تو جائز ہی نہیں ہے! جہاد تو صرف حکومت اور افواج کی ذمہ داری ہے، یہ دانشور کن حکومتوں اور حکام کی یہ ذمہ داری بتاتے ہیں؟ وہ جو استنبول میں اکٹھے ہوئے! جنہوں نے زبان حال سے یہ اعلان کیا کہ امریکہ اور اسرائیل کے خلاف کھڑا ہونا ہمارے بس میں نہیں ہے... پھر عجیب یہ ہے کہ سوال تو پورے ارض قدس سے یہودیوں کو نکال باہر پھینکنے کا ہے، مشرقی و مغربی کیا سارے بیت المقدس اور پورے فلسطین کو ان کی خباثت سے پاک کرنے کا آج سوال ہے مگر یہاں... اس عملی قبضے اور بدترین جارحیت کے مقابل مشرقی بیت المقدس میں برائے نام سفارت خانہ کھولنے کا اعلان ہو رہا ہے، کسی ایک نے بھی امریکہ سے اپنا ناطہ نہیں توڑا، اپنے اپنے ممالک میں موجود امریکی اڈوں اور فوجیوں کو باہر نکالنے کی کسی ایک نے بھی خوشخبری نہیں دی، یہ سب حکام اور جرنیل امریکی اتحادی ہیں، کوئی نیٹو اتحادی تو کوئی نان نیٹو... کوئی ایساف کی شکل میں اس صلیبی لشکر کا حصہ ہے تو کوئی شام اور عراق میں اہل سنت کو قتل کرنے میں امریکہ اور روس کا شریکِ کار ہے۔

بیت المقدس پر قبضہ ہو یا عالم اسلام پر ان خائنوں کا تسلط، ان سب کا محافظ اور پشتی بان یہی امریکہ ہے، لہٰذا امریکہ کی طاقت توڑے بغیر اسلام اور اہل اسلام کی آزادی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔ آپ رحمہ اللہ نے یہ مبارک قسم کھائی کہ

"أقسم بالله العظيم،(قسم ہے، اللہ کی ذات عظیم کی) الذي رفع السماء بلا عمد(جس نے آسمان کو بغیر ستون کے کھڑا کیا ہے)،لن تحلم أمريكا ولا من يعيش في أمريكا بالأمن(امریکہ اور امریکہ میں رہنے والے کبھی خواب میں بھی امن نہیں دیکھ سکیں گے)،قبل أن نعيشه واقعاً في فلسطين(جب تک ہم فلسطین میں حقیقی امن نہ دیکھیں)،وقبل أن تخرج جميع الجيوش الكافرة من أرض محمد صلى الله عليه وسلم(اور جب تک تمام کافر افواج سرزمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل نہ جائیں)"۔

میرے عزیز بھائیو! مجاہدین کا ہدف امریکہ تھا، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے یہود اور صلیبیوں کے خلاف جہاد کی پکار دی تھی۔ ان مجاہدین نے ریاض کی حکومت گرانے کی دعوت نہیں دی تھی، انھوں نے اسلام آباد کی طرف بھی اپنے ہتھیاروں کا رخ نہیں کیا تھا، انھوں نے امریکہ کو مارا اور امریکہ ہی کو مارنے کی طرف امت کو بلایا! مجاہدین نے گیارہ ستمبر کے مبارک حملے کیے تو یہ امریکہ پر ہوئے، یہ اسلام آباد، ریاض اور قاہرہ پر نہیں ہوئے، مگر گیارہ ستمبر کے بعد اسلام آباد سے قاہرہ اور ریاض تک کے یہ بادشاہ اور یہ جرنیل مجاہدین کے راستے میں حائل ہوئے، انھوں نے حزب اللہ اور حزب الشیطان کے مابین اس معرکے میں ہمیشہ کی طرح شیطان عصر ہی کی اطاعت، حمایت اور حفاظت کا راستہ چنا، ان سب نے اپنی فضائیں، سمندر اور زمینیں امریکی افواج کے سپرد کر دیئے، امریکی جنگ کو اپنی جنگ کہا، امریکی دفاع کے لیے ہی انھوں نے اپنی ہی قوم کے امن کو داؤ پر لگا یا، وہ مجاہدین جو قدس کی آزادی کے لیے نکلے تھے اور جنہوں نے یہودیوں اور صلیبیوں کو مار بھگانے کی قسم کھائی تھی، یہ جرنیل اور حکام انہیں چن چن کر شہید کرنے لگے، انہیں پکڑ پکڑ کر امریکیوں کے ہاتھوں بیچا، اپنے جیل اور عقوبت خانے ان سے بھر دیئے گئے اور جس نے بھی جہاد کی نصرت کی ان کی بستیوں کی بستیاں اجاڑ کر رکھ دیں۔

افسوس کہ ان خائن حکمرانوں نے یہ سچ پھر بھی نہیں کہا کہ وہ بیت المقدس کا سودا کر چکے ہیں، انہیں اپنی عیاشی اور حکمرانی عزیز ہے اور اس کی خاطر ہر کفر کا ارتکاب اور ہر ظالم کا ساتھ دینا وہ عین عدل اور انصاف سمجھتے ہیں۔ فلسطین کو انہوں نے بیچ دیا تھا مگر فلسطین کا ذکر ان خائنوں نے اب بھی نہیں چھوڑا، عملاً یہ امریکہ اور اسرائیل کے ہم نشین رہے مگر فلسطین کے نام پر مذاکرات، کانفرنسوں اور قرار دادوں جیسے ڈراموں سے یہ اب بھی باز نہیں آئے، آدھے سے زیادہ فلسطین پر یہودیوں کا حق انھوں نے کھلم کھلا طور پر خود سے تسلیم کیا۔۱۹۶۷ والی حدود کو اصل حدود مانا گیا، حالانکہ ۶۷ سے پہلے کا اسرائیل بھی مقبوضہ فلسطین ہی ہے، یہ بھی وہ اسلامی سرزمین ہے جسے آزاد کرانے کے لیے پوری امت پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ دو تہائی فلسطین دیکر محض ایک تہائی ٹکڑے کی یہ بھیک مانگنے لگے، مگر امریکہ امریکہ ہے، اپنی اسلام دشمنی چھپانا ان خائن حکمرانوں اور غدار جرنیلوں کی ضرورت ہے، امریکہ کی نہیں! اس لیے آج انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اس امریکہ نے پورے بیت المقدس پر یہود کا حق قرار دیا۔

میرے بھائیو! آج جو فلسطین ہمارے لیے آزمائش ہے، عین اسی فلسطین سے ہم سے پہلے ان بنی اسرائیل کو بھی آزمایا گیا تھا۔ موسی علیہ السلام کے دور میں اس فلسطین پر مشرکین قابض تھے اور اللہ نے موسی علیہ السلام کی زبانی اسے ان کفار سے لینے کا حکم دیا۔ موسی علیہ السلام نے فرمایا:

[يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ(اے قوم اس مبارک زمین میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہارے لیے مقرر کیا ہے)]تو جواب میں انھوں نے کہا[قَالُوا يَا مُوسَىٰ(کہا اے موسی)إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ(اس میں طاقتور قوم ہے)وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا(اور ہم داخل نہیں ہونگے جب تک یہ خود سے نہیں نکلتے) فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ(اگر یہ خود نکل جاتے ہیں تو ہم پھر داخل ہو جائیں گے) اسی طرح موسیؑ کو یہ بھی کہا[فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا(تم اور تمہارا رب جاکر ادھر لڑو) إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ(ہم ادھر بیٹھے رہیں گے)]یہ جہاد و قتال سے انکار تھا اور اس پر اللہ کی ناراضگی اتری: قَالَ(ارشاد ہوا) فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً(پس یہ زمین ان پر چالیس سال تک حرام ہے) يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ(زمین میں بھٹکے پھریں گے)فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ (پس فاسق قوم پر غم زدہ مت ہو)]

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کی مخالفت جب کی تو اللہ نے اُنہیں صحرائے تیہ میں دھکیلا، منزل تک پہنچنے کی توفیق اُن سے لی گئی اور وہ چالیس سال تک ٹھوکریں کھاتے رہیں"۔

تفسیر سعدی کہتی ہے:

لا يهتدون إلى طريق ولا يبقون مطمئنين۔

نہ اُن کو راستہ ملتا تھا اور نہ ہی وہ مطمئن رہتے تھے۔

میرے مسلمان بھائیو! آج بھی امریکہ سے لڑنے کو خودکشی کہا جاتا ہے، کہتے ہیں، اس کے خلاف لڑنا بے وقوفی ہے، پر امن اور سیاسی جدوجہد ہی راستہ ہے، پھر نان اسٹیٹ ایکٹرز کا

جہاد تو جائز ہی نہیں ہے! جہاد تو صرف حکومت اور افواج کی ذمہ داری ہے، یہ دانشور کن حکومتوں اور حکام کی یہ ذمہ داری بتاتے ہیں؟ وہ جو استنبول میں اکٹھے ہوئے! جنہوں نے زبان حال سے یہ اعلان کیا کہ امریکہ اور اسرائیل کے خلاف کھڑا ہونا ہمارے بس میں نہیں ہے... پھر عجیب یہ ہے کہ سوال تو پورے ارض قدس سے یہودیوں کو نکال باہر پھینکنے کا ہے، مشرقی و مغربی کیا سارے بیت المقدس اور پورے فلسطین کو ان کی خباثت سے پاک کرنے کا آج سوال ہے مگر یہاں... اس عملی قبضے اور بدترین جارحیت کے مقابل مشرقی بیت المقدس میں برائے نام سفارت خانہ کھولنے کا اعلان ہو رہا ہے، کسی ایک نے بھی امریکہ سے اپنا ناطہ نہیں توڑا، اپنے اپنے ممالک میں موجود امریکی اڈوں اور فوجیوں کو باہر نکالنے کی کسی ایک نے بھی خوشخبری نہیں دی، یہ سب حکام اور جرنیل امریکی اتحادی ہیں، کوئی نیٹو اتحادی تو کوئی نان نیٹو... کوئی ایساف کی شکل میں اس صلیبی لشکر کا حصہ ہے تو کوئی شام اور عراق میں اہل سنت کو قتل کرنے میں امریکہ اور روس کا شریک کار ہے، مذمتیں تو کی گئیں، امیدیں بھی دلائی گئیں مگر امریکی لشکر کا ساتھ چھوڑنے اور اس کی غلامی سے نکلنے کا اعلان کسی ایک سے بھی یہاں نہیں ہو سکا، کیوں!؟ اس لیے کہ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ!! وہی بنی اسرائیل کا جواب ہے۔ امریکہ طاقت ور ہے، گویا نعوذ باللہ، اللہ ناراض ہو تو ہو مگر امریکہ کو ناراض کرنا ان سے نہیں ہو سکتا۔

پھر آج امریکہ نے جب خود سے ان کے ڈراموں کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تو اب کسی نئے سہارے کے ڈھونڈنے کے لیے انہیں کہا جا رہا ہے، کہہ رہے ہیں روس کی مدد لو، امریکہ کے مقابل اب روس کے قریب ہو جاؤ۔ گویا بیس لاکھ افغانی مسلمانوں کا قاتل، شام کے لاکھوں مسلمانوں کو آج خون میں نہلانے والا اور شیشان کے اہل ایمان کو ذبح کرنے والا یہ روس آج ہمیں ہمارا بیت المقدس لوٹائے گا، اسلامی ترکستان پر قابض یہ ملحد چین ہمیں ہمارا بیت المقدس دلائے گا، وہ چین جو ترکستانی مسلمان کے قرآن، نقاب اور داڑھی تک کا دشمن ہے اور جس نے برمی مسلمانوں پر ڈھائے گئے ایک ایک ظلم کی آج حمایت کی، یہ چین ہمیں یہود کے ظلم سے آج نجات دلائے گا۔ ان شیاطین کی کوشش ہے کہ امت کو جھوٹی امیدیں دلائیں، ایسی امیدیں دلائیں کہ یہ بھول بھلیوں میں تو بھٹکے، گمراہ و نامراد تو ہو مگر اُس راستے پر یہ نہ چلے کہ جس پر چل کر غلامی کی زنجیریں توڑی جا سکیں۔

ع بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

> اللہ کی رحمتیں ہوں مجدد جہاد شیخ اسامہ بن لادن پر... آپؒ نے امت کو اس کے دشمن اول امریکہ کی پہچان کرائی... آپؒ نے امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کیا، نظام ظلم کے اس محافظ اور سردار کو سانپ کا سر کہا اور اپنی مظلوم امت کو سمجھایا کہ اسرائیل کا بیت المقدس پر قبضہ ہو یا عالم اسلام پر ان خائنوں کا تسلط، ان سب کا محافظ اور پشتی بان یہی امریکہ ہے، لہٰذا امریکہ کی طاقت توڑے بغیر اسلام اور اہل اسلام کی آزادی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔

میرے مسلمان بھائیو! امتحان ہمارا ہے، اللہ کے احکامات آج ہم سے مخاطب ہیں، ہم میں سے ہر فرد سے پوچھا جائے گا، یہ امریکی طاقت، یہ اسرائیلی قبضہ، یہ ملحدین اور مشرکین کی صورت میں عالمی طاقتیں اور ہماری یہ ضعف در ضعف حالت، اس ساری صورت حال میں آزمائش کسی اور کی نہیں ہے، ہم مسلمانوں کی ہے! بیت المقدس ہی نہیں پورے فلسطین کو آزاد کرنا، تمام مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا اور اللہ کے دین کو غالب کرنا ایک دینی اور شرعی ذمہ داری ہے، اس کے لیے جہاد و قتال ہر اس شخص پر فرض ہے جو لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اکثریت کی دیکھا دیکھی چلنا، یہ دیکھے بغیر کہ اللہ کے احکامات کیا ہیں اور شریعت کا کیا مطالبہ ہے، لوگوں کو دیکھ کر اپنی رائے بنانا اور راستہ چننا تباہی اور بربادی ہے جبکہ اللہ کو راضی کرنے والے چند افراد ہی کیوں نہ ہوں تو وہ اللہ کے ہاں کامیاب اور کامران ہوں گے۔ امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل سے جب بیت المقدس میں داخل ہونے کا مطالبہ ہوا تو اس وقت ان کی تعداد چھ لاکھ تھی، گویا چھ لاکھ افراد میں سے محض دو افراد نے اللہ کے حکم پر لبیک کہا اور جہاد کے لیے تیار ہوئے۔ چھ لاکھ افراد میں سے محض دو افراد!... اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ (کہا ان دو مردوں نے جو اللہ سے ڈرنے والوں میں سے تھے) أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا (جن پر اللہ نے انعام کیا تھا)

ان کی صفت کیا بتائی گئی؟ خدا خوفی ان کی صفت بیان ہوئی، اللہ کے اس خوف پر کسی اور کا خوف غالب نہ ہونے دینا ان کی وہ خوبی تھی کہ جس پر اللہ نے انہیں اطاعت کی توفیق دی، جس پر اللہ نے ان پر انعام کیا۔ اس لیے انھوں نے کہا:

ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ (داخل ہو جاؤ، چڑھ دوڑو اس ملک پر، جب تم داخل ہو گے تو اس وقت تم غالب ہو گے) وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ! (اور اللہ پر توکل کرو، اگر تم مومن ہو)۔

آج بھی اس امت کو ایسے توکل کی ضرورت ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! آج بھی وہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ فلسطین وہی ہے، اس پر کفار کا قبضہ اسی طرح ہے، قابض کفار بھی ماضی کی طرح طاقت ور اور ظالم ہیں، جبکہ اللہ کا حکم بھی ہمارے لیے وہی جہاد فی سبیل اللہ کا ہے...... پھر بنی اسرائیل کی اکثریت نے جس طرح جہاد سے اعراض کیا آج بھی ایک طبقہ جہاد و قربانی سے انکاری ہے، علم و دانش کے نام پر من مانی تاویلات پیش ہو رہی ہیں۔ یہ طبقہ حق کو باطل اور باطل کو حق دکھانے پر

مصر، مجاہدین کو دہشت گرد، انتہاء پسند اور تکفیری کہنے پر بضد ہے۔ پھر وہ لوگ جو جہاد و قتال کی نفی کر کے غیر شرعی راستوں سے امت مسلمہ کے زخموں کا علاج آج پیش کرتے ہیں، ان کے فلسفے ایک دفعہ پھر موشگافیاں ہی ثابت ہوئیں، واللہ ان سے زیادہ بے دلیل اور منطق سے محروم کوئی نہیں ہے۔ ان کی مثال بھی صحرائے تیہ میں ٹھوکریں کھانے والے ان بنی اسرائیل کی سی ہے، انہیں نہ رستے کی پہچان ہے اور نہ منزل کا یقین، کاش آج تو ان کی یہ زبانیں بند ہو جاتیں...اے کاش یہ اپنی اس گمراہی اور ناکامی کا کم از کم آج تو اعتراف کر لیتے۔

لہٰذا میرے بھائیو! اللہ کے ہاں سوال میرے اور آپ کے کردار کا ہو گا... کہ میں اور آپ ان مسائل و مصائب کے اسباب میں سے ایک سبب بن کر بیٹھے تھے یا ان کا حل بن کر کھڑے تھے؟ ہم نے امت کے ان زخموں کو کریدنے اور بڑھانے میں کردار ادا کیا تھا یا ان کا علاج کرنے والوں میں اپنا نام لکھوایا تھا... اگر تو ہم نے ان خائن حکمرانوں اور امریکی غلام جرنیلوں کو شرعی اولو الامر کہا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر جہاد کو ملتوی سمجھا تو پھر ہمیں سمجھنا چاہیے کہ ہم بھی اس ذلت و رسوائی کا ایک سبب ہیں، ہم نے اگر دنیاداری، مفاد پرستی اور خود غرضی کو اپنا دین بنایا اور جہاد و قربانی کو نری جذباتیت یا بے وقوفی کا نام دیا تو ہم اعتراف کریں کہ امت کے مسائل کا ہم بھی سبب ہیں۔ کفر کے تراشیدہ جمہوری راستوں کو اگر ہم نے صحیح کہا اور دعوت و جہاد کے خالص نبوی منہج کو انتہا پسندی، شدت پسندی اور دہشت گردی کا نام دیا تو امت کے ان زخموں کا پھر ہم بھی سبب ہیں... لیکن اگر ہم نے شریعت کی اتباع کی، اللہ کے احکامات کے سامنے سر جھکایا، دعوت و جہاد کی تائید کی، جان و مال سے جہاد اور مجاہدین کا ساتھ دیا، زبان و قلم سے اللہ کے راستے میں لڑنے والے ان مؤمنین کا دفاع کیا تو یقین جانئے کہ ہم ان شاء اللہ، اللہ کے ہاں کامیاب اور کامران ہوں گے۔

یہاں ہم دنیا بھر کے مجاہد بھائیوں سے بھی مخاطب ہوتے ہیں کہ بیت المقدس کی آزادی ہو، دنیا بھر کے مظلوموں کی نصرت ہو یا اللہ کے اس عظیم دین کا غلبہ، اس کا واحد راستہ یقیناً جہاد فی سبیل اللہ ہے لیکن صرف وہ مجاہدین ہی اس امت کے زخموں کا مرہم بن سکتے ہیں جن کے جہاد کا مقصد شریعت کی حاکمیت تو ہو، مگر ساتھ ہی یہ شریعت وہ دوسروں سے پہلے اپنے اوپر نافذ کرنے والے بھی ہوں اور جو اللہ کے دشمن کفار کے لیے سخت اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے نرم ہوں۔ اس امت مظلومہ کی نصرت ان مجاہدین کے ہاتھوں ہی ہو گی جو دعوت و جہاد میں عدل و انصاف کا عنوان بن جائیں اور جہاد بدنام کرنے والے نہیں بلکہ اپنے کردار سے اس کی محبت بکھیرنے والے ثابت ہوں۔ پس آیئے اپنے عمل سے ہم یہ ثابت کریں کہ ہم مجاہدین ہی اس امت کے محافظ اور حقیقی خیر خواہ ہیں... ہم اپنی امت پر ظلم ڈھانے والے نہیں بلکہ اس امت سے ہر ظلم ہٹانے والے ہیں، ہم مسلمانوں کے سروں پر مسلط ہونے کے لیے نہیں نکلے بلکہ انہیں ان کے حقوق دلانے کے لیے نکلے ہیں، پھر لاتتشاورأحدافي قتل الامريكان، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی یہ وصیت ہے کہ امریکیوں کو مارنے میں کسی سے مت پوچھو، سانپ کے سر اس امریکہ کو کچلنا ہمارے جہاد کا ہدف ہو، آیئے اپنے جہادی ضربوں میں امریکہ کو اس کا وہ حصہ دیں جس کا یہ مستحق ہے اور یہ اعلان ہم کریں کہ خراساں و برصغیر، یمن و مالی، صومال و شام بلکہ پوری دنیا میں ہم لڑ رہے ہیں مگر ہماری منزل بیت المقدس ہے، اور یہ اعلان بھی ہم کریں کہ بیت المقدس کے محافظ یہ خائن حکمران اور روپے پیسے کے پجاری یہ جرنیل نہیں، امت مسلمہ کے غدار اور اہل سنت کے قاتل یہ رافضی بھی اس کے وارث نہیں... ہم مجاہدین ہی اس کے پاسبان اور ہم اہل جہاد ہی اس کے محافظ اور وارث ہیں، ہم بیت المقدس کے لیے جئیں گے، بیت المقدس کے لیے مریں گے اور بیت المقدس ہی کی طرف ان شاء اللہ اپنا یہ سفر جاری رکھیں گے۔ اللہ کی قسم وہ دن آئے گا اور ضرور آئے گا جب امت کے یہ جہادی لشکر فاتح بن کر بیت المقدس میں داخل ہوں گے، مسجد اقصیٰ پر توحید کا پرچم لہرائیں گے اور اللہ اور صرف اللہ کا دین اس دن غالب ہو گا۔ اللہ ہمیں اُس مبارک لشکر کا حصہ بنائے... اور ہمارا یہ وقت، صلاحیت اور خون اُس لشکر کی تیاری اور تقویت کا باعث بھی ثابت فرمائے، آمین یارب العالمین

اور آخر میں فلسطین کے اپنے مسلمان عوام اور مجاہد بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ اس مبارک محاذ پر آپ کا رہنا، یہ مصائب در مصائب جھیلنا اور یہ نہ جھکنے کی تاریخ رقم کرنا ایک عظیم عبادت ہے، اس مبارک جہاد اور انتفاضہ کو جاری اور ساری رکھئے، باطل کے سامنے جھکنے اور شرعی مواقف سے پیچھے ہٹنے کی سیاست کا انجام ہم نے دیکھ لیا، یہ معرکہ اب اللہ اور صرف اللہ کے سامنے جھکنے سے سر ہو گا، اب جہاد کا وہ جھنڈا مزید قوت کے ساتھ اٹھانا ہو گا جس میں شرق و غرب کے سب مجاہدین آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔ اللہ آپ کی مدد و نصرت فرمائے۔...

آمین یا رب العالمین، وصلی اللہ تعالی علی خیرخلقه محمد وآله وسلم
والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته

> بیت المقدس ہی نہیں پورے فلسطین کو آزاد کرنا، تمام مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا اور اللہ کے دین کو غالب کرنا ایک دینی اور شرعی ذمہ داری ہے، اس کے لیے جہاد و قتال ہر اس شخص پر فرض ہے جو لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اکثریت کی دیکھا دیکھی چلنا، یہ دیکھے بغیر کہ اللہ کے احکامات کیا ہیں اور شریعت کا کیا مطالبہ ہے، لوگوں کو دیکھ کر اپنی رائے بنانا اور راستہ چننا تباہی اور بربادی ہے جبکہ اللہ کو راضی کرنے والے چند افراد ہی کیوں نہ ہوں تو وہ اللہ کے ہاں کامیاب اور کامران ہوں گے۔

سرکاری فوج میں بھرتی ہونا یا فوجی ملازمت کرنا حرام ہے!

شیخ العرب العجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

جولائی ۱۹۲۱ء میں ''خلافت کمیٹی'' نے کراچی میں آل انڈیا کانفرنس منعقد کی۔ جس میں شیخ العرب العجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے جرأت ایمانی اور غیرتِ دینی کا اعلان کرتی شہرۂ عالم تقریر کی۔ اسی تقریر کے دوران میں آپ رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ بھی ارشاد فرمایا کہ ''حکومت برطانیہ کی فوج میں بھرتی ہونا یا کسی قسم کی فوجی ملازمت کرنا یا کسی کو فوجی خدمات کی ترغیب دینا بالکل حرام ہے''۔ اسی فتویٰ کی بنا پر انگریزوں نے آپ علیہ الرحمہ کو گرفتار کیا اور کراچی میں ''مقدمہ کراچی'' کے عنوان سے آپ کا عدالتی ٹرائل ہوا۔ جس کے بعد آپ رحمہ اللہ کو انگریز جج نے دو سال قید بامشقت کی سزا سنائی۔ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں آپ رحمہ اللہ یہ یہ تقریر اور 'مقدمہ کراچی' میں انگریز جج کے سامنے کمرۂ عدالت میں کی جانے والی تقریر قسط وار شائع کی جا رہی ہے۔ چونکہ تقسیم ہند کے بعد برصغیر پاک و ہند پر گورے کافروں کی جگہ ''کالے انگریزوں'' کی حکمرانی کا دور دورہ ہوا اور انگریزی آئین و قانون سے ہی کشید کردہ قوانین اس سرزمین پر تاحال نافذ ہیں، انگریز کی بنائی گئی ''رائل انڈین آرمی'' ہی اب بھی یہاں حاکم و مقتدر ہے لہٰذا حضرتِ والا نور اللہ مرقدہ کے یہ الفاظ اور بیان کردہ مسلمہ دینی و شرعی تعبیرات آج بھی اُسی اہمیت کی حامل ہیں اور اس نظام کی کفریات کے خلاف برسرِ عمل رہنے کی ویسی ہی پکار لگا رہی ہیں جیسے آج سے ایک صدی قبل حضرتِ مدنی رحمہ اللہ کے دور میں یہ آواز لگائی گئی تھی۔ حضرت والا رحمہ اللہ نے جہاں جہاں انگریزوں اور برطانوی سامراج کو مخاطب کیا وہاں موجودہ نظام کے کل پرزوں کو مخاطب سمجھیں تو اُس وقت اور آج کے دور میں نظام مملکت و سلطنت میں بھی کچھ فرق نظر نہیں آئے گا اور یہ مانے بغیر بھی چارہ نہیں رہے گا کہ ان سے متعلق بیان کردہ شرعی احکامات بھی یکساں اور ایک سے ہی ہیں![ادارہ]

خالق دینا ہال کراچی میں انگریز کی قائم کردہ عدالت میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کا بیان:

جناب مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی مہاجر مدنی (ملزم نمبر ۲)

بعدالت سٹی مجسٹریٹ کراچی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۱ء

سوال منجانب عدالت: مولوی حسین احمد صاحب آپ کانفرنس میں موجود تھے؟

جواب: میں اپنے بیان میں سب کچھ عرض کر دوں گا۔

سوال: آپ نے گزشتہ کانفرنس میں تقریر کی تھی؟

جواب: اس کا بھی وہی جواب ہے جو پہلے سوال کا تھا

سوال: کانفرنس میں کوئی اس قسم کی تجویز پاس ہوئی تھی جس کا تعلق فوج سے ہو؟

جواب: وہی اس کا جواب ہے جو پہلے سوال کا ہے۔

سوال: آپ کو گواہوں کے متعلق کچھ کہنا ہے؟

جواب: اس کا بھی وہی جواب ہے!

بیان حضرت حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ:

میں دو حیثیتیں رکھتا ہوں، میری ایک حیثیت یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور دوسری حیثیت یہ ہے میں عالمِ دین ہوں۔

(اس جگہ مجسٹریٹ نے کہا میں تقریر نہیں سننا چاہتا، بیان دیجیے! جس کا حضرت مدنی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میں تقریر نہیں کر رہا ہوں، ریزولیوشن کے متعلق جواب دے رہا ہوں) مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرا یہ فرض ہے کہ میں قرآن مجید کے تمام ٹکڑوں، حرفوں اور کلمات پر ایمان رکھوں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ احکام پر یقین رکھوں، ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر کوئی دنیوی طاقت قرآن مجید کے کسی حرف یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم سے اس کو روکے تو وہ نہ رُکے۔ جب کہ ہر مسلمان کا فرض یہ ہے کہ اس کو قرآن کے تمام احکام پر یقین کرنا اور عمل کرنا ضروری ہوگا۔ قرآن شریف میں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں اس کے متعلق بہت سے ارشادات موجود ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اطاعت کرنا ہر مسلمان پر بادشاہ کی ضروری ہے، چاہے خواہش کے موافق ہو یا نہ ہو، جب تک خدا کی نافرمانی کا حکم نہ ہو، اور اگر خدا کی نافرمانی کا حکم ہو تو اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اطاعت کسی کی نہیں سوائے خدا اور رسول کے حکم کے (بخاری و مسلم)۔ تیسری حدیث میں ہے کہ کسی مخلوق کی تابع داری اللہ کی نافرمانی میں نہیں ہونی چاہیے۔ اسلام کے پہلے زمانہ میں خلفاء کے قصے تاریخ میں مذکور ہیں۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور بڑے بڑے خلفاء سے جب پوچھا جاتا تھا کہ کیا تم مسلمانوں کے بادشاہ ہو؟ تو وہ جواب دیتے تھے کہ ہم اس وقت تک بادشاہ ہیں جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق حکم دیتے ہیں، لیکن جس وقت ہم نے خدا کے حکم کے خلاف حکم دیا اس وقت بادشاہ نہ سمجھے جائیں گے۔ میری دوسری حیثیت عالم اور مذہب اسلام کے محافظ ہونے کی ہے۔ اور چونکہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر عرصہ دراز یعنی تقریباً دس برس تک مدرسی کر چکا ہوں، اس لیے میرے لیے فریضۂ علمیہ کی ذمہ داری اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ قرآن شریف میں ہر عالم پر قرآنی احکام کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو ہر شخص تک پہنچا دینا ضروری کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ دوسرے پارے میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (البقرۃ:۱۵۹)

یعنی جو لوگ ہماری اتری ہوئی روشنیوں اور ہدایتوں کو ہمارے لوگوں کے لیے بیان کر دینے کے بعد چھپاتے ہیں اور لوگوں سے بیان نہیں کرتے ان پر اللہ اور اس کے

فرشتوں کی لعنت ہے۔ قرآن میں اس قسم کی بہت سی آیتیں موجود ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سئل عم علم علمه ثم كتمه الجم يوم القيامة بلجام من نار

"جس سے کوئی علم کی بات دریافت کی جائے اور ہو اس کو جانتا ہو اچھپائے تو قیامت کے روز اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی"۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یا تو امر بالمعروف کرو اور بری بات سے روکو ورنہ اللہ کا عذاب سب پر نازل ہوگا۔ اس کے علاوہ اس قسم کی بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں، اس لیے ہر مسلمان اور علام کا فرض ان احکام کو لوگوں تک پہنچانا ہے جو پیغمبروں کا طریقہ تھا اور جو چھٹے پارے میں ذکر کیا گیا:

رُسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء:۱۶۵)

"ہم نے خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے پیغمبر اس لیے بھیجے کہ بروزِ قیامت کسی کو خدا پر کوئی دلیل اور حجت پیغمبروں کی باقی نہ رہ جائے"۔

پیغمبروں کے بعد علما کا یہی طریقہ ہے، کوئی توجہ کرے یا نہ کرے ان کو پہنچا دینا ضروری ہے۔ اس کے بعد میں اس ریزولیوشن کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ قرآن شریف میں مسلمان کے قتل کرنے کی سزا جس قدر سخت ذکر کی گئی ہے کفر کے بعد کسی گناہ کی اس قدر سزا ذکر نہیں کی گئی، سورہ نساء میں ہے:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (۹۳)

کسی مسلمان کو ارادہ سے قتل کرنے کی پانچ سزائیں ہیں۔ ۱) جہنم ۲) ہمیشہ جہنم میں رہنا۔ ۳) اللہ کا غضب۔ ۴) اللہ کی اس پر لعنت۔ ۵) عذاب عظیم جو اس کے لیے تیار ہے۔

دوسری آیت سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا (۶۸)

اچھے لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور کسی محترم جان کو بغیر حقِ شرعی کے قتل نہیں کرتے، اور زنا نہیں کرتے، اور جو ایسا کرے گا اس کو چار سزائیں ملیں گی ۱) دوزخ کا وہ طبقہ جس کا نام اثام ہے۔ ۲) قیامت کے دن عذاب دوگنا ہوگا۔ ۳) ہمیشہ عذاب میں رہے گا۔ ۴) ذلیل کیا جائے گا۔

تیسری آیت میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللّهِ يَسِيرًا

"اے ایمان والو! سوائے ایسی تجارت کے جو کہ آپس کی خوش نودی سے ہو کسی برے طریقے سے آپس کے مال نہ کھاؤ، اور اپنے بھائیوں کو قتل نہ کرو جو کہ اپنا ہی قتل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے، اور جو کہ سرکشی اور تعدی کی بنا پر ایسا کرے گا اس کو ہم عنقریب آگ میں جھونک دیں گے، اور یہ اللہ پر آسان ہے"۔

چوتھی آیت میں ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلاَّ خَطَئًا (النساء:۹۲)

"کسی مسلمان کو بغیر خطا کے کسی مسلمان کا قتل کرنا روا نہیں ہے"

پانچویں آیت میں اگلی امتوں کی نسبت ہے:

مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا (المائدۃ:۳۲)

"(ہابیل اور قابیل کے شنیع واقعہ اور اس کی سزا کے ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے پاس احکام میں یہ لکھ دیا کہ جس نے کسی جان کو بغیر جان کے بدلے اور بغیر زمین میں شرعی فساد کرنے کے قتل کیا، تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا، اور جس نے ایک جان کو بچایا تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو زندہ کیا"۔

چھٹی آیت پارہ پندرہ سورۂ اسراء میں ہے:

وَلاَ تَقْتُلُواْ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّهُ إِلاَّ بِالحَقِّ (۳۳)

"کسی محترم جان کو بغیر حقِ شرعی کے قتل نہ کرو"۔

یہ چھ آیتیں مسلمان کے قتل کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانات اس بارے میں بکثرت اور بہت سخت ہیں۔ ان میں سے جو اس وقت یاد آئے یا کتاب میں ہاتھ لگے وہ ذکر کرتا ہوں، چونکہ سب کتابیں حدیث کی موجود نہیں ہیں اس لیے ۳۴ حدیثیں ذکر کرتا ہوں۔

صحیح بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں ذوالحجہ کو بقر عید کے دن وفات سے ۹۲ دن پہلے (یعنی تین مہینے دو دن) شنبہ کے روز سہ پہر کو بعد نماز ظہر مسجد حیف قصبہ منیٰ میں تقریباً ایک لاکھ پچھتر ہزار کے

مجمع میں امت کو رخصت کرتے ہوئے اور خود رخصت ہوتے ہوئے جو آخری نصیحتیں فرمائیں ان میں سے یہ بھی ہے:

(۱)ألا إنّ دِمَاءَكُمْ وأموالَكُمْ وأغراضكُمْ عَلَيْكُمْ حَرام كحرمَة يؤمِكُمْ هذا كشهركم هذا، كحرمة بلدكم هذا، ألا لا ترجعن بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض

"خبردار ہو جاؤ! اے مسلمانو! کہ جس طرح تم اس شہر، اس مہینے، اس دن کی حرمت کرتے ہو، اسی طرح تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ خبردار! میرے بعد کافر نہ بنا جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو"۔

(۲)دوسری حدیث جو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی ونسائی وغیرہ میں روایت کی ہے، یہ ہے:

لا يحل دم امرئٍ مسلمٍ إلا بإحدى ثلاثٍ: والنفس بالنفس والزناوالتارك لدينه المفارق للجماعة

"کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے سوائے تین صورتوں کے ۱)جان کا بدلہ (قصاص)۔ ۲)نکاح کرنے کے بعد غیر عورت سے زنا کرنے کی وجہ سے۔ ۳)دین کو چھوڑنے اور جماعت سے جدا ہونے پر"۔

(۳)تیسری حدیث جس کو بخاری، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اس میں ہے:

أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله،فإذا قالوا عصموا مني دماءهم إلا بحق الإسلام

"مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں جب تک کہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں، لیکن جس وقت انہوں نے اس کلمہ کو کہہ دیا تو انہوں نے اپنی جان اور مال کو محفوظ کر لیا، اب بغیر حق اسلام یعنی حکم شرعی کے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا"۔

(۴)چوتھی حدیث میں ہے جس کو مسلم، نسائی، ترمذی اور ابن مانہ نے روایت کیا ہے:

لزوال الدنيا عندالله اهون من قتل رجل مسلم

"تمام دنیا کا نیست ونابود ہو جانا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے مقتول ہونے سے آسان ہے"۔

(۵)بخاری مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے:

ساب المسلم فسوق وقتاله كفر

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے"۔

(۶)بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی میں ہے:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده

"مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں"۔

(۷)بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجتنبوا السبع الموبقات الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التي حرَّم الله إلا بالحق، وأكل الربو، وأكل مال اليتيم، والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات

"سات چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں ان سے بچو، ان میں سے ایک مسلمان کا قتل بھی ہے"۔

(۸)حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من صلى صلوتنا واستقبل قبلتنا وأكل ذبيحتنا فذلك المسلم الذي له ذمه الله وذمه رسوله فلا تخفروا ذمة الله (بخارى)

"جس شخص نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ پھیرا اور ہمارے ذبح کیے ہوئے حیوان کو کھایا، وہی مسلمان ہے جس کے لیے ذمہ داری اللہ کی اور ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ پس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری میں خیانت نہ کرو، یعنی مسلمان کے خون اور مال وآبرو میں کوئی تعرض نہ کرو"۔

(۹)ترمذی، بیہقی، طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو ان أهل السموات وأهل الارضين اشتركوا في قتل رجل مسلم لاكبهم االله جميعا في النار

"اگر آسمان اور زمین کے رہنے والے ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو دوزخ میں دھکیل دے گا"۔

(۱۰)ابن ماجہ، بیہقی میں ہے:

من أعان على قتل مسلم بشطر كلمة لقي الله مكتوب بين عينيه آيس من رحمة الله

"جس شخص نے مسلمان کے قتل میں آدھے لفظ سے بھی اعانت کی، وہ اللہ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر کیا جائے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہو گا کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے"۔

(۱۱)مسلم میں ہے:

عن اسامة بن زيد بن حارثة قال:بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اناس من جهينة فاتيت على رجل منهم فذهبت اطعنه فقال لا اله الا الله قال فطعنته فقتلته فجئت الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال اقتلته وقد شهد ان الااله الا الله قلت يارسول الله انما فعل ذلك تعوذا قال كيف تصنع بلا اله الاالله اذا جاءت يوم القيامة قال مرارا

"اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہینہ کے بعض آدمیوں سے جنگ کرنے کو بھیجا، میں ایک شخص کے مقابلہ

میں آیا، جب میں نے اسے نیزہ مارنے کا ارادہ کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا، مگر میں نے نیزہ مار کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ تو نے اسے قتل کر ڈالا حالانکہ وہ گواہی دے رہا تھا توحید کی، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے اپنے بچاؤ کے لیے ایسا کیا تھا، فرمایا کہ قیامت کے دن جب کہ کلمہ توحید اس کی طرف سے جھگڑتا ہوا آئے گا تو تو کیا جواب دے گا؟ اس کو کئی مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ سے فرمایا"۔

(۱۲) ترمذی اور طبرانی میں ہے:

يأتی المقتول متعلقاً رأسه باحدى يديه متلبياً قاتله باليد الأخرى تشخب أوداجه دماً حتى يأتى به العرش، فيقول المقتول لرب العالمين: هذا قتلنى. فيقول الله للقاتل: تعست ويذهب به الى النار

"مقتول قیامت کے دن اپنے سر کو اپنے ہاتھ میں لٹکائے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے آئے گا، اس کی رگوں سے خون کے فوارے جاری ہوں گے، اسی طرح اس کو کھینچتا ہوا تخت خداوندی تک پہنچے گا اور پروردگار سے عرض کرے گا کہ اس شخص نے مجھ کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان قاتل کے لیے صادر ہو گا کہ ہلاک ہو گیا تو، اور اس کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا"۔

(۱۳) بخاری و ابن ماجہ میں ہے:

لن يزال المومن فی فسحة من دينه مالم يصب دما حراما

"مسلمان پر اس کا دین جب تک آسان رہتا ہے جب تک کہ وہ حرام خون کا مرتکب نہ ہو"۔

(۱۴) بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی ابن ماجہ میں ہے:

اول ما يحاسب به العبد الصلوٰة واول ما يقضى به بين الناس الدماء

"سب سے اول بندہ کا حساب نماز میں ہو گا اور آدمیوں کے حقوق میں سب سے اول خون کے فیصلے ہوں گے"۔

(۱۵) بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی میں ہے:

من حمل علينا السلاح فليس منا

"جس شخص نے ہم پر (مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھا وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

(۱۶) بخاری و مسلم میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کمانڈر کو جنگ کے لیے بھیجا، اثنائے جنگ میں اس نے ایک شخص پر حملہ کیا اور اس کو کوئی صورت بچاؤ کی ہاتھ نہ آئی تو اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا، اس کمانڈر نے اس خیال سے کہ اس نے بچاؤ کے لیے کہا ہے حقیقت میں مسلمان نہیں ہے، اس کو قتل کر ڈالا۔ اور جب لوٹ کر آئے اور قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا گیا تو آپ نے بہت سرزنش فرمائی، انہوں نے جواب دیا کہ اس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ آپ نے غصہ سے کئی مرتبہ فرمایا فهل اشققت قلبه تم نے اس کے دل کو کیوں نہ چیر کر دیکھ لیا؟ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے اس قدر سرزنش فرمائی کہ ان کو یہ تمنا ہوئی کہ کاش میں اس قصہ کے بعد مسلمان ہوا ہوتا کہ یہ گناہ مجھ سے دھل جاتا یا صادر ہی نہ ہوتا۔

(۱۷) بخاری، مسلم، ترمذی میں ہے:

اذا التقى المسلمانِ بسيفَيْهما فالقاتل والمقتول كلاهما في النار قالوا يا رسول الله هذا القاتِل فما بالُ المقتول؟ قال لإنّه كان يريد قتل صاحبه

"جب کہ دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے سے لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ڈالے جائیں گے، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قاتل کی وجہ تو معلوم ہے، مقتول کیوں دوزخ میں گیا؟ فرمایا کہ اس نے قصد کر رکھا تھا کہ اپنے ساتھ مسلمان کو قتل کرے"

(۱۸) [الف] قتل المومن اعظم عندالله من زوال الدنيا

"مسلمان کا قتل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے نیست و نابود ہو جانے سے بڑا ہے"۔

[ب] جن امور میں سے انسان کو بچ کر نکلنا مشکل ہے وہ محترم خون کو بہانا ہے۔

(۱۹) ابن ماجہ میں ہے:

عن ابن عمرؓ قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يطوف بالكعبة يقول ما اطيبک وما اطيب ريحک واعظمک واعظم حرمتک والذى نفس محمد بيده لحرمة المومن من اعظم عندالله حرمة منک ماله ودمه

"حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کعبہ شریف کا طواف فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اے کعبہ کیا ہی اچھا ہے تو اور کیا ہی اچھی ہے تیری ہوا، تو کس قدر بڑا ہے اور تیرا احترام کس قدر بڑا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ مومن کے مال اور جان کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے"۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ایمان اور کفر... قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ایمان اور کفر کی تعریف:

یہ ظاہر ہے کہ خدا کو ماننا' اس کی اطاعت و فرماں برداری کا نام ہے، اور نہ ماننا' نافرمانی کا۔ پھر خدا کی فرماں برداری یعنی ''اس کی پسند وناپسند کو پہچان کر پسندیدہ چیزوں کو اختیار کرنا اور ناپسندیدہ سے بچنا'' اس دنیا میں بغیر اس کے عادتاً ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام لانے والا رسول آئے جو اس کی پسند وناپسند کو ممتاز کرکے بتلادے۔ کیونکہ انسان محض اپنی عقل سے تو اپنے باپ، بھائی، بیٹے اور دوست کی پسند وناپسند کو بھی ممتاز نہیں کر سکتا جب تک کہ خود اس کے کلام یا طرزِ عمل سے اس کا اظہار نہ ہوجائے تو پھر حق تعالیٰ جس کی ذات انسانی ادراک ودسترس سے بالاتر ہے، اس کی پسند وناپسند کا ادراک انسان محض اپنی عقل سے کیسے کر سکتا ہے؟ یہی حکمت ہے انبیائے علیہم السلام کے دنیا میں بھیجنے کی۔

الغرض اس دنیا میں خدا کے ماننے کا صرف ایک طریق ہے کہ اس کے رسول کی لائی ہوئی ہدایات کو دل اور زبان سے تسلیم کرے، اسی کا نام ''اسلام'' ہے اور اس کی ہدایات کو تسلیم نہ کرنے کا ہی نام ''کفر'' ہے۔

مذہب کا سب سے بنیادی مسئلہ ایمان وکفر ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے اپنی سب سے پہلی سورۃ (بقرہ) کی سب سے پہلی آیات میں اسی مضمون کو بیان فرمایا، بلکہ پورے عالم کو تین گروہوں میں تقسیم کردیا۔ مومن، کافر اور منافق۔ سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں مومنین کی شان میں، اور بعد کی دو آیتیں کفار کے بارے میں آئی ہیں، اور اس کے بعد تیرہ آیتیں منافقین کے حال میں ہیں۔ یہ تین گروہ حقیقت میں دو ہی ہیں کیونکہ کافر اور منافق اصل میں ایک ہی گروہ ہے، لیکن منافقین کی ظاہرہ صورت' عام کفار سے مختلف ہونے کی بنا پر ان کا بیان علیحدہ کیا گیا۔ چونکہ کفار کا یہ گروہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک اور اشد ہے، اس لیے اس کے حالات کا بیان زیادہ تفصیل سے تیرہ آیتوں میں کیا گیا، یہ پوری انیس آیتیں ہوگئیں۔ ان میں سے چند مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

الٓمٓ٥ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ٥ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ٥ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ٥ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

''یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں، راہ بتانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو۔ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں جو یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں جو یقین رکھتے ہیں اس وحی پر جو آپ کی طرف اتاری گئی اور اس وحی پر جو آپ سے پہلے اتاری گئی اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔ بس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب''۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ٥ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

''بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔ بند لگا دیا اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے سزا بڑی ہے''۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ

''اور لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر، حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں''۔

''اَلْمُفْلِحُوْنَ'' تک چار آیتوں میں مومنین کا بیان ہے، اور اس کے بعد ''عَذَابٌ عَظِيمٌ'' تک کفار کا اور اس کے بعد ''وَمِنَ النَّاسِ'' سے منافقین کا بیان شروع ہوا ہے، اور اس کے ضمن میں ایمان و کفر اور مومنین و کافر اور منافق کی تعریف بھی آگئی۔ ابتدائی چار آیتیں جو مومنین کے بارے میں آئی ہیں ان میں اولاً مومن اور ایمان کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے۔

''اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ'' یعنی وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: غیب سے اس جگہ وہ تمام اعتقادات مراد ہیں جو انسان کی نظر ومشاہدہ سے غائب ہیں، جیسے فرشتے، قیامت، جنت، دوزخ، پل صراط اور میزان عدل وغیرہ۔ (تفسیر ابن کثیر وخازن وغیرہ)

اس اجمال میں لفظ ''بالغیب'' لانے سے اس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ ان کا ایمان حاضر وغائب یکساں ہے۔ ان کے مقابل فریق منافقین کی طرح نہیں جس کا حال اگلی آیت میں یہ بیان ہوا کہ

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ

”جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، اور جب کفار کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں“۔

اس ایمانِ اجمالی کی تفصیل بعد کی تیسری آیت میں مکمل تعریف کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

”وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب اور شریعت پر بھی ایمان لائے اور آپ سے پہلے انبیاء پر نازل شدہ وحی اور شریعت پر بھی، اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں“۔

ایمان کا سب سے پہلا جز جو اللہ پر ایمان لانا ہے، اس کو صراحتاً ذکر کرنے کی اس لیے ضرورت نہ سمجھی گئی کہ جب اللہ پر ہی کسی کا ایمان نہ ہو تو اس کے کسی رسول یا وحی پر ایمان لانے کے کوئی معنی ہی نہیں ہوسکتے۔ اور اسی سورۃ کے ختم پر جب مکرر ایمان کے مفہوم کی تشریح فرمائی گئی تو وہاں ایمان باللہ کو صریح ان لفظوں میں ذکر بھی کر دیا گیا:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ

عوام میں جو ایمانِ مجمل و مفصل مشہور ہیں یہ غالباً اسی پر مبنی ہیں۔ ایمانِ مجمل سورۂ بقرہ کی پہلی آیات سے، اور ایمانِ مفصل اس کی آخری آیات سے لیا گیا ہے۔

پس آیت مذکورہ سے ایمان کے تین بنیادی اصول معلوم ہوئے:

۱) اللہ پر ایمان لانا۔ ۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کی سب وحیوں پر ایمان لانا۔ ۳) آخرت پر ایمان۔

اور یہی تین چیزیں درحقیقت ایمان کے اصول ہیں، باقی سب فروع ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فیصل التفرقة بين الاسلام والزندقه“ میں لکھا ہے:

أصول الايمان ثلاثة: ايمان بالله، وبرسوله، وباليوم الأخرة، وما عداه فروع

”اس ایمان کے اصول تین ہیں: اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے رسول پر ایمان، اور قیامت پر ایمان۔ اس کے ماسوا سب فروع ہیں“۔

اوران اصول کو بھی کوئی اور مختصر کرنا چاہے تو صرف ایمان بالرسول میں سب اصول آ جاتے ہیں۔ کیونکہ جب تک اللہ پر ایمان نہ ہو اس کے رسول پر ایمان ہو ہی نہیں سکتا۔ اور رسول پر ایمان ہو جائے تو یوم قیامت پر ایمان خود اس کے اندر داخل ہے، کیونکہ ایمان بالرسول سے ان تمام ہدایتوں پر ایمان لانا مراد ہے جو رسول نے پیش کی ہیں، اور ظاہر ہے ان ہدایتوں میں روزِ قیامت کی تصدیق بھی ایک بہت بڑی ہدایت ہے۔ اسی لیے ائمہ اسلام نے ایمان کی تعریف اس طرح فرمائی ہے:

هو تصديق النبی صلى الله عليه وسلم مجيئه بالضرورة۔

”ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کا نام ہے، ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی اور بدیہی طور پر ہو جائے“

فائدہ متعلقہ ختم نبوت:

اس آیت میں ایمان اور مومن کی تعریف کے ضمن میں ایک لطیف طریقہ پر یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ سلسلہ نبوت و رسالت و وحی رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ وحی پر ایمان لانے کے ساتھ صرف انبیائے سابقین اور ان کی وحی پر ایمان لانے کی تلقین ہے، انبیاء مابعد کا کوئی ذکر نہیں، ظاہر ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی قسم کا تشریعی نبی مبعوث ہونے والا ہوتا تو جس طرح انبیائے سابقین کی وحی پر یقین کرنے کو جزوِ ایمان قرار دیا گیا اسی طرح انبیاء مابعد پر ایمان لانے کا ذکر بھی ضروری تھا۔ بلکہ ایک حیثیت سے انبیائے مابعد کا ذکر بہ نسبت انبیائے سابقین کے زیادہ ضروری تھا کیونکہ انبیائے سابقین کا ذکر تو خود قرآن میں بھی آچکا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات وتوضیحات میں اس سے زیادہ آچکا ہے۔ اس کے متعلق امت کے گمراہ ہونے کا کوئی خطرہ نہیں تھا، بخلاف اس نبی کے جو آئندہ مبعوث ہونے والا ہوتا کہ اس کے حالات و علامات سے امت واقف نہیں اور امت کو بلاواسطہ اس سے سابقہ پڑتا تھا، اور اس کے ماننے یا نہ ماننے پر امت کی نجات یا ہلاکت کا دارومدار ہوتا، ایسی حالت میں خدا کی آخری کتاب اور رؤف ورحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض ہوتا کہ آئندہ مبعوث ہونے والے نبی کی پوری کیفیات وحالات وعلامات کو ایسی طرح واضح کرتے کہ اس میں کسی اشتباہ والتباس کی گنجائش نہ رہتی، اور پھر امت کو اس پر اور اس کی وحی پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے کے غیر مبہم احکام بکرّات ومرّات قرآن وحدیث میں مذکور ہوتے۔ مگر بجائے اس کے ہوا یہ کہ قرآن نے جہاں اصولِ ایمان کا تذکرہ کیا تو انبیائے سابقین اور ان کی وحی پر ایمان لانے کو جزوِ ایمان کی حیثیت سے ذکر فرمایا، اور بعد میں مبعوث ہونے والے کسی نبی یا رسول کا یا اس کی وحی کا نام تک نہ لیا۔ پھر ایک جگہ نہیں قرآن میں دس سے زیادہ آیات اسی مضمون کی آئی ہیں، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والی وحی پر ایمان لانے کی تاکید ہے، بعد کی کسی وحی یا نبی کا تذکرہ تک نہیں۔ یہ قرآن کی ایک کھلی ہوئی شہادت اس امر پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ صرف عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آخر زمانہ میں آئیں گے، جو

پہلے مبعوث ہو چکے ہیں، اور جن پر امتِ محمدیہ پہلے سے ایمان رکھتی ہے۔ لہٰذا کوئی نیا پیدا ہونے والا شخص اس امت کو اپنی نبوت و وحی کی طرف دعوت دے کر اُمت کے لیے مدارِ نجات نہیں بن سکتا، واللہ الموفِّق والمعین!

مومن وکافر کی تعریف اور کفر کی اقسام:

اس عنوان کا اگرچہ مکمل خاکہ عنوانِ اول کے ضمن مین آچکا ہے، لیکن پوری وضاحت کے لیے اس کی تشریح اس عنوان میں لکھی جاتی ہے، جس کا مبنی وہی آیات ہیں جن کا ذکر عنوانِ اول میں آیا ہے۔ اور چونکہ اسلام وکفر کی تعریف میں چند اصطلاحی الفاظ استعمال ہوتے ہیں اس لیے ان الفاظ کی تعریفات پہلے لکھی جاتی ہیں۔

تعریفات:

ایمان: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی تصدیق ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی اور بدیہی طور پر ہو چکا ہو، بشرطیکہ اس کے ساتھ اطاعت کا اقرار بھی ہو۔

اسلام: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کا اقرار، بشرطیکہ اس کے ساتھ ایمان یعنی تصدیقِ قلبی موجود ہو۔

کفر: جن امور کی تصدیق ایمان میں ضروری ہے، ان میں سے کسی امر کی تکذیب وانکار۔

مومن: وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرے، پر اس امر میں جس کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسے قطعی اور بدیہی طور پر ہو چکا ہو، بشرطیکہ زبان سے بھی اس کی تصدیق کا اور اطاعت کا اقرار بھی ہو۔

مسلمان: وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کا اقرار کرے، بشرطیکہ دل میں بھی ان کی تصدیق رکھتا ہو۔

کافر: وہ شخص جو ان میں سے کسی ایک چیز کا دل سے انکار یا زبان سے تکذیب کر دے۔

اسلام وایمان اور مسلم ومومن میں فرق:

لغتاً "ایمان" "تصدیقِ قلبی کا نام ہے، اور "اسلام" "اطاعت وفرماں برداری کا۔ ایمان کا محل قلب ہے، اور اسلام کا محل قلب اعضا وجوارح ہیں، لیکن شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی محض دل میں تصدیق کر لینا شرعاً اس وقت تک معتبر نہیں جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت وفرماں برداری کا اقرار نہ کرے۔ اور اطاعت وفرماں برداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں جب تک اس کے ساتھ دل میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق نہ ہو۔

الغرض لغوی مفہوم کے اعتبار سے ایمان واسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث میں اسی لغوی مفہوم کی بنا پر ایمان واسلام کے اختلاف کا ذکر بھی ہے۔ لیکن خود قرآن وحدیث کی ہی تصریحات کے مطابق یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً کوئی اسلام بدون ایمان کے معتبر نہیں۔ اسی مضمون کو بعض اہلِ تحقیق نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ایمان واسلام کی مسافت تو ایک ہے، فرق مبدء اور منتہیٰ میں ہے۔ ایمان قلب سے شروع ہوتا ہے اور ظاہر پر منتہیٰ ہوتا ہے اور اسلام ظاہر سے شروع ہو کر قلب پر منتہیٰ ہوتا ہے۔ اگر قلبی تصدیق ظاہری اقرار وغیرہ تک نہ پہنچے تو وہ تصدیقِ ایمان معتبر نہیں۔ اسی طرح ظاہری اقرار واطاعت اگر تصدیقِ قلبی تک نہ پہنچے وہ اسلام معتبر نہیں (افادہ استاذ العلامہ مولانا انور شاہ قدس سرہ)

اب جب ایمان واسلام کا لغوی اور شرعی مفہوم متعین ہو گیا تو مومن ومسلم کا مفہوم بھی ظاہر ہو گیا۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس میں امام غزالی اور امام سبکی رحمھما اللہ کی یہی تحقیق لکھی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔ امام سبکیؒ کے چند جملے یہ ہیں:

> الاسلام موضوع للانقیاد الظاہر مشروطاً فیہ الایمان ، والایمان موضوع للتصدیق الباطن مشروطاً فیہ القول عند الامکان
>
> "اسلام موضوع ہے ظاہری اطاعت وفرماں برداری کے لیے، مگر اس میں ایمان شرط ہے۔ اور ایمان موضوع ہے باطنی تصدیق کے لیے، مگر اس میں زبان سے کہنا بھی شرط ہے بوقتِ امکان"۔

اور شیخ کمال الدین بن ہمامؒ شارح ہدایہ نے اپنی عقائد کی مستند ومشہور کتاب اور اس کی شرح "مسامرہ" میں امت محمدیہ کا اتفاق اس پر نقل فرمایا ہے، اس کے الفاظ یہ ہے:

> وقد اتفق اہل الحق وہم الاشاعرة والحنفیة علی تلازم الایمان والاسلام بمعنی انہ لاایمان یعتبر بلا اسلام ،وعسکہ ای لا اسلام یعتبر بدون ایمان فلا ینفک احدہما عن الاخر (ج۲ص۱۸۶ طبع مصر)
>
> "اہلِ حق نے اتفاق کیا ہے اور وہ دونوں گروہ اشاعرہ اور حنفیہ ہیں، کہ ایمان اور اسلام باہم متلازم ہیں، یعنی ایمان بلا اسلام کے معتبر نہیں، اور نہ اس کا عکس، یعنی نہ اسلام بلا ایمان کے معتبر ہے۔ پس یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے"۔

(بقیہ: صفحہ ۴۰ پر)

امتِ مسلمہ کا عروج زوال

قاری عبدالعزیز شہید رحمہ اللہ

اسلام ایک متحرک دین ہے۔اس کے عناصرِ ترکیبی میں جمود نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ حرکت پذیری اس کی روح ہے۔کہاوت ہے 'حرکت میں برکت ہے'۔جس چیز میں حرکت نہ ہو وہ بے جان سی ہوتی ہے۔اسلام دینِ برحق ہے۔یہ اپنے ماننے والوں کو جھپٹ کر پلٹنے اورپلٹ کر جھپٹنے کی تعلیم دیتاہے۔

بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ اسلام کی ابتدا جس قوم اور جس جغرافیائی محل وقوع میں ہوئی، قبل از اسلام اس قوم اور جغرافیائی محل و قوع میں ہی جھپٹ کر پلٹنے اور پلٹ کر جھپٹنے کی صفت ودیعت تھی۔اسلام نے اس کو اور زیادہ مہمیز دی۔یہ قوم قبل از اسلام دنیامیں پائی جانی والے تمام تمدنی اثرات سے پاک تھی۔عالمِ عرب خانہ بدوش قوم پر مشتمل تھا۔ایک طرف ضروریاتِ زندگی کی نایابی نے اہلِ عرب کو ہمیشہ سرگرداں اور مسافر بنا رکھا تھااور اس مسافرانہ زندگی کی وجہ سے وہ ہمیشہ جفاکشی پر مستعد رہتے تھے۔دوسری طرف ضروریاتِ زندگی کی کمی نے ان کے تمدن کو ترقی کرنے نہیں دی(ہم سمجھتے ہیں کہ اسی میں ان کی زندگی کا راز پوشیدہ تھا اس لیے کہ تمدنی ترقی ہی بالآخر قوموں کی موت پر منتج ہوتی ہے)۔لق و دق ریگستان اور اس میں قیمتی اشیا کی ناپیدگی نے کسی بیرونی ہاتھ کو ملکِ عرب کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔یہی وجہ ہے کہ اہلِ عرب کسی بیرونی ملک و قوم کے تمدن،اخلاق اور معاشرت سے متاثر بھی نہ تھے۔اہلِ عرب بُت پرستی میں غرقابی کے علاوہ دوسری بیرونی قوموں کی فکری کثافتوں سے تقریباً خالی الذہن تھے۔وہ تھے تو بت پرست مگر آزاد قوم کی حیثیت سے زندگی بسر کیا کرتے تھے۔اس آزادی میں وہ قول و قرار کے پکّے تھے،معرکہ آرائی اور بہادری و جفاکشی میں یکتائے زمانہ تھے اوراس سے بڑھ کر وہ بیرونی تمدنی و معاشرتی اثرات سے پاک تھے اورانہی سب صفات سے مالامال ہونے کی وجہ سے ان کو مستقبل میں ایک برتر قوم کی حیثیت سے دنیا کے افق پر نمودار ہونا تھا۔

اِنہی صفات کا کمال یہ تھا کہ ان میں سے جن کو اسلام لانے کی توفیق ہوتی تھی ان کو ان صفاتِ عالیہ نے ترکیبِ قومِ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے میں مہمیز دی۔ان بہادر لوگوں کو مسلمان ہونے کے بعد اسلام کا سچا خوگر بنادیا اوروہ صرف اور صرف اسلام ہی کے ہو کر رہ گئے۔اللہ تعالیٰ نے اول اول اس بہادر قوم کو امت مسلمہ میں شامل فرماکر حاکم(حکم دینے والی)قوم کی حیثیت سے دنیا کے افق پر نمودار فرمایا نہ کہ محکوم(حکم ماننے والی)قوم کی حیثیت سے!اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[آل عمران:۱۱۰]

"تم ایک بہترین امت ہو جسے لوگوں کی(رہنمائی)کے لیے وجود میں لایا گیا ہے۔تم معروف کا حکم دیتے ہو،بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

قرآن پاک کی اس آیت میں فرمایا:(خَيْرَ اُمَّةٍ)'بہترین امت' اور ایک جگہ امت مسلمہ کے بارے میں کہا گیا کہ ان کے اندر ایک گروہ ضرور ایسا ہونا چاہیے(اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ)'جو نیکی(خیر)کی طرف بلائے'۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ[الانفال:۲۴]

"مومنو!اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہو جب کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں جو تمہیں (جاوداں)زندگی بخشتا ہے اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اُس کے رُوبرو جمع کئے جاؤ گے"۔

مذکورہ بالا آیت کا سیاق و سباق اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہمارے لیے جہاد و قتال ہی حیاتِ آفرین ہے۔دراصل یہ اُمت'جہادی اُمت'ہے۔اِس اُمت کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اس چیز کی طرف لوگوں کو بلائیں جو زندگی بخشنے والی ہو۔جس کی طرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔جو چیز اُمت کو زندگی بخشنے والی ہے اس سے زیادہ بھلائی(خیر)اور کیا ہو سکتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ اُمت'جہادی اُمت'ہے اور اُمت کے لیے جہاد سے زیادہ خیر والی چیز اور کوئی نہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی سے یہی چیز عیاں ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کی تگ و تاز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دن میں شہ سوار اور رات میں ربِ کریم کے سامنے سربسجود ہوا کرتے تھے۔ان کے عناصر ترکیبی دنیا جہاں سے مختلف تھے۔شاعرِ مشرق نے کہا:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا قول تھا ویسی ہی ان کی زندگی تھی۔جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا گیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن

"آپ قرآن کا عملی نمونہ تھے"۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم دنیا میں اس طرح زندگی گزارو جیسا کہ ایک اجنبی رہ گزر مسافر ہو"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے سامنے اپنے قول کے مطابق عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہی میں فقیری کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت گھر میں چراغ جلانے کے لیے تیل تک نہیں تھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے مبارک میں اُس وقت بھی گیارہ تلواریں لٹکی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی فقر وفاقہ، جفاکشی اور مجاہدانہ جدوجہد پر مبنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیات مبارکہ ہمارے لیے نشانِ عظمت ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں کوئی قصر الحمراء تعمیر نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کا واحد تہذیبی و تمدنی مرکز مسجد نبوی مضبوط بنیادوں پر پکّی کرنا تو درکنار اس کی معمولی آرائش بھی نہیں کی۔ جو آج کی زبان میں بیک وقت کارہائے حکومت کے لیے ایوان صدر، وزیر اعظم ہاؤس، پارلیمنٹ، مہمان خانہ، تعلیم و تعلم کے لیے مدرسہ، نماز وجمعہ کے لیے مصلی و محراب اور مجرموں کے لیے قید خانہ ہوا کرتی تھی۔ اس اللہ کے گھر کا بھی ذرا نظارہ کیجیے اور نام نہاد مسلمانوں کے کسی ملک کی پارلیمان اور خود اپنے گھر سے بھی اس کا موازنہ کیجیے۔ شاید ترکیبِ قومِ رسولِ ہاشمیؐ سمجھ آجائے۔ اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں کی تھی، فرش کچّا تھا، بارش کے موسم میں چھت ٹپکتی تھی اور اس میں کیچڑ ہو جایا کرتا تھا جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا دھبہ لگ جایا کرتا تھا۔ حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بعض صحابہ کرام متمول بھی تھے، ان میں انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ بھی تھا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد کی آرائش وزیبائش اور تعمیر نو کے لیے کبھی نہیں اُبھارا بلکہ ایک مرتبہ انصارانِ مدینہ نے از خود مسجد کی تعمیر کے لیے بہت سے دینار جمع کیے اور وہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مسجد کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں اور اسے مزین بنانا چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے طرز سے ہٹنا نہیں چاہتا۔ میری مسجد کا چھپر ایسا ہو جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا تھا"۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ اور حضرت ابو درداءؓ دونوں مسجد کی پیمائش کر رہے تھے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کی مسجد کی تعمیر ملک شام کے طرز پر کرنا چاہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہرگز نہیں" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بس گھاس پھوس اور چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اور موسیٰؑ جیسا سائبان ہو"۔

اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: "موت اس سے بھی قریب ہے"۔ کسی نے پوچھا حضرت موسیٰؑ کا سائبان کیسا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب وہ کھڑے ہوتے تو ان کا سر چھت کو لگ جاتا" (حیات صحابہ از مولانا یوسف کاندھلویؒ)

دنیا سے متعلق فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تگ و تاز، ان کے رہن سہن اور تعمیرات کے سلسلے میں طرزِ عمل ترکیبِ قومِ رسولِ ہاشمیؐ کا پتہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی بعثت دنیا کی مادی ترقی و تعمیر کے لیے نہیں کی بلکہ انہیں صرف اپنی بندگی (اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ) "صرف وہ میری ہی بندگی کریں" اور اپنی حاکمیت قائم کرنے کے لیے مبعوث فرمایا۔ یہ اللہ کے بندوں کا کام نہیں کہ وہ بندگی اور حاکمیت کے قیام جیسے اعلیٰ وارفع کام چھوڑ کر زمین جوتتے پھیریں۔ یہ تو ان غلاموں کا کام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ وارفع غلامی منظور نہیں بلکہ انہیں صرف مادیّت کی غلامی پسند ہے۔ یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ابدی قانون ہے کہ جب انسان اپنے خالقِ حقیقی اللہ رب العالمین کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا رب، اپنا مالک اور اپنا رازق تصور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ اندھوں کی طرح بھٹکتا رہتا ہے۔ اب وہ انسان ہو کر انسان ہی کی غلامی میں ہر وہ کام سرانجام دیتا ہے جو اس سے اس کے جھوٹے آقاؤں کو مطلوب ہوتا ہے۔

یہ نوکری جسے آج مسلمان عزّت سمجھ کر کرتا ہے، یہ ٹیکنیکل کام وہنر جسے آج مسلمانوں کو نہ آنے سے مسلمان نالاں ہیں۔ یہ سب مسلمانوں کے شایانِ شان نہ ماضی میں تھا، نہ آج ہے اور نہ ہونا چاہیے۔ یہاں تک کہ مسلمان حربی سامان تیر، تلوار اور کمان بھی اپنے ہاتھ سے تیّار نہیں کرتے تھے بلکہ وہ یہ سامانِ حرب اپنے غلاموں سے تیار کرواتے تھے یا اپنی قوت بازو کے ذریعے مالِ غنائم کے طور پر حاصل کیا کرتے تھے۔

یہ حقیقت ہے، یہ کوئی موشگافیاں نہیں۔ افغان مجاہدین نے ملحد روس کے خلاف جنگ روسی افواج سے ہتھیار چھین کر ہی لڑی تھی۔ آج بھی مجاہدین انہی ہتھیاروں سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے لڑ رہے ہیں۔ نہ مجاہدین نے روس سے جنگ لڑنے کے لیے ہتھیاروں کی فیکٹری لگائی تھی اور نہ انھوں نے آج لگائی ہے۔ البتہ کفّار کے غلاموں نے کفر کے تحفظ کے لیے جیسے آج ان کی نوکری کو اپنایا ہے، اسی طرح اِن کے ایجنٹوں نے ہتھیاروں کی فیکٹریاں بھی لگائیں اور ایٹم بم بھی بنایا ہے لیکن اے رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکارو! جان رکھو یہ "اسلامی" بم تمہارا نہیں۔ ہاں یہ "اسلامی" بم اُس دن ان شاء اللہ العزیز تمہارا ہو جائے گا جس دن تمہیں قومِ رسول ہاشمی ہونے کا شعور آئے گا اور اپنے آپ کو پہچان لو گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے مطابق ہجرت و جہاد کو اپنا اُوڑھنا و بچھونا بنالو گے۔ جس طرح مجاہدین اپنی قوتِ بازو سے کفّار کے ہتھیار چھین کر مالِ غنیمت میں شامل کرتے ہیں۔ اس طرح تم بھی اپنے قوتِ بازو استعمال کر کے کفّار کے ایجنٹوں سے "اسلامی" بم چھین لو گے۔ (ان شاء اللہ)

آج مسلمان اپنے مقصد وجود ''ایک معبود حقیقی کی بندگی اور اس کی ربوبیت کے قیام'' کو چھوڑ کر، نجانے کن کن لاحاصل مقاصد کے حصول کے لیے در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ وہ ایک سجدے سمجھ کر ہزاروں سجدے کر رہے ہیں اور ذلّت و خواری اُٹھا رہے ہیں۔ اس بھنور سے نجات کا ایک ہی راستہ اور ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ دوبارہ اپنے حقیقی معبود کی طرف پلٹا جائے۔ شاعر مشرق نے کہا:

؎ وہ اِک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے........ہزار سجدوں سے دلاتا ہے آدمی کو نجات

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہجرت و جہاد کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو قائم فرمایا۔ بعد کے ادوار میں مسلم حکمران اور عوام، دنیا کے دام فریب میں آکر ترکیبِ قومِ رسولِ ہاشمی کے منہج سے روگردانی کر کے دنیاوی تعمیر و ترقی میں مگن ہوگئے۔ انھوں نے اندلس میں قصر الحمراء، قصر الزہراء، بغداد میں شاہی محل، دہلی میں لال قلعہ اور آگرہ میں تاج محل تعمیر کیا جو آج دنیا میں اذکار رفتہ ہیں، جہاں آج چمگادڑوں کا بسیرا ہے۔ جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر سے روکا تھا ان کے نام نہاد نام لیواؤں نے اپنی شان وشوکت کے لیے محلات بنانا شروع کر دیے پھر کیا تھا کہ مسلمانوں کو یہ دن بھی دیکھنا پڑا کہ ان پر چاروں طرف سے دشمن مسلط ہوگئے۔

ترکیبِ قومِ رسولِ ہاشمی کے خمیر میں دنیاوی تعلیم و ترقی نہ تھی۔ اس لیے کہ وہ تو مسافر ہیں ان کا مطمحِ نظر آخرت کی ابدی زندگی اور اس کی کامیابی ہے۔ جب کہ دنیاوی تعلیم و ترقی انسان کو اپنا مقصدِ حیات بھلا دیتی ہے اور اسے جمود کا شکار کر دیتی ہے اور بالآخر اُسے فنا کر دیتی ہے۔ آج مسلمان اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنے کی وجہ سے جمود کا شکار ہوئے ہیں۔ اسی لیے ان کے تالاب میں کوئی موج نہیں۔ یہ ایک عجیب و غریب حقیقت بھی ہے کہ بند تالاب میں پانی کا ذخیرہ زیادہ عرصہ تک صحیح سلامت نہیں رہتا ہے بلکہ اس میں کیڑے مکوڑوں اور حشرات الارض کا قبضہ ہو جاتا ہے اور پانی کا رنگ آہستہ آہستہ بگڑ جاتا ہے پھر اس میں تعفن اُٹھنے لگتا ہے۔ آج مسلم معاشرے کی حالت بعینہٖ یہی ہے۔ یہ آج جمود کا شکار ہے اور مسلم معاشرے کا رنگ صبغۃ اللہ کے رنگ سے بگڑا ہوا نظر آتا ہے اور تعفن اُٹھتا ہوا منظر پیش کر رہا ہے۔ آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں جھپٹ کر پلٹنے اور پلٹ کر جھپٹنے کی صفت مفقود ہو چکی ہے۔

مسلم معاشرے کو کفریہ تعلیم اور نظریہ نے تعفن زدہ کر دیا ہے۔ اس کفریہ تعلیم و نظریہ نے مسلم معاشرے کو اس قدر بے بہرہ کر دیا کہ حلال و حرام، سچ و جھوٹ، روشنی و اندھیرا اور سود و زیاں کی تمیز ختم کر دی، ایّام جاہلیت پھر سے نئے روپ میں در آئے ہیں۔ جس گمراہی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مٹانے آئے تھے وہی دوبارہ نئی سج دھج اور کرّ و فر کے ساتھ مسلم معاشرے میں نمودار ہو رہی ہے۔ آج گمراہی کے سیاہ اندھیرے مسلم معاشرے میں چھاگئے ہیں جیسے:

ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ يَكَدۡ يَرٰٮهَا

''اندھیرے ہی اندھیرے ہوں ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے''۔

ہمارے دانش وراس گھٹاٹوپ اندھیرے سے نکلنے کی سبیل وہی تعلیم و ترقی کی پرانی دوا نئے لیبل میں تجویز کرتے ہیں حالانکہ اسی تعلیم و ترقی نے مسلمانوں کو ان کے اپنے میدان عمل یعنی میدانِ جہاد سے کلاس روم کے بند کمرے میں لا کر بیٹھایا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی شان و شوکت اور ان کے قائم کردہ اندلس، بغداد اور دہلی کی بڑی بڑی سلطنتیں اور خلافتیں ایک ایک کر کے لٹتی گئیں بالآخر مسلمان جمود کا شکار ہو گئے اور گمراہی کی دلدل میں پھنس گئے۔

تعلیم و تعلّم کے لیے بند کمرے کا تصور دجّالی تصور ہے۔ یہ بند کمروں کا تصور اسلام میں کہاں سے آیا اور یہ کب رائج ہوا؟ اگر ہم تاریخ کے آئینے میں جھانک کر دیکھیں تو ہمیں بآسانی معلوم ہو جائے گا کہ جب سے ہم اپنا اصل کام ''جہاد'' چھوڑا، اُسی وقت سے بند کمرہ ہمارا مقدر بن چکا ہے۔ دراصل یہ بند کمروں کا تصور صلیبیوں اور صیہونیوں کا مرہونِ منت ہے۔ ان صلیبیوں اور صیہونیوں نے کمال ہوشیاری سے یہ تصوّر مسلمانوں میں رائج کیا۔ جب صلیبی لشکروں نے پے در پے مسلم مجاہد قائدین عماد الدین زنگیؒ، نور الدین زنگی شہیدؒ، اسد اللہ شیر کو، صلاح الدین ایوبیؒ اور ظاہر بیبرسؒ کے ہاتھوں شکست کھائی، آخری صلیبی جنگ میں صلیبیوں کا جنرل فرانسیسی بادشاہ لوئس گرفتار ہوا اور جب مسلمانوں نے اُسے فدیہ لے کر چھوڑ دیا تو اس نے کہا کہ

> ''تلوار اور ہتھیار کی طاقت سے مسلمانوں کو کبھی زیر نہیں کیا سکتا کیونکہ ان کا عقیدہ و ایمان بہت مضبوط ہے جو انہیں جہاد پر آمادہ کرتا ہے اور وہ دین کی خاطر ہر طرح کی قربانی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ اب ہم اپنے اس طریقہ کو بدلیں اور کوئی ایسا طریقہ اپنانے کی کوشش کریں جس سے ان کے عقیدۂ راسخہ پر زد آئے، ان کا ایمان کمزور اور متزلزل ہو جائے''۔

اس کے علاوہ اس نے اور کئی تجاویز پیش کیں ان میں ایک اہم تجویز یہ تھی کہ

> ''تحقیق و ریسرچ کے نام پر دینِ اسلام پر اعتراضات کیے جائیں اور مسلمانوں کو اپنے عقائد کے سلسلے میں شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیا جائے''۔

اس طرح صلیبی جنگ کا پانسا پلٹا، صلیبیوں نے نئی کروٹ لی اور مسلمانوں کو 'عسکری میدان' سے فکری میدان (بند کمروں) کی طرف دھکیل دیا حالانکہ صلیبیوں اور صیہونیوں نے اپنا عسکری میدان بالکل نہیں چھوڑا بلکہ وہ خفیہ تیّاری کرتے رہے۔ ساتھ ہی انہوں نے ''تحقیق و ریسرچ'' کے میدان میں مستشرقین کا ایک گروہ مسلمانوں کے

بالمقابل لا کھڑا کر دیا تاکہ مسلمانوں کو اُلجھا کر تحقیق در تحقیق کے دامِ فریب میں لایا جا سکے۔ سادہ لوح مسلمان، صلیبیوں کے چال میں آتے ہوئے اپنے حقیقی میدان 'میدانِ جہاد' کو چھوڑ کر تحقیق و ریسرچ کے نام پر تاحیات بند کمروں کے باسی ہو گئے۔ اب جہاد ان کے لغات میں ناپید نظر آنے لگا۔

آج دجّال نے تعلیم کو بہت سے خانوں میں تقسیم کر کے کسی ایک خانے میں جم کر بیٹھنے کا تصور دیا اور یہی باور کروایا کہ یہی تمہاری کل کائنات ہے۔ پندرہ بیس سال لگوا کر کسی ایک شعبہ میں تخصص کروانا دجّال کی دی ہوئی سوچ ہے۔ دجّال نے تخصص (اسپیشلائزیشن) کرنے والے متخصصین (اسپیشلسٹ) کو اپنے کیریئر کے چکّر میں ڈال دیا مگر یہ کیریئر بھی کیا خوب ہے! تین چار جگہ ہاتھ مارنے پر بمشکل روٹی میسّر آتی ہے!!!

دوسری طرف اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت معلم، شہہ سوار، اور قائد و حکمران تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہمارے لیے نمونہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہمہ وقتی تھی جو کچھ پڑھتے اور پڑھاتے تھے وہی میدانِ کارزار میں لاگو فرماتے تھے۔ مگر ہمارے علمائے کرام و فضلائے عظام قال اللہ و قال الرسول پڑھنے اور پڑھانے والے اور ہجرت و جہاد کے ابواب ازبر کرنے کے باوجود' دجّال کے بند کمرے والی سوچ کو اپنائے ہوئے 'ترکیبِ قومِ رسولِ ہاشمی' سے تجاہل عارفانہ برت رہے ہیں۔ چنانچہ جو کام وہ (دجّالی قوتیں) کر رہی ہیں وہی کام ہم بھی کر رہے ہیں۔ دجال نے تعلیم کو مختلف خانوں میں تقسیم کر کے تخصّص کے مختلف شعبے قائم کیے تو ہم نے بھی اس کی دیکھا دیکھی تخصّص کے بیسیوں مختلف شعبے قائم کر کے دجال کے قدم بقدم چلنے کا عندیہ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دو ہی شعبے جات میں منقسم تھی ایک قرآن کی نظری تعلیم اور دوسری سنت کی عسکری تعلیم۔

یہاں بیسیوں شعبہ جات کے تحت مفکر، محقق و اسلامی اسکالر وغیرہ تو تیار کیے جاتے ہیں مگر کوئی ایک مجاہد تیاّر نہیں کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ مفکرین و محققین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مجاہدین کی تیّاری ہو، جس طرح دجالی تعلیم کے تحت سائنس و ٹیکنالوجی میں تخصّص کرنے والے اپنے کیریئر میں لگے ہوئے ہیں تو ہم بھی ان ہی کے اداروں سے اسلامیات کے کسی ایک شعبے میں تخصّص کر کے اپنے کیریئر کے منحوس چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان فرق کیا رہا؟ شاید وہ جہاد کو دہشت گردی کہتے ہیں اور ہم اسے دہشت گردی نہیں کہتے بلکہ ہم اس میں تعبیر اور تاویل کر کے قلم و زبان تک لے آتے ہیں۔ وہ جہاد کو دہشت گردی کا نام دے کر ہزاروں لاکھوں صفحے سیاہ کر رہے ہیں۔ ہم ان کے اس الزام کی صاف صاف تردید کرنے کی بجائے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اُلٹا جہاد کے معنیٰ، "نری کوشش" اور کبھی "نفس کے خلاف جہاد ہی بڑا جہاد" تو کبھی "جہالت کے خلاف تعلیم کی شمع جلا کر جہاد" کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہوئے ہزاروں لاکھوں صفحے سیاہ کر رہے ہیں۔ ان ہزاروں صفحے سیاہ کرنے والے دونوں گروہوں کا دائرہ عمل وہی بند کمرہ ہے۔ چونکہ دجّال کے ایجنٹوں کے پاس دنیاوی وسائل زیادہ ہیں اس لیے وہ ان الزامات کا کام کرسیوں پر ایئر کنڈیشن کمروں میں بیٹھ کر کر رہے ہیں اور ہمارے پاس وسائل کم ہیں اس لیے ہم ذرا سادہ کمرے میں فرش پر بیٹھ کر کر رہے ہیں اور اس احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں کہ کاش ہمارے پاس بھی ایئر کنڈیشن کمرہ میسر ہوتا!!!

ترکیبِ قومِ رسولِ ہاشمی تو یہ تھی کہ مسلمانوں کے ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے ہاتھ میں تلوار اور ان دونوں کو لے کر ہجرت و جہاد کو اپنا اوڑھنا و بچھونا بنایا جاتا نہ کہ تعلیم و ترقی اور اس کے لیے بند کمرہ۔ شاعر مشرق نے کہا:

؎ نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
توشاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

صد افسوس ہم نے اس فرضیت کو فراموش کر دیا حالانکہ قرآن حدیث میں ہجرت و جہاد کی فرضیت اس قدر واضح ہے کہ جس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں۔ صرف قرآن پاک میں ہجرت و جہاد سے متعلق کم و بیش چار سو سے پانچ سو آیتیں ہیں۔ علمائے کرام جانتے ہیں کہ وہ آیتیں ہر طرح کے الفاظ یعنی صیغوں میں وارد ہوئے ہیں مثلاً صیغۂ امر و نہی، حاضر و غائب، معروف، صیغۂ فعل ماضی و مضارع، معروف و مجہول میں آئے ہیں۔ ان کے علاوہ ہجرت و جہاد کی احادیث کا شمار آٹھ سو سے ہزار تک کے درمیان ہے۔ قرآن پاک کے اس حکم باری تعالیٰ کے بموجب (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ) "تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں" تمام مسلمان بلا تفریقِ مسلک اور بِلا کسی موشگافیوں کے (ماشاء اللہ) روزے اور اعتکاف کا اہتمام کرتے ہیں مگر جہاد کے ساتھ المیہ یہ ہے کہ اسی قرآن پاک میں اسی لفظ "کُتِبَ" کے ساتھ جو روزے کی فرضیت کی آیت میں وارد ہے (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ) "تم پر قتال (جہاد) فرض کیا گیا" آیا ہے۔ اِس کے علاوہ (حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ) "مؤمنوں کو قتال (جہاد) پر اُبھارو" اور (قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ) "(مسلمانو) تم اللہ کی راہ میں قتال (جہاد) کرو" کا حکم صیغہ امر کے ساتھ ہونے کے باوجود نہ تو تمام مسلمانوں کو جہاد کے لیے اُبھارا جاتا ہے اور نہ ہی قتال فی سبیل اللہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کے علاوہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عملی نمونے بھی ہمارے سامنے ہیں اس کے باوجود ہمارے علما و مفکرین موشگافیاں کرتے ہیں کہ فلاں فلاں شرط پوری ہو گی تو جہاد ہو گا۔ ان کی ان موشگافیوں سے ایسا لگتا ہے کہ (معاذ اللہ) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہمارا فہم دین زیادہ ہے۔

(جاری ہے)

نظامِ پاکستان کے "اسلامی پہناوے"

مولوی احمد حنظلہ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ(البقرۃ:۴۲)

اور حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ مت کرو اور جانتے بوجھتے ہوئے حق کو نہ چھپاؤ۔

"پیغامِ پاکستان" کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ فتنۂ وطنیت و جمہوریت تاریخ اسلام کے ان چند فتنوں میں سے ہے جس کے تھپیڑوں نے امت مسلمہ کے وجود پر دیرپا اثرات چھوڑے ہیں۔

یہ ایسے تاریک فتنے ہیں جہاں صرف علم کی شمعیں کافی نہیں بلکہ نورِ نبوت سے ہی راہ حق کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ فتنہ جمہوریت 'اللہ کے مقابلہ میں اس نظام کو معبود بنانے کا فتنہ ہے! قانون سازی کا حق اللہ تبارک وتعالیٰ سے لے کر اس نظام کو دے دینے کا فتنہ ہے! اللہ کے قوانین کو منظور ہونے کے لیے غیر اللہ کا محتاج بنانا، مسلمان کو اللہ کی عبادت سے نکال کر غیر اللہ کی عبادت میں اس طرح داخل کر دینا کہ اُسے معلوم نہ ہی پڑے۔ یہ موج در موج اُمڈتا فتنہ ہے کہ جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا، کوئی دلیل سمجھ میں نہیں آتی اور جس کا کفر سے بھرا وجود 'سراپا بے ضرر اور اسلام سے غیر متصادم نظر آتا ہے۔

سو اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ جمہوریت صرف ایک فتنہ نہیں بلکہ فتنوں کو جنم دینے والی ایسی متعدی بیماری ہے جو امت مسلمہ کے وجود سے کچھ اس طرح چمٹی ہے جیسے جونک 'جسم سے چمٹ جایا کرتی ہے۔

چونکہ "پیغامِ پاکستان" میں عوام کو گمراہ کرنے کے واسطے "اسلامی اور جمہوری" کی اصطلاح کو اکٹھا بیان کیا گیا ہے تاکہ لوگو کو یہ باور کروایا جا سکے کہ اسلام اور جمہوریت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ اس دھوکے سے عوام الناس کو نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ جمہوریت اور اسلام کی الگ الگ تعریف بیان کر دی جائے تاکہ عوام کو بتایا جا سکے کہ اسلام اور جمہوریت 'دو الگ الگ دین ہیں۔ یہ کبھی بھی ایک نہیں ہو سکتے چاہے درباری علماء 'جمہوریت کو کتنی ہی بار کلمہ پڑھا دیں! جمہوریت ایک الگ دین اور ایک الگ نظام ہی رہے گا! وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتی!

جمہوریت کیا ہے؟

چونکہ یہ ایک اصطلاح ہے جس کو خاص معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا اصطلاح کا اصول ہے کہ اس کی وہی تعریف معتبر ہوگی جو اس کو وضع کرنے والوں نے بیان کی ہے۔

جمہوریت کے معنی:

جمہوریت کے معنی عوام کی حاکمیت کے ہیں۔

Democracy: Free and equal representation of people.

A government in which the supreme power is vested in the people and exercised by them directly or indirectly through a system of representation use involving periodically: A system of government based on the principle of majority decision-making.

"جمہوریت: عوام کی مساوی اور آزادانہ نمائندگی

ایک ایسا نظام حکومت جس میں حاکمیت اعلیٰ عوام کو تفویض کی گئی ہو اور ان کی طرف سے براہ راست یا بالواسطہ طور پر نمائندگی کے نظام کے ذریعہ مختلف ادوار کے لیے استعمال ہوتی ہو۔

ایسا نظام حکومت جس میں فیصلہ سازی کے لیے اکثریتی اصول کار فرما ہو"۔

جمہوریت: لوگوں کی آزادی اور مساوی نمائندگی۔

ایک ایسا نظام حکومت جس میں حاکمیت اعلیٰ عوام کے پاس ہوتی ہے اور عوام ہی بالواسطہ یا بلا واسطہ حکومت چلاتے ہیں۔ نظام میں عوام کی نمائندگی ہوتی ہے جو بالعموم ہر کچھ عرصے بعد آزاد انتخابات کے ذریعے نمائندے کا انتخاب کر کے کی جاتی ہے۔

جمہوری نظام حکومت: ایک ایسا نظام حکومت جو اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ سازی کے اصولوں پر قائم ہو۔

ایک ایسا نظام جس میں حاکمیت اعلیٰ اللہ کے بجائے عوام کی ملکیت ہو(نعوذ باللہ)۔ اور حکومت عوام کے ذریعے قائم کی جائے۔ ایک عالم اور ایک جاہل ایک فاسق اور ایک پابند شرع کی رائے برابر ہو۔ ایک ایسی حکومت جس میں نظام زندگی کی استواری عقل انسانی کے ماتحت ہو، اس میں وحی کا کوئی عمل دخل سرے سے نہ ہو۔ جس چیز کو انسانی عقل وخواہش نفع قرار دے دے وہ (قانونی) نفع ہے اور جسے انسانی عقل وخواہش نقصان قرار دے وہ (غیر قانونی) یعنی حرام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وحی (قران وحدیث) کبھی اس عقل یا خواہش کے موافق ہو جائے لیکن اس نظام میں (قرآن وحدیث) [نعوذ باللہ] اس وجہ سے قابل عمل نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے بلکہ اگر انسانوں کی اکثریت نے اِنہیں اس قابل سمجھا کہ ان پر عمل کیا جا سکتا ہے تو پھر اِنہیں قانون بنایا جا سکتا ہے۔

چنانچہ جمہوریت کی تعریف یہ ثابت کرتی ہے کہ اس نظام میں انسانی عقل اور خواہشات کو قرآن وسنت (وحی) پر بھی بالادستی ہوگی۔

کیا جمہوریت اور اسلام ایک چیز ہیں؟

جمہوریت کو اسلام کہنے والوں کے دلائل:

الف: بعض لوگ جمہوریت کو اس دلیل کی بنا پر عین اسلام کہتے ہیں کہ اسلام بھی شخصی آزادی کا قائل اور جمہوریت بھی۔ لہٰذا جمہوریت ہی اسلام اور اسلام ہی جمہوریت ہے۔

ب: یہ کہتے ہیں کہ چونکہ شریعت بھی شورائی نظام کے تحت خلیفہ کا انتخاب کرتی ہے اور جمہوریت بھی اسی کی قائل ہے، لہٰذا دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

اس نظام شامل میں ایک طبقہ وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ اگر ملک کا آئین اسلامی ہو تو جمہوری نظام میں شریک ہونا کوئی گناہ نہیں۔ جیسا کے "پیغام پاکستان" میں درج ہے کہ سب سے پہلے قرارداد مقاصد کے ذریعے جس کی روسے آئین پاکستان میں یہ لکھ دیا گیا ہے کے حاکم اعلیٰ اللہ کی ذات ہے اور ریاست پاکستان اس بات کی پابند ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کردہ اس اختیار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کی پابند ہوگی۔ کیا آئین میں صرف یہ لکھ دینے سے کے اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ ہے، آئین اسلامی ہو جاتا ہے؟ اور عمل بالکل اس کے برعکس ہو کون نہیں جانتا کہ اس ملک میں کتنے قوانین اسلامی ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اسی آئین کے تحت ہی اللہ کے احکامات سے کھلی بغاوت میں ۷۰ سال گزارے جاچکے ہیں!

کیا جمہوریت کفر ہے؟

جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ جمہوریت ایک اصطلاحی لفظ (Terminology) ہے۔ لہٰذا اس کی وہی تعریف معتبر ہوگی جو اس اصطلاح کو بنانے والوں نے کی ہے۔ اگر کوئی اپنی جانب سے اس کی من مانی تعریف کرتا ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اصطلاح کے صرف اسی معانی کا اعتبار کیا جاتا ہے جس معانی و مفہوم کے لیے اس کو بنایا جاتا ہے۔ لہٰذا لفظ "جمہوریت" جب بھی بولا جائے اس کے وہی معانی مراد ہوں گے جو وضع کرنے والوں نے بیان کیے ہیں، جن کا ذکر سطورِ بالا میں گزر چکا ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ ہم یہاں "اسلامی جمہوریت" نامی کسی فرضی تصور پر بات نہیں کررہے کہ جو جمہوریت میں شریک بعض دینی حضرات کے بقول انہوں نے اقتدار میں آکر نافذ کرنا ہے۔ اس لیے کہ ۷۰ سال سے یہ فرضی تصور بس کتابوں تک ہی محدود ہے اور تاحال دنیا میں کہیں ظہور پذیر نہیں ہوا۔ جمہوریت کو اسلامی بنانا اسی طرح ناممکن ہے جیسے بت خانے کو اسلامی بت خانے اور شراب خانے کو اسلامی شراب خانے میں تبدیل کرنا۔ ہم یہاں موجودہ جمہوری نظام پر بات کررہے ہیں جو ۷۰ سال سے عملاً نافذ ہے اور جس میں یہ دینی جماعتیں بھی شریک ہیں۔ بلاشبہ ملک میں بالفعل قائم و موجود یہ جمہوریت انہی معانی و مفاہیم کی حامل جمہوریت ہے جو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں۔

جمہوری نظام بنانے والوں نے عام مسلمانوں کو زیادہ دھوکہ ان اصطلاحات کے ذریعے دیا ہے جو انہوں نے اس کے لیے وضع کی ہیں اور وہ انتہائی مکاری کے ساتھ ان کو استعمال کرتے ہیں۔ اگر کوئی بھی مسلمان ان اصطلاحات کے معنیٰ و مفہوم کو سمجھ لے تو اس پر اس جمہوریت کی حقیقت سورج کی طرح روشن ہو جائے گی۔

آئین بمعنیٰ شریعت:

اسلام میں لفظ "شریعت" جس معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے جمہوریت میں یہی معنی لفظ "آئین" کے ہیں۔ مثلاً جیسے ہم یہ کہتے ہیں کے یہ کام شریعت کے مطابق ہے اور یہ شریعت کے خلاف ہے۔ اسی طرح جمہوریت میں یوں کہا جاتا ہے کہ فلاں کام آئین کے مطابق اور فلاں آئین کے خلاف ہے۔ یعنی یہ آئینی ہے اور یہ غیر آئینی۔ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا انکار کرنے والا شریعت سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کی سزا موت ہے، اسی طرح جمہوریت کی شریعت (آئین) کا منکر بھی اس شریعت کا باغی کہلاتا ہے اگر توبہ نہ کرے تو بھارت میں اس کی سزا وہ ہے جو کشمیری مسلمانوں کو دی جارہی ہے۔ جب کہ پاکستان میں اس کی سزا وہ ہے جو اہل سوات، قبائلی مسلمانوں اور جامعہ حفصہ کی طالبات کو دی گئی۔

نظریہ بمعنیٰ عقیدہ:

جمہوریت میں لفظ "نظریہ" اسی معنیٰ میں بولا جاتا ہے جس معنی میں شریعت میں لفظ "عقیدہ" بولا جاتا ہے۔ چنانچہ جمہوری لوگوں میں سے جب کوئی یہ کہے کہ ہمارا یہ نظریہ ہے تو اس کے معنی یہ ہیں وہ یہ کہہ رہا ہے کہ "ہمارا یہ عقیدہ ہے!"۔

قانونی بمعنیٰ حلال:

جس طرح شریعت محمدی علی صاحبھا السلام میں "حلال" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، اسی طرح شریعتِ جمہوریت میں "قانونی" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ شریعتِ جمہوریت میں سود لینا دینا قانونی (حلال) ہے، نعوذباللہ۔

غیر قانونی بمعنیٰ حرام:

شادی شدہ زانی یا زانیہ کو گواہ ہونے کے باوجود سنگسار کرنا "غیر قانونی" ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جمہوریت کی شریعت میں ایسا کرنا "حرام" ہے۔

ڈیوٹی بمعنیٰ فرض:

جمہوریت کی شریعت میں جب "ڈیوٹی" کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ کام انجام دینا اس پر فرض ہے۔ اس فرض کی ادائیگی کو "عبادت" بھی کہا جاتا ہے اور اگر وہ ڈیوٹی میں کوتاہی کرے تو سزا کا مستحق ٹھرتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی شریعت میں اس مفہوم کے لیے "فرض" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی کسی بات کو اپنے اوپر اس طرح لازم سمجھنا اس کے کرنے سے ثواب اور نہ کرنے سے گناہ یا عذاب وعقاب ملنے کا عقیدہ رکھنا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

آزمائشیں اور قید و بند.........ربّانی سنت ہیں!

شیخ احمد الحمدان حفظہ اللہ

ہم نے یہ مضمون اپنے بھائیوں اور جہاد فی سبیل اللہ کے راستے پر چلنے والوں کی توجہ آزمائشوں کی جانب مبذول کرانے کی خاطر قلمبند کیا ہے، یہاں تک کہ اللہ جلِ شانہٗ کا حکم آ پہنچے اور انہیں قید و بند کی آزمائش گھیر لے۔ اور وہ یہ جان لیں کہ ان کی آزمائش کوئی نئی نہیں ہے اور نہ ہی انکا یہ مغالطہ درست ہے کہ اسیری، راہِ حق کا کوئی خاص ثبوت نہیں۔ مضمون کا مقصد یہ بھی ہے کہ وہ جان لیں کہ یہ راستہ انبیاء و صالحین کا ہے۔ اگر کوئی شخص قید کیا گیا ہے تو اس سے پہلے انبیاء کرام بھی قید کیے گئے تھے۔ اور ہمارے دور کا کوئی ایک شخص بھی انبیاء کرام سے زیادہ اللہ کا مقرب بندہ نہیں ہے۔

ورقہ بن نوفل نے جبریل کی آمد کا واقعہ سن کر رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم کو اسی مستقل نبوی خصوصیت سے آگاہ کیا کہ تمام انبیاء اور اہلِ حق کو ان دشمنیوں سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔

”جب بھی کوئی نبی و رسول وہ پیغام لے کر آیا جسے لے کر آپ آئے ہیں تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی“۔(صحیحین)

مسلمانوں کا کفار و مشرکین کی دشمنی کا سامنا کرنا، ایک سنتِ الٰہیہ ہے۔ جو ہرگز بھی تبدیل نہیں ہوتی۔ اور کفار کے لیے سب سے اہم ھدف یعنی مسلمانوں کو کفر و شرک میں لے جانے کے لیے نہایت گھناؤنے اور تکلیف دہ طریقے استعمال کرنے میں کچھ بھی مانع نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ جلِ شانہٗ نے فرمادیا،

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا (البقرۃ ۲۱۷)

”یہ لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہوسکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کردیں“۔

سید قطب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ اللہ العلیم کی طرف سے رحمت ہے کہ اس نے ہمیں دشمنوں کی بدباطنی پر مُصر رہنے کی خبر دے دی ہے اور دشمنانِ اسلام کے اس مستقل ہدف کی وضاحت کر کے مسلمانوں کے عقیدے کی جانچ پڑتال بھی کرلی۔ دشمنانِ اسلام کا یہی وہ مستقل ہدف ہے جس کا سامنا تمام مسلم دنیا اور آنے والی تمام مسلم نسلوں کو کرنا ہے۔ مسلمانوں کو قتل کرنے کے ذرائع اور طریقے تو مختلف ہوسکتے ہیں، لیکن مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کا ہدف ایک مستقل ہدف ہے“۔(قرآن کے سائے میں، صفحہ ۲۲۷-۲۲۸)

مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کا ایک طریقہ قید و بند اور جیل ہے:

اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جیل اور قید و بند ایک ایسی آزمائش ہے جس میں ایک نبی حضرت یوسف علیہ السلام بھی آزمائے گئے۔ سورہ یوسف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ (یوسف:۳۵)

”پھر ان تمام نشانیوں کے دیکھ لینے کے بعد بھی انہیں یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ یوسف کو کچھ مدت کے لیے قید خانہ میں رکھیں“۔

ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”یوسف علیہ السلام کی پاکبازی عیاں ہونے کے بعد بھی انہوں نے کچھ مدت کے لیے حضرت یوسف کو قید کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ لوگ اس پر زیادہ گفتگو نہ کریں اور عزیز مصر کی بیوی بے قصور رہے اور لوگ یہی سمجھیں کہ یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی کو بہلایا پھسلایا تھا اور اسی وجہ سے ان کو قید میں ڈالا گیا۔ پس انہوں نے ظلم و عداوت کے باعث یوسف علیہ السلام کو قید میں ڈالا“۔(قصص الانبیاء: ص ۲۲۷)

اور ظلم کی بناپر یوسف علیہ السلام کو جیل میں ڈالنا، ان کے خلاف کذب بیانی اور لوگوں کی نظر میں ان کا کردار مشکوک بنانا ہی کافی نہیں تھا، بلکہ مفسرین نے قرآن کے ان الفاظ حَتّٰى حِيْنٍ کی تفسیر میں بیان کیا ہے:

”یہ مدت غیر معینہ تھی“۔(النقاط والعیون للماوردی ۳/۳۵)

یعنی کسی عدالتی فیصلے کے بغیر جیسے کہ ہمارے موجودہ دور میں ہوتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے کوئی ایک بھی ثالث نہیں تھا جو ان کی رہائی کے لیے کچھ کرے؛ یعنی تمام راستے مسدود ہیں!

تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا طرز عمل اختیار کیا؟!

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے وہ الفاظ قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں جو یوسف علیہ السلام نے اپنی ساتھی قیدیوں دعوت توحید دیتے ہوئے کہے تھے:

اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (یوسف ۳۷)

”میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں“۔

وَ اتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِکَ بِاللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ عَلَیۡنَا وَ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ (یوسف:۳۸)

"میں اپنے باپ دادا کے دین کا پابند ہوں، یعنی ابراہیم واسحاق اور یعقوب کے دین کا، ہمیں ہرگز یہ سزاوار نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں، ہم پر اور تمام اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے، لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں"۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ (یوسف: ۳۹)

"اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟"

مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّیۡتُمُوۡہَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ بِہَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (یوسف:۴۰)

"اس کے سوا تم جن کی پوجاپاٹ کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہی گھڑ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی دین درست ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"۔

پھر یوسف علیہ السلام نے کہا:

وَ قَالَ لِلَّذِیۡ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنۡہُمَا اذۡکُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّکَ (یوسف:۴۲)

"اور جس کی نسبت یوسف کا گمان تھا کہ ان دونوں میں سے یہ چھوٹ جائے گا اس سے کہا کہ اپنے بادشاہ سے میرا ذکر بھی کر دینا"۔

اللہ کے نبی کی سنت جانتے ہوئے بھی ہم نے پہلے جن باتوں کا ذکر کیا:

- ظلم
- ان کا کردار مسخ کیا گیا
- ان کی اسیری غیر معینہ مدت کے لیے تھی۔

اس سب کے باوجود یوسف علیہ السلام نے اپنے ذاتی مسئلہ پر توحید اور کافروں سے برأت کے معاملے کو ترجیح دی۔

اسی طرح، اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کو دو باتوں کا علم تھا جو قید میں ان کی ثابت قدمی اور انکے وقار کی بھی وجہ بنا۔ جیسا کہ سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:

اِنَّہٗ مَنۡ یَّتَّقِ وَ یَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (یوسف:۹۰)

"بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا"۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"انہوں نے اپنے تقویٰ اور صبر کے ذریعے سے رہائی اور مقام و مرتبہ حاصل کیا"۔(تفسیر الکبیر ۵/۵۸)

یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام بادشاہ کے وزیر بنا دیئے گئے:

وَ قَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِہٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡہُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ (یوسف:۵۴)

"بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنے خاص کاموں کے لیے مقرر کر لوں، پھر جب اس سے بات چیت کی تو کہنے لگا کہ آپ ہمارے ہاں آج سے ذی عزت اور امانت دار ہیں"۔

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو اپنی قوم میں اعلیٰ ترین منصب پر فائز کیا جو طبقہ اشرافیہ سمجھا جاتا ہے"۔(قصص الانبیاء، ص ۲۳۳)

اور اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ قید و بند اور جیل، مختلف انواع کی ابتلاء و آزمائشوں میں سے ہے، جن میں مخلوق کے سب سے بہترین افراد یعنی انبیاء بھی مبتلا کیے جاسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِیُثۡبِتُوۡکَ اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ اَوۡ یُخۡرِجُوۡکَ (الانفال: ۳۰)

"اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے! جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر لیں، یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں"۔

علماء کرام نے لِیُثۡبِتُوۡکَ کی تفسیر "آپ کو قید کریں، حراست میں لے لیں" بیان کی ہے۔

ابن عباس اور مجاہد رحمہما اللہ نے اس کی تفسیر بیان کی ہے:

"آپ کو بیڑیاں ڈال کر قید کریں"۔

اور عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”آپ کو جیل میں قید کریں“۔

السدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

لِیُثْبِتُوا یعنی جیل میں قید کرنا اور بیڑیاں ڈال دینا(تفسیر قُرطبی، کتاب ۱۳، ص ۴۹۲،۴۹۱)

چنانچہ ہجرت مدینہ سے پہلے، قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کرتے ہوئے ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سے نکلنے کا فیصلہ کیا۔ پھر قریش نے ان دو اشخاص یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اَبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کے دوسرے طریقے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ پس انہوں نے مکہ کے تمام داخلی راستوں پر سخت اور مسلح پہرے بٹھا دیے اور دونوں اَشخاص کو زندہ یا مردہ پکڑنے پر بھاری انعام کی شرط رکھی یعنی ۱۰۰ اونٹ فی کس جو بندہ بھی شرط پوری کرے گا۔(الرحیق المختوم، ص ۱۶۵)

اسی طرح جو بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے راستے پر چلے گا تو اسے انہی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑے گا جس سے انبیاء آزمائے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انبیاء و رسل پر، پھر جو ان کے بعد مرتبہ میں ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں، بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، اگر بندہ اپنے دین میں سخت ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں نرم ہوتا ہے تو اس کے دین کے مطابق مصیبت بھی ہوتی ہے، پھر مصیبت بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے، یہاں تک کہ بندہ روئے زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا“۔(الترمذی ۲۳۹۸)

چنانچہ مسلم امت کے سب سے بہترین اَصحاب، اَصحاب الرسول رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تشدد اور قید و بند کی سخت آزمائشوں سے گزارے گئے ہیں۔ اسی کی ایک مثال حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ ہیں، جنہیں قریش بدترین تشدد کا نشانہ بناتے تھے۔

”قریش کے لوگ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تپتی دوپہر میں ریت پر لٹایا کرتے تھے جب ریت آگ جیسی گرم ہوتی تھی، انہیں بے لباس کر کے ان کو گرم سلگتی کنکریوں پر پھینک دیتے تھے اور اوپر سے چند آدمی بھڑکتے جلتے پتھر بلال رضی اللہ عنہ کے سینے اور جسم پر رکھتے تھے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ پر یہ وحشیانہ تشدد روزانہ کیا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کی تکلیف اور توحید پر ثبات دیکھ کر ان پر تشدد کرنے والوں کے دل نرم پڑ گئے۔ بالآخر انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اگر بلال رضی اللہ عنہ ان کے بتوں کے بارے میں ایک لفظ بھی اچھائی کا کہہ دیتے تو قریش کبھی بھی اپنے اس غلام کی ثابت قدمی اور صبر کے آگے اپنے ظلم و ستم سے پسپائی اختیار نہ کرتے۔ بتوں کے حق میں صرف ایک کلمہ بولنے پر، بلال رضی اللہ عنہ خود کو بچا سکتے تھے، اپنا ایمان ضائع کیے بغیر، اپنا عقیدہ چھوڑے بغیر۔ لیکن بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے باطل کے حق میں ایک لفظ بولنے سے بھی انکار کیا! بلکہ اس کی جگہ ”احد احد“ پکارتے رہے۔(اَصحاب الرسول از خالد محمد خالد، ص ۱۰۸،۱۰۷)

اتنے شدید تشدد کے بعد بھی بلال رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے:

”اللہ کی قسم! اَحد کے لفظ سے بڑھ کر بھی اگر کوئی لفظ تمہیں اشتعال دلاتا تو ضرور میں وہ بولتا“۔(تفسیر ابن کثیر)

پس اس ثابت قدمی کے کیا نتائج نکلے اور کس کے حق میں؟! مکہ کے مضافات میں تشدد کا نشانہ بننے والے بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے قلب میں بیت اللہ کے مؤذن بنائے گئے اور قریش کے اعلیٰ زعما میں شامل ہوئے اور جو اُن پر ظلم و ستم ڈھاتے تھے، وہ تاریخ کے کوڑے دان میں گم ہو کر رہ گئے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

”کراچی سے خیبر تک ہر وہ مجاہد جسے تم گرفتار کرتے ہو، شہید کر کے اس کی لاش پھینک دیتے ہو یا اپنی عدالتوں سے پھانسی پر لٹکاتے ہو... ان میں سے ہر ایک کی زندگی کھلی اور روشن کتاب ہے، ان کی گزری زندگی شہادت دیتی ہے کہ یہ نوجوان تمہاری طرح قوم کے دشمن اور عوام کے لٹیرے نہیں تھے، یہ خود غرض اور لالچی نہیں تھے... بلکہ ہر ایک کا کردار روشن مینار ہے۔ ہر ایک محبت و اخوت، خیر خواہی و ہمدردی اور دینداری و للّٰہیت کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ گلی کوچے، رشتہ داروں اور شناساؤں میں ان عظیم نوجوانوں کا عظیم کردار زندہ رہتا ہے۔ ان کا تقابل جب تمہاری فوج، خود غرض حکمرانوں اور امریکی غلام بد عنوان جرنیلوں سے کیا جاتا ہے تو لامحالہ اقبال کے یہ شاہین دلوں کے حکمران بن جاتے ہیں“۔

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

میدان پکارتے ہیں!

نعمان حجازی

خلافت عثمانیہ کے سقوط کو ایک صدی ہونے کو آئی ہے۔ یہ صدی اپنے اندر بڑی انفرادیت رکھتی ہے کیونکہ اس ایک صدی میں وہ کچھ ہو گیا جو کبھی کئی صدیوں میں رونما ہوا کرتا تھا۔ اس صدی نے ہزار سالہ خلافت کا شیرازہ بکھرتے دیکھا اور ساتھ ہی قبلہ اوّل بیت المقدس کو کفّار کے قبضے میں جاتے دیکھا۔ پھر مسلم خطوں کو نام نہاد مسلمان فوجیوں کی مدد سے کفار کے درمیان کیک کے ٹکڑوں کی طرح بٹتے بھی دیکھا۔ پھر انہی کفار کے آلہ کاروں کو ان چھوٹے چھوٹے مسلم ٹکڑوں کے سیاہ و سفید کا مالک بھی بنتے دیکھا۔ اور ان نام نہاد مسلم فوجوں کو جنہوں نے اس امت کو ٹکڑے ٹکڑے کیا انہی مسلم خطوں کا پاسبان و نگہبان کہلاتے بھی دیکھا۔

اسی ایک صدی نے بڑی بڑی عرب ریاستوں کو چیونٹی جتنے اسرائیل کے ہاتھوں پٹتے بھی دیکھا اور جزیرۃ العرب اور ہمارے مقدسات میں کافر فوجوں کو رعونت کے ساتھ چڑھتے دیکھا۔ اس صدی نے امت کے وسائل کو کافروں کے ہاتھ مفت بٹتے دیکھا اور عراق میں بھوک اور بیماری سے دس لاکھ بچوں کو مرتے بھی دیکھا۔

جہاں یہ صدی عالم کفر کے ان مظالم پر شاہد ہے وہیں اس صدی نے مسلمانوں کو کافروں کا ذہنی غلام بنتے اور ان کے کفریہ افکار کو مسلم خطوں میں پنپتے بھی دیکھا۔ یہ صدی اس شرمناک امر کی بھی شاہد ہے کہ کیسے اسلام کے نام لیواؤں نے دعوت و جہاد کا نبوی طریقہ چھوڑ کر کفریہ نظام جمہوریت کو عین اسلامی نظام قرار دیا۔ اسی صدی کے دامن پر ایک سیاہ دھبہ یہ بھی ہے کہ اس نے مسلم امت کو اپنی تہذیب و تمدن پس پشت ڈال کر کفریہ تہذیب و تمدن کو اپناتے، اور سیکولرازم اور ماڈرن ازم کے نام پر الحاد کی کھائیوں میں برضا و رغبت گرتے بھی دیکھا۔

لیکن جہاں اس صدی نے اتنے مظالم اور مسلمانوں کی شرمناک پستی اور غلامی دیکھی، وہیں اسی ایک صدی نے چند ابطالِ امت کے ہاتھوں سرخ ریچھ کو مرتے بھی دیکھا۔ اور پیش قدمی کا منشور رکھنے والوں کو اپنی بل میں سکڑتے دیکھا۔ اور پھر گیارہ ستمبر کے عظیم معرکوں کی صورت میں دنیا کی تاریخ اور نقشے کو بدلتے بھی دیکھا۔

یہ صدی شاہد ہے کہ کیسے ان عظیم معرکوں کی بدولت کافر ممالک اور ان کے مرتد حواریوں کا غرور خاک میں مل گیا۔ وہ کہ جنہیں اپنی طاقت اور بے پناہ وسائل پر ناز تھا اسی صدی نے انہیں معاشی بحرانوں کی دلدلوں میں گردن تک دھنستے بھی دیکھا۔ اور پھر جب ان مغربی کافر طاقتوں کو اپنی جان کے لالے پڑے اور ان کی گرفت مسلم خطوں پر کمزور پڑنے لگی تو پھر اسی ایک صدی نے ان خطوں میں انقلابات کو ابھرتے اور پھر بپھرتے بھی دیکھا۔

کم و بیش تین دہائیاں قبل جب چند سرفروشانِ اسلام نے کفر کے سرداروں کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا تھا اس وقت محاذ صرف افغانستان تک محدود تھا، جبکہ آج انہیں شہ سواروں کی بے پناہ قربانیوں کی برکت سے یہ جہاد افغانستان کے کوہساروں سے نکل کر شیشان، عراق، پاکستان، صومالیہ، الجزائر، یمن، جزیرۃ العرب، فلسطین، فلپائن اور اب شام، تیونس، لیبیا، مصر، مالی اور نائیجیریا تک پھیل چکا ہے۔

اگر پچھلے تیس سالوں سے مسلم امت میں آنے والی اس تبدیلی کی لہر کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آئے گی کہ مسلم امت کو کفار کی غلامی سے نکال کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے راستے پر ڈالنے کا اصل سہرا امت کے مجاہد بیٹوں ہی کے سر جاتا ہے جنہوں نے اپنے مال، جان، والدین، اولاد غرض ہر ایک چیز کو جو ان کا آج تھا، اس امت کے کل پر قربان کر دیا۔

کل سوویت یونین کا شیرازہ بکھیرنے والے بھی یہی مجاہدین تھے، ۱۱ ستمبر کے عظیم معرکوں کے ذریعے کفر کی بنیادوں تک کو ہلا دینے والے بھی نوجوانانِ امت ہی تھے اور آج پورے عرب میں کفار کے آلہ کار حکمرانوں کے خلاف انقلاب برپا کرنے والے بھی یہی نوجوان ہیں۔

انہی نوجوانانِ امت کی قربانیوں کی بدولت اللہ کے فضل و کرم سے آج کوئی مسلم خطہ ایسا نہیں جہاں جہاد پھل پھول نہ رہا ہو۔ امت کے ان چنیدہ نوجوانوں نے جہاد کو اس مقام تک پہنچا دیا، لیکن آج بھی مسلم نوجوانوں کی اکثریت اپنی ذمہ داریوں سے بے پرواہ ہے۔ اسی لیے جہاد قحط الرجال کا شکار ہے اور نوجوانانِ امت سے ان کی بے اعتنائی اور بے رغبتی کا شکوہ کر رہا ہے۔

اُدھر برما، تھائی لینڈ، آسام اور مشرقی ترکستان (سنکیانگ) کے وہ مسلمان بھی چیخ چیخ کر امت کو دہائی دے رہے ہیں جنہیں ہزاروں کی تعداد میں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ آج اگر برما، تھائی لینڈ اور آسام میں ہزاروں مسلمان کٹ رہے ہیں، آج اگر مشرقی ترکستان میں چین مظالم کی انتہا کر رہا ہے تو اس کی ایک بہت بڑی ذمہ داری اس امت کے ان نوجوانوں پر آتی ہے جو ساری امت کو بھول کر اور اپنی ذمہ داریوں کو بھلا کر دنیا کی

رنگینیوں میں مگن ہیں اور انہیں سوائے اپنی دنیا بنانے، مال کمانے، اور دنیا میں عیش کرنے کے کسی چیز کی پرواہ نہیں۔

ان نوجوانوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ آج اگر وہ مظلوموں کی آہ و بکا پر کان نہیں دھر رہے اور ان کی مدد کے لیے نہیں اٹھ رہے تو وہ اس بھول میں نہ رہیں کہ یہ وقت ان پر کبھی نہیں آئے گا۔ اگر آج انہوں نے کفر کا ہاتھ نہ روکا تو یاد رکھیں کل یہ ہاتھ خود ان پر پڑ سکتا ہے۔

سوائے نوجوانانِ امت!

آیئے اور کفر کے سرداروں کے خلاف سجے ان محاذوں کا رخ کیجیے۔ کل تک تو محاذ صرف ایک علاقے تک محدود تھا، کل تک تو کوئی یہ کہہ بھی سکتا تھا کہ وہ محاذ تک پہنچنے کا راستہ نہیں پاتا۔ لیکن آج محاذ آپ کے گھر تک پہنچ چکا ہے۔ اسلام نصرت کے حصول کے لیے آپ کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ اس کی دستک پر لبیک کہنا اور غلبہ اسلام اور شریعت کی حکمرانی کی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کرنا آپ کا اولین فریضہ ہے۔

اے نوجوانانِ امت!

اگر آپ محاذوں کی جانب راستہ جاننا چاہتے ہیں تو اپنے دلوں میں اخلاص پیدا کریں کیونکہ محاذوں کی طرف جانے کا ہر راستہ آپ کے اپنے دل سے نکلتا ہے۔ اپنے دلوں میں غلبہِ اسلام اور اپنے مظلوم مسلمانوں کی مدد کا جذبہ پیدا کریں راستے آپ کے سامنے خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔

اے نوجوانانِ امت!

اٹھیں، اپنی قدر پہچانیں، اپنے مقام کو سمجھیں، اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا احساس کریں اور شریعت کی حکمرانی کے لیے، مسلم علاقوں کی بازیابی کے لیے، اپنے مظلوم مسلمانوں کی نصرت کے لیے اور سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا اور اس کی جنتوں کے حصول کے لیے نکلیں... کہ میدان پکارتے ہیں

☆☆☆☆☆

بقیہ: ایمان اور کفر

ثبوتِ قطعی:

جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بذریعہ تواتر ہم تک پہنچی ہے، اس کا ثبوت "قطعی" ہے۔ جیسے قرآن، نمازوں کی تعداد، تعدادِ رکعات اور رکوع و سجود وغیرہ کی کیفیات، اذان، زکوٰۃ کی تفصیلات، حج اور اس کی بہت سی تفصیلات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختمِ نبوت وغیرہ۔ تواتر کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہم تک ہر قرن، ہر زمانہ میں دنیا کے مختلف خطوں میں اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے اتنی تعداد میں رہے ہوں کہ ان سب کا غلطی یا کذب پر متفق ہو جانا عقلاً محال سمجھا جاتا ہو۔

ثبوتِ بدیہی:

جس کو عرفِ فقہا اور متکلمین میں ضروری یا بالضرورۃ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ہے تواتر کے ساتھ ساتھ اس کی شہرت تمام خاص و عام مسلمانوں میں اس درجہ ہو جائے کہ عوام تک اس سے واقف ہوں۔ جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا فرض ہونا، اذان کا سنت ہونا، اور نبوت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو جانا وغیرہ۔

ضروریاتِ دین:

جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بذریعہ تواتر اس درجہ شہرت و بداہت کے ساتھ ثابت ہوں کہ ہر خاص و عام اس سے باخبر ہو، ان کو فقہا اور متکلمین کی اصطلاح میں "ضروریاتِ دین" کہا جاتا ہے۔

تنبیہ: ایمان بہت سی مجموعی چیزوں کی تصدیق و تسلیم کا نام ہے۔ جن کا ذکر اوپر تعریف میں آ چکا ہے۔ لیکن کفر میں ان سب چیزوں کا انکار یا تکذیب ضروری نہیں، بلکہ ان میں سے کسی ایک چیز کی تکذیب و انکار بھی کفر ہے، خواہ باقی سب چیزوں کو صدقِ دل سے قبول کرتا ہو۔ اسی لیے ایمان اور اسلام ایک ہی حقیقت ہے، اور کفر کی بہت سے اقسام ہو گئی ہیں۔ جن میں سے دو بنیادی قسمیں تو قرآن کی مذکورہ آیاتِ سورۂ بقرہ میں بیان کر دی گئیں، ایک کفرِ ظاہر اور دوسرے کفرِ نفاق۔ باقی اقسام کی تفصیل و تشریح اب بیان کی جاتی ہے۔ واللہ الموفّق والمعین!

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

"دنیا سے ہر انسان مر کر جاتا ہے، سوائے شہید کے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے ہمیں خبر دی ہے کہ شہید دنیا کی زندگی سے اعلیٰ زندگی کی طرف منتقل ہوتا ہے، لا محدود زندگی کی طرف! ایسی زندگی جس کے بعد موت نہیں ہے، اور نہ اُس کے بعد رنج ہے، نہ تنگی ہے نہ خوف۔ اس زندگی میں خوش رہتا ہے۔ اللہ سے ملاقات پر خوش و خرم ہوتا ہے"۔

شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

صرف راؤ انوار نہیں، پورا شیطانی نظام مجرم ہے!

اسامہ سعید

راؤ انوار کا معاملہ اس ملک میں نام نہاد عدالتی نظام اور قانون کے نفاذ کی حقیقت کھول چکا ہے کہ اس ملک میں قانون کا اطلاق صرف غریب عوام پر ہی ہوتا ہے اور وہ بھی صرف اور صرف ظلم و جبر کی چکی میں پسنے والی عوام کی رگوں سے بچے کھچے خون اور زندگی کی رمق نچوڑنے کے لیے، تاکہ چوسے گئے خون سے یہ اپنی طاقت و فرعونیت میں روز بروز اضافہ کر سکیں۔ میڈیا، عدلیہ، سیاستدان اور صحافی کیا ان ہزارہا مسلمانوں کی جبری گمشدگیوں، تشدد اور ماورائے عدالت قتل کیے جانے والے افراد کے متعلق بے خبر ہیں کہ یہ سب کرنے والی طاقت کون سی ہے۔ کیا یہ کام کرنے والا اکیلا راؤ انوار ہے؟ یا کراچی تا پشاور و وزیرستان پولیس و خفیہ ایجنسیوں کا مربوط نظام ہر گلی کوچے، گاؤں، بازار اور شہر میں یہ کھیل جاری رکھے ہوئے ہے۔ خوب سمجھ لیجیے کہ یہ شیطانی نظام اس سادہ سے اصول پر کاربند ہے کہ تم اسلام کے خلاف اس جنگ میں ہمارے اتحادی، دست بازو یا کسی بھی صورت میں معاونت کرنے والے بن جاؤ اب چاہے تم ایک پولیس افسر ہو یا کوئی چور ڈاکو، بھتہ مافیہ اور زمینوں پر قبضہ کرنے والے کسی گروہ کے رکن، یا پھر منشیات اور اغوا برائے تاوان کی کارروائیاں کرنے والا کوئی نیٹ ورک... تمہیں اس شیطانی نظام کی خدمت اور مدد کے صلے میں ایک خاص قسم کا استثنیٰ اور چھوٹ حاصل ہو گی... قانون نافذ کرنے والے ادارے، پولیس و خفیہ ایجنسیاں تمہارے جرائم کو نظر انداز کرتی رہیں گی اور اس سہولت کی مدد سے تم اپنی تجوریاں بھرتے رہو۔ اگر تم پھر بھی کبھی قانون کی گرفت میں آ ہی جاؤ تو یہ شیطانی نظام اس نام نہاد عدالتی نظام سے بچاؤ اور فرار کے راستے بھی مہیا کرتا ہے۔ یقین جانیے جرائم پیشہ افراد جن میں چور، اغواء برائے تاوان کے نیٹورک سے لے کر منشیات کا کاروبار کرنے والے شامل ہیں مخبریوں کے عوض ان ایجنسیوں اور پولیس کے محکمے کی نظروں میں ہوتے ہوئے ان کی عین ناک کے نیچے بآسانی جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

یہی کام راؤ انوار نے کیا ہے جہاں اس شخص نے ایجنسیوں کے احکامات پر مذہبی سیاسی و عسکری تنظیموں سے تعلق کے الزام میں نوجوانوں کو جعلی مقابلوں میں قتل کیا، اور جو خفیہ ایجنسیوں کی تحویل میں دوران تفتیش تشدد سے جان کی بازی ہارتے رہے ان کی لاشیں وصول کر کے ان کو بھی پولیس مقابلوں میں مارنے کے دعوے کرتا رہا۔ وہیں یہ شخص اپنی لوٹ مار اور قتل و غارت بھی جاری رکھے ہوئے تھا جس کا مقصد تجوریاں بھرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کوئی پوچھنے والا تو تھا نہیں اور کوئی پوچھ بھی تو کیسے۔ جس شخص کے سر پر اس ملک کے اصل حکمرانوں کا دستِ شفقت ہو اس کو بھلا کوئی پوچھ سکتا ہے۔ ابھی تک راؤ انوار گرفتار نہیں ہوا ہے لیکن اپنے انجام کے خوف سے کچھ اہم باتیں اگل کر اشارے ضرور دے رہا ہے، جیو نیوز سے بات کرتے ہوئے راؤ انوار کا کہنا تھا کہ انکاؤنٹرز آئی جی سندھ اے ڈی خواجہ کی پالیسی ہے اور میں نے اس پر عمل کیا ہے۔ یہ بھی کہا کہ پولیس کے اعلیٰ حکام کے اجلاسوں میں کہا گیا کہ جو بھی دہشت گرد ہے اسے زمین پر نہیں ہونا چاہیے، لہٰذا میں نے تو اعلیٰ پولیس افسران کے احکامات پر عمل کیا ہے۔ مزید کہا کہ سی ٹی ڈی، کرائمز برانچ اور لوکل پولیس بھی جعلی پولیس مقابلے کرتی ہے کیونکہ ان کے پولیس مقابلوں میں بھی اہل کار زخمی نہیں ہوتے۔

چلیے نقیب کی وجہ سے یہ معاملہ میڈیا کی توجہ کا مرکز بن ہی گیا ہے تو کہیں ایسا تو نہیں کہ فیض آباد دھرنا اور زینب معاملے کی طرح اصل مجرم ہمدرد بن کر سامنے آئے اور راؤ کو قربانی کا بکرا بنا کر خود ہیرو بن جائے۔ کم و بیش دس دن تک جاری رہنے والے دھرنے میں منتظمین کی جانب سے لاپتہ افراد کی تصویروں کے بینر لگائے گئے تھے۔ دھرنے کے منتظمین کے مطابق جن افراد کی تصویروں کے بینر لگائے گئے تھے ان میں سے ایک ایک کر کے کُل اکہتر افراد گھر پہنچ گئے۔ جس کے بعد نقیب کیس سے متعلق چند یقین دہانیوں کے بعد دھرنا ختم کر دیا گیا۔ دیکھا جائے تو نقیب کے اصل قاتل خوف زدہ تھے کہ کہیں یہ راؤ انوار اپنے اصل آقاؤں کے نام اگل نہ دے کہ وہ کن کے کہنے پر یہ قتل و غارت گری مچاتا رہا اور کن سے تشدد زدہ لاشیں وصول کرتا رہا۔

نقیب کے غم میں گھلے جانے والے سیاستدانوں سے لے کر صحافی حضرات تک نے خطاب کے دوران بڑی شعلہ بیانی کی۔ ان میں سے ایک حامد میر بھی تھے جنہوں نے دھرنے سے خطاب کے دوران کہا کہ راؤ کی طرح مشرف بھی قبائلی مسلمانوں کا قاتل ہے اسے بھی واپس لایا جائے اور اسے بھی عدالتوں میں پیش کیا جائے۔ وہ اپنے اس مطالبے کی حقیقت بخوبی جانتے ہیں گو کہ خفیہ اہل کاروں کے ہاتھوں گولیوں کا نشانہ بننے کے بعد سے کافی نپی تلی اور محتاط زبان استعمال کرتے ہیں... چلیے ایسے موقع پر اتنی بے باکی دکھانے پر وہ کسی قدر لائق تحسین ہیں لیکن پھر بھی ہم یہ ضرور کہیں گے کہ جس آئین و قانون کی بالادستی کی وہ بات کر رہے ہیں وہ ان امریکی غلاموں کی لونڈی سے زیادہ کچھ نہیں۔ آپ نے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشرف کو تو قاتل قرار دے کر اس کی واپسی اور عدالتوں میں اس کے خلاف مقدمہ چلانے کا مطالبہ کر دیا لیکن ذرا موازنہ تو کیجیے کہ جو قتل و غارت امریکی خوشنودی کے لیے مشرف کے بعد کیانی راحیل اور اب یہ باجوہ کر رہا ہے تو کیوں صرف مشرف ہی لعن طعن کا ہدف ہو... یہ بعد کے جرنیل کیوں نہیں... کیا مشرف کے بعد پالیسی میں تبدیلی آ گئی... مشرف نے اسلام کے خلاف جس جنگ کا آغاز قبائلی علاقوں میں کیا آج امریکہ کے زر خرید جرنیل وہی جنگ پاکستان کے ہر شہر گلی محلے کو مسلمانوں کے خون سے رنگین کرتے ہوئے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ایک قبائلی بھائی نے بتایا کہ ہمارا ایک دوست لاپتہ افراد کا ڈیٹا اکٹھا کر رہا ہے... پرسوں رات میں اس کے ساتھ بیٹھا تھا، صرف ۲۰ منٹ میں کئی کالز موصول ہوئیں، ان میں سے ایک ہی گاؤں کے دو نوجوان لاپتہ تھے۔ کل اس نے فون کر کے کہا کہ بھائی! میں تو پاگل ہو جاؤں گا اتنی زیادہ کالز آ رہی ہیں کہ مجھے تو لگتا ہے کہ آدھی مہمند ایجنسی لاپتہ ہے تو باقی فاٹا کا کیا حال

ہو گا... اور یہ تو صرف ان کی کالز آرہی ہیں جو فاٹا سے باہر ہیں اگر فاٹا میں موبائل اور انٹرنیٹ ہوتا تو پتہ نہیں کتنی کالز آتیں... کسی کو اچھا لگے یا برا مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ مشرف، کیانی، راحیل اور باجوہ کے نام تاریخ میں ہلاکو خان اور چنگیز خان کے ساتھ لکھے جائیں گے اور ریاست پاکستان کے مظالم کا موازنہ تا قیامت ان دونوں کے ساتھ کیا جائے گا۔

اس کھیل میں ان جرنیلوں کے پاس راؤ انوار جیسے درندے ایک نہیں ہزاروں ہیں۔ نقیب کے رشتہ داروں سے تعزیت کی غرض سے اس کے گھر جا کر سیاست چمکانے والے مذہبی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی پریس کانفرنس دیکھ کر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے کہ پچھلے سالوں میں جعلی مقابلے میں شہید کیے جانے والوں کے ہاں شاید ہی ان میں سے کسی نے جا کر تعزیت کی ہو اور کرتے بھی کیوں کیونکہ مارے جانے والے افراد تو عام سادہ سے انسان تھے جن کی داڑھیاں سنت کے مطابق تھیں، انہیں دور جدید کے فیشنوں کا تو علم نہ تھا کہ ان دکانداروں کی توجہ کا مرکز بنتے۔

آیئے ایک نظر راؤ انوار کے کیریئر اور جرائم کی فہرست پر ڈالتے ہیں پھر خود ہی فیصلہ کیجیے کہ اس کا ان جرائم کا ارتکاب کرنا اس کا ذاتی فعل تھا یا ڈالر کے غلام صلیبی فرنٹ لائن اتحادیوں کی مکمل تابع داری کے عوض ملنے والی اضافی چھوٹ کے سبب ہی وہ ان جرائم کا ارتکاب کر پایا۔

راؤ انوار جو ۱۹۸۰ء کی دہائی میں پولیس میں بطور اے ایس آئی بھرتی ہوا، بطور سب انسپکٹر ترقی پاتے ہی ایس ایچ او کے منصب پر پہنچا، اس عرصے میں وہ زیادہ تر گڈاپ تھانے پر تعینات رہا۔ ۱۹۹۲ء میں جب ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن شروع ہوا تو راؤ انوار اس میں بھی پیش پیش تھا، جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں جب ایم کیو ایم پر دست شفقت رکھا گیا تو راؤ انوار لیو (رخصت) پر دبئی چلا گیا۔ ۲۰۰۸ء میں جب اقتدار کی میوزیکل چیئر گیم کرسی پیپلز پارٹی کے ہاتھ آئی تو راؤ دوبارہ کراچی آیا۔ گذشتہ دس سالوں میں وہ زیادہ تر ایس پی ملیر کے عہدے پر ہی فائز رہا۔ ۲۰۱۵ء میں اسے ایم کیو ایم کے خلاف پریس کانفرنس کرنے پر جس کے لیے آئی جی سندھ سے اجازت نہیں لی گئی تھی معطل کر دیا گیا۔ آئی جی کو اس بات پر اعتراض نہ تھا کہ اس نے ایم کیو ایم کے خلاف ملک دشمنی کے الزامات لگائے بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ بغیر آئی جی کی اجازت کے پریس کانفرنس کیسے کی۔ بہر حال اس واقعے نے ایک حقیقت یہ ضرور واضح کی کہ پولیس افسران اپنے محکمے سے زیادہ کسی اور طاقت کے اشاروں پر ناچنے کو تیار رہتے ہیں۔ وزیر اعلی سندھ نے بھی آئی جی کے فیصلے کی حمایت کی لیکن پھر اس وقت کے آرمی چیف جنرل راحیل کی سفارش پر راؤ انوار کو بحال کر دیا گیا۔ راؤ کی بحالی کے لیے اس وقت پی ٹی آئی کی جانب سے بھی راؤ کے حق میں ریلی نکالی گئی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ آج عملی طور پر پاکستان کے تمام ہی ادارے خفیہ ایجنسیوں کی مداخلت کے سامنے مکمل بے بس نظر آتے ہیں۔ مداخلت ہی کیا بالفرض کسی بھی ادارے کے پندرہ گریڈ اہل کار پر خفیہ ایجنسیاں اپنا ہاتھ رکھ دیں تو یہی اہل کار اپنے ادارے کے سربراہ کو بھی کسی خاطر میں نہیں لائے گا یعنی عملاً یہی شخص ادارے کا سربراہ ہو گا۔

سپریم کورٹ میں پیش کی جانے والی سندھ پولیس کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق سابق سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) راؤ انوار کی ضلع ملیر میں تعیناتی کے ۷ سال کے دوران ۷۴۵ پولیس مقابلے ہوئے، جن کے دوران ۴۴۴ افراد کو ہلاک کرنے کا دعوی کیا گیا۔ نقیب کے معاملے میں تو ابتدائی تفتیش سے ہی یہ معاملہ واضح ہو گیا تھا کہ راؤ انوار کے کارندے بھتہ خوری کی غرض سے تجارت پیشہ افراد کو ٹارگٹ کرتے رہے تھے اور اسی بنیاد پر نقیب کو بھی ہدف بنایا گیا تھا۔

نقیب معاملہ کے سبب راؤ انوار سمیت کراچی پولیس کی جانب سے کیئے گئے دوسرے جعلی مقابلوں اور لاپتہ کیے گئے افراد کی تفصیلات بھی سامنے آرہی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

نجی کمپنی میں ملازمت کرنے والے محمد اسماعیل کو ۱۳ نومبر ۲۰۱۵ء نماز فجر کی ادائیگی کے لیے مسجد جاتے ہوئے گرفتار کیا گیا بعد میں اہل علاقہ کے بتانے پر جب معلوم ہوا تو اہل خانہ تھانوں کے چکر لگاتے رہے لیکن ہر دفعہ دھکے دے کر نکال دیا گیا۔ تین ماہ بعد منگھو پیر کے علاقے میں جعلی مقابلے کا کھیل کھیلا گیا۔ بعد میں اہل خانہ کو معلوم ہوا کہ اسماعیل کی لاش ایدھی سرد خانے میں پڑی ہے۔ لاش کی وصولی کے لیے بھی انہیں دوبارہ تھانوں کے چکر کاٹنے پڑے۔

نقیب کے حق میں جاری دھرنے میں موجود لال شیر نامی شخص نے بتایا کہ اس کا ۲۸ سالہ بیٹا نارتھ کراچی میں جولائی ۲۰۱۲ء جمعہ کی نماز کے لیے گھر سے نکلا اور واپس نہیں لوٹا۔ کئی دن تک خواجہ اجمیر نگری تھانے کے اہل کار گمشدگی کی رپورٹ لکھنے سے انکار کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایس ایچ او چوہدری افضل نے کہا آپ کا بیٹا مل جائے گا لیکن اس کے لیے دس لاکھ روپے چاہئیں ہوں گے میں اتنی رقم کا کہاں سے بندوبست کرتا۔ بیٹے کی گمشدگی پر عدالت نے ایکشن بھی لیا اور ایس ایچ او کو عدالت طلب کیا لیکن وہاں عدالت میں وہ اپنی بات سے پھر گیا اب پانچ سال ہو چکے ہیں لیکن میرے بیٹے کا کچھ پتہ نہیں۔

تین ماہ قبل راؤ انوار کے ہاتھوں مارے جانے والے چودہ سالہ محمد عباس کے والد ضمیر الدین نے بتایا کہ ان کا بیٹا سبزی کی دکان پر کام کرتا تھا۔ ۱۶ اگست ۲۰۱۶ء کو پولیس موبائل نمبر SP-9091 دکان پر آئی۔ پولیس اہل کار میرے بیٹے کو تشدد کرتے ہوئے لے جانے لگے، میرے روکنے پر مجھے بھی مارا پیٹا اور میرے بیٹے کو لے گئے۔ وزیر اعلیٰ اور پولیس افسران کی منت سماجت کے باوجود کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ پھر ۷ اکتوبر ۲۰۱۷ کو راؤ انوار نے نادرن بائی پاس پر مقابلے میں 4 دہشت گردوں کو ہلاک کرنے کا دعوی کیا میڈیا پر جاری ہونے والی تصویروں میں ایک تصویر عباس کی بھی تھی۔ لاش وصول کرنے کے موقع پر راؤ انوار نے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر اس متعلق کسی کو کچھ بتایا تو پورے خاندان کو قتل کروا دوں گا۔

۲۰ دسمبر ۲۰۱۴ء نور شیر اور خلیل جان دو بھائیوں کو راؤ انوار کے آدمی اٹھا کر لے گئے جب اہل خانہ قریبی تھانے گئے تو کہا گیا کہ انہیں کوئی خفیہ ادارہ لے گیا ہے پھر کہا گیا پیسوں کی ڈیل کر لو۔ کبھی کسی تھانے اور کبھی کسی تھانے بلاتے آخر کار معاملہ پانچ لاکھ میں طے ہوا۔ ابھی ہم پیسوں کا بندوبست کرنے ہی میں مصروف تھے کہ ۱۵ جولائی ۲۰۱۵ء دونوں بھائیوں کو جعلی مقابلے میں مار دیا گیا۔

جرگے میں آنے والی ایک بیوہ خاتون جمیلہ بی بی نے بتایا ۸ دسمبر ۲۰۱۷ء کی صبح چار بجے راؤ انوار کے اہل کاروں نے چھاپہ مار کر ان کے دونوں بیٹوں محمد الیاس اور محمد علی کو ساتھ لے گئے اور بتایا کہ تفتیش کے بعد چھوڑ دیں گے لیکن تاحال کوئی معلومات نہیں۔

سندھ کے شہر قنبر شہداد کوٹ کے علاقے میرو خان سے تعلق رکھنے والے اٹھارہ سالہ جنید ابڑو کو ۲۵ دسمبر نیو کراچی سے اٹھایا گیا اور اگلے روز سائٹ سپر ہائی وے پولیس نے مقابلے کے نام پر مار دیا۔ جنید کے اہل خانہ نے دو تصاویر پیش کیں ایک تصویر میں جنید زخمی حالت میں ہے جب کہ دوسری تصویر لاش کی ہے جس کے چہرے پر گولیاں لگی ہوئی ہیں۔ زخمی حالت والی تصویر ایمبولینس ڈرائیور نے بنائی۔ اس کے بیان کے مطابق ۲۶ دسمبر کو سپر ہائی وے پولیس نے مقابلے میں ہلاک افراد کی لاشیں ہسپتال منتقل کرنے کے لیے ایمبولینس منگوائی۔ میں لاشیں ایمبولینس میں رکھنے لگا تو ایک شخص مجھے زندہ معلوم ہوا میں نے اسی وقت اس کی تصویر بنائی اور اندر جا کر ڈیوٹی افسر کو بتایا تو میری بات سن کر تھانے میں ہلچل مچ گئی مجھے انتظار کرنے کا کہا گیا اور ایک اہل کار باہر گیا پھر دو گولیاں چلنے کی آواز آئی اور پھر پولیس اہل کار نے واپس آکر کہا: "اسے لے جاؤ اب مر گیا ہے"۔ ڈرائیور کے مطابق جب وہ باہر آیا تو دیکھا اس کے چہرے پر گولیوں کے تازہ نشان تھے۔

سہراب گوٹھ کے رہائشی عبداللہ نے بتایا کہ راؤ انوار کی ہدایت پر اس کی ٹیم پہلے اس کے بھتیجے کو اٹھا کر لے گئی۔ جب میں بھتیجے کو چھڑوانے کی غرض سے گیا تو انہوں نے دس لاکھ کا مطالبہ کیا بعد ازاں چار لاکھ پر بات طے ہو گئی جب میں چار لاکھ لے کر پہنچا تو مجھے گڈاپ کے لنک روڈ پر پہاڑی علاقے میں لے گئے اور مجھے بھی بند کر دیا۔ پھر بیس لاکھ روپے مانگے گئے۔ اس جگہ ہم پر تشدد کیا جاتا رہا اور بجلی کے جھٹکے دیے جاتے اور گھر والوں کو فون کر کے کہا جاتا کہ یہ انتہائی مطلوب دہشت گرد ہیں۔

سہراب گوٹھ پختون قومی جرگہ میں آئے ایک شخص آغا اختر خان نے بتایا کہ اس کے بیٹے کو مبینہ ٹاؤن کے ایس ایچ او ظفر عباس اے ایس آئی غلام حسین کوریجو اور چھ سے زائد اہل کاروں نے ۱۹ جولائی ۲۰۱۵ء میرے گھر پر چھاپہ مار کر میرے بیٹے آغا محمد سہراب کو ساتھ لے گئے۔ ایس ایچ او نے پچاس لاکھ کا مطالبہ کیا اور نہ دینے پر قتل کرنے کی دھمکی دی۔ جوان بیٹے کی خاطر میں نے پندرہ لاکھ روپے رشوت دی۔ یہ رقم میں نے بیٹیوں کی شادی کے لیے جمع کی تھی اور یہی میری کل جمع پونجی تھی۔ لیکن انہوں نے میرے بیٹے کو پھر بھی نہیں چھوڑا۔ ۲۴ جولائی کو مجسٹریٹ کی معرفت تھانے پر چھاپہ لگوایا تو میرا بیٹا تھانے سے بازیاب تو ہوا جب کہ اس کا تھانے میں کوئی اندراج نہیں تھا۔ ایس ایچ او نے ۲۴ جولائی کو ہی میرے بیٹے پر جھوٹا مقدمہ بنا دیا اور اب وہ جیل میں ہے۔

۲۸ ستمبر ۲۰۱۷ء راؤ انوار کے ہاتھوں جعلی مقابلے میں مارے جانے والے نوجوان عمار ہاشمی کے بھائی انس ہاشمی کا کہنا تھا کہ اس کے بھائی کو ۹ جون ۲۰۱۵ کو راؤ انوار کی ٹیم نے اٹھایا اور ۲۸ ماہ تک اپنے پاس رکھا۔ ۱۴ ستمبر ۲۰۱۷ء کو بھائی کی بازیابی کے لیے پٹیشن لگائی تو ۱۴ روز بعد عمار کو جعلی مقابلے میں قتل کر کے دہشت گرد ظاہر کیا گیا۔

نور عالم محسود جس نے کراچی میں ہی پہلی سے لے کر میٹرک تک تعلیم حاصل کی، یہیں شادی کی اور سوزوکی پک اپ چلا کر اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتا تھا، اسے راؤ انوار کی ٹیم نیو سبزی منڈی سے سوزوکی سے اتار کر ساتھ لے گئی۔ اس کی گاڑی میں سوار دوسرے افراد نے نور عالم کے گھر والوں کو اطلاع کی جس پر گھر والوں نے تھانوں میں تلاش شروع کی۔ چونکہ غربت کے سبب وہ رشوت کا بندوبست نہیں کر سکتے تھے لہٰذا ساتویں روز ہی نور عالم محسود کو دو اور افراد امیر خان محسود اور گل پیر جان سمیت جعلی مقابلے میں شہید کر دیا گیا۔

دو سال قبل نارتھ کراچی سے چار سگے بھائیوں سید ثاقب علی، سید عامر علی، سید منصور علی اور سید کاشف علی کو گھر سے اٹھایا گیا اور دھمکی دی گئی کہ کوئی پٹیشن دائر نہیں کرنی۔ ان میں سے سید کاشف علی کو اتحاد ٹاؤن میں جعلی مقابلے میں شہید کر دیا گیا جب کہ باقی تین تاحال لاپتہ ہیں۔

۱۹ اکتوبر ۲۰۱۶ء پولیس مقابلے میں ایک نوجوان عتیق اللہ کو ہلاک اور عزیز اللہ کو زخمی کرنے کا دعویٰ کیا گیا جب کہ عتیق اللہ کے رشتہ داروں نے بتایا کہ وہ سپر ہائی وے پر واقع رینجر پبلک سکول کا طالب علم تھا۔

۱۳ جولائی ۲۰۱۷ء عمر کالونی کراچی کا رہائشی عاقب خان لاپتہ کر دیا گیا اور تاحال کچھ خبر نہیں۔ نومبر ۲۰۱۷ء کامران صدیقی کو گلشن اقبال پولیس نے زخمی حالت میں گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا تھا جب کہ زخمی ہونے والے شخص کے بھائی نعمان صدیقی کے مطابق کامران کو آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر گولیاں ماری گئیں۔ نعمان صدیقی کی جانب سے کامران صدیقی کے لاپتہ ہونے کی بھی رپورٹ درج کرائی گئی تھی۔

انصار الشریعہ کے کارکنان کی گرفتاری تمام میڈیا پر رپورٹ ہوئی اس کے باوجود کچھ ہی دنوں بعد تمام ہی میڈیا نے ان کے سی ٹی ڈی اور رینجرز کے ساتھ مقابلے میں مارے جانے کی خبر کو من و عن یوں رپورٹ کیا جیسے کروڑوں کی عوام کے ذہنوں سے ان کی گرفتاری کی خبر ڈیلیٹ کر کے مطمئن ہوں کسی ایک صحافی اور تجزیہ نگار کو جرأت نہ ہوئی کہ سوال اٹھا سکیں کہ کس کو بے وقوف بناتے ہو چند دن قبل گرفتار کر کے آج ان سے مقابلہ کیسے

کررہے ہو۔ہاں لفافہ خور صحافیوں میں سے بعض ان جعلی مقابلوں کی آج تاویل دیتے ہوئے انہیں کولیٹرل ڈیمج قرار دیتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ سرکاری سرپرستی خصوصاخفیہ ایجنسیوں کی ہدایات کے مطابق ان جعلی مقابلوں کے عوض راؤانوار کو ایک خاص قسم کا استثنیٰ اور چھوٹ بھی حاصل تھی جس کے ذریعے اس نے قسم ہاقسم کے ذرائع آمدن بنالیے تھے۔ایک رپورٹ کے مطابق صرف ریتی اور بجری چوری کے ذریعے راؤانوار نے سات تھانوں کی حدود جن میں سپر ہائی وے، سہراب گوٹھ، ملیر سٹی، شاہ لطیف ٹاؤن، سکھن، شرافی گوٹھ اور میمن گوٹھ کے علاقے شامل ہیں'میں اپنے کارندوں کے ذریعے ہر علاقے سے یومیہ ۵۰ سے ۱۰۰ڈمپر ریتی بجری چوری کرکے فروخت کرنے کا کاروبار جاری رکھا ہوا ہے۔اس کاروبار کے ذریعے پچھلے چند سالوں کے دوران راؤانوار اربوں روپے کما چکا ہے۔یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ کورنگی سیکٹر میں رفاہی پلاٹوں پر چائنا کٹنگ کے ذریعے لاکھوں روپے رشوت لی جاتی رہی جس کے بعد راؤانوار نے ہی اپنا اثرو رسوخ استعمال کرتے ہوئے کے ڈی اے کے افسران سے ان معاملات پر زبانیں بند رکھنے کے لیے راضی کروایا۔اب خود ہی فیصلہ کیجئے کہ صرف اپنے یعنی پولیس محکمے میں ہی نہیں بلکہ دوسرے محکموں تک ایسا اثرورسوخ کے بڑے بڑے افسران تک اس کے اشاروں کے منتظر رہیں،یہ اس شخص کی اپنی طاقت تھی یا پس پردہ وہ خفیہ طاقتیں جو "دہشت گردی کے خلاف جنگ" میں اس کے کردار کے عوض اس کو شتر بے مہار بنائے ہوئے تھیں کہ جو جی چاہے کرتا پھرے۔ایس پی نیاز کھوسو کی جانب سے چیئرمین نیب کی جانب سے لکھے گئے خط میں کہا گیا ہے کہ راؤانوار نے ملیر میں تعیناتی کے دوران پچاسی ارب روپے کی رقم بیرون ملک منتقل کی اس کے علاوہ اسلام آباد کے مہنگے ترین علاقے F-10/4 میں پچاس کروڑ مالیت کا بنگلہ خریدا جب کہ ٹیکس ڈیکلریشن میں راؤانوار نے ماہانہ آمدن (تنخواہ) ستر ہزار روپے ظاہر کی ہے۔

اگر جعلی مقابلوں کے متعلق صرف کراچی کی حد تک بات کی جائے تو یہ سلسلہ ۱۹۹۳ء سے ہی شروع ہوچکا تھا اور پھر کبھی تیز اور کبھی سست رفتار سے ہمیشہ ہی چلتا رہا۔کراچی کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے خفیہ ایجنسیوں نے جوڑ توڑ کی پالیسی ہی اپنائی رکھی۔ ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے مابین اور خود انہی پارٹیوں کے اندر مختلف گروپوں پر وقتاً فوقتاً سرپرستی کرکے کراچی کو آگ وخون میں نہلاتے رہے۔لسانی اور تنظیمی فسادات کو وقتاً فوقتاً بھڑکا کر اپنے مخصوص اہداف حاصل کرنا ان کے نزدیک شاید کسی ویڈیو گیم کی مانند ہو لیکن اس نے عام عوام کی زندگیوں کو کس حد تک متاثر کیا ہے اس کا اندازہ ایک عام شہری تو کرسکتا ہے لیکن فوجی چھاؤنیوں میں بیٹھ کر یہ کھلواڑ کھیلنے والا نہیں۔اور پھر افغانستان میں امریکی حملے کے بعد جب ان کی جنگ کا رخ اور ہدف مذہبی طبقات بنے تو اب یہ ایسے درندوں کی مانند اہل اسلام پر ٹوٹ پڑے جیسے اس سے قبل کی جانے والی قتل وغارت ان کی تربیت تھی اور اب اس تربیت کا عملی مظاہرہ ہونا تھا۔

ریاستی سرپرستی میں سی ٹی ڈی، رینجرز، ایف سی اور پولیس کے ہاتھوں ملک بھر میں کیے جانے والے مقابلوں کو جعلی ثابت کرنا اور پھر ان درندوں کا عدالت میں پیش ہونا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے جب ایسے افراد کو بھی جعلی مقابلوں میں دن دیہاڑے قتل کردیا جاتا ہے جن کی گرفتاری کی ملکی اور بین الاقوامی میڈیا میں رپورٹنگ ہوچکی ہوتی ہے۔

اب خبر آئی ہے کہ راؤانوار نے چیف جسٹس کے نام لکھے خط میں کہا ہے کہ وہ سندھ حکومت کی بنائی گئی جے آئی ٹی پر اعتبار نہیں کرتا اس لیے وہ دوسری جے آئی ٹی جو سپریم کورٹ کی نگرانی میں ہو اس کے سامنے پیش ہونے کو تیار ہے۔نتیجتاً سپریم کورٹ نے نئی جے آئی ٹی کی تشکیل کے لیے اب تازہ احکامات جاری کیے ہیں۔نئی جے آئی ٹی میں خفیہ اداروں کے افسران سمیت سپریم کورٹ کا ایک نمائندہ ہوگا۔حقیقت یہی ہے کہ جن کی فرمائش پر اٹھائے گئے لوگوں کو قتل کرنے کے لیے فوجی عدالتیں بنادی گئی تھیں اب انہی کے خط پر راؤانوار کی بغیر حاضری، حفاظتی ضمانت بھی قبول ہوگئی، یہ ملک کی آئینی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہے کہ کسی شخص کو فوجداری مقدمے میں بغیر حاضر ہوئے ضمانت مل گئی ہو۔

ایک جی دار صحافی نے اس صورت حال کی کیا خوب عکاسی کرتے ہوئے کہا کہ آج سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب خود راؤانوار کی وکالت کرتے پائے گئے۔سپریم کورٹ کے انسانی حقوق سیل میں آئی لاکھوں درخواستوں سے اچانک راوانوار کا خط نکل کر از خود چیف جسٹس صاحب کی میز پر جا پہنچا۔ چیف صاحب کو خط پڑھتے ہی یقین آگیا کہ معصوم انسانوں کو جعلی مقابلے میں قتل کرنے والے راؤانوار کے ساتھ بالکل بھی انصاف نہیں ہورہا۔راؤ انوار کی مرضی کی ایک نئی جے آئی ٹی بننے کی نوید بھی سناڈالی اور پولیس سمیت تمام اداروں کو راؤانوار کی گرفتاری سے بھی روکتے ہوئے عبوری ضمانت کا پروانہ بھی جاری فرمادیا۔کیس کی سماعت اب جمعہ کو ہوگی۔حالات کے تناظر میں امید یہی ہے جمعہ کو راؤانوار ایک بلٹ پروف گاڑی میں پورے پروٹوکول کے ساتھ سپریم کورٹ تشریف لائیں گے۔کمانڈور صحافیوں کو اُس کے قریب جانے سے روک دیں گے۔عبوری ضمانت کنفرم ہوجائے گی، نئی غیر سویلین جے آئی ٹی بنے گی اور پھر کیا ہوگا یہ تو بچے بچے کو معلوم ہے۔

میڈیا پر راؤانوار کے خلاف دو ہفتے کا واویلا مچانے کے بعد اسلام آباد دھرنے کو ہائی جیک کیا گیا اور اب فورا بعد راؤ انوار کے کیس کی تفتیش انہی لوگوں کے سپرد کی گئی ہے جو اسے پالتے رہے۔بالفرض اگر عوامی دباؤ کے سبب راؤانوار کو سزا دلوانا ضروری ہو بھی گیا تو کیا فرق پڑتا ہے جب جعلی مقابلوں کے اصل کرتا دھرتا اپنی جگہ موجود ہیں اور انہی اصل مجرموں کو اس کرپٹ عدالتی نظام کے کٹہرے میں لانا تو درکنار ان کے کردار کے متعلق کسی قسم کی بات کرنا ہی ہمارے مادر پدر آزاد میڈیا کے بس کی بھی بات نہیں۔

☆☆☆☆☆

راؤانوار اور کراچی میں 'ماورائے عدالت قتل'

فہیم زمان

اکتوبر ۲۰۰۸ء کی ایک دوپہر میں دو بجے کے قریب پولیس موبائلوں کا ایک قافلہ مواچھ گوٹھ میں ایک قتل کی جائے وقوعہ کے دورے کے بعد واپس لوٹ رہا تھا کہ ایک سفید ٹویوٹا کرولا میں دو نوجوانوں نے گاڑی قافلے کے آگے لاتے ہوئے شرارتاً زگ زیگ چلائی۔ ذرا ایک ماہ پہلے ہی ڈی ایس پی سے ایس پی بننے والے راؤانوار قافلے کی قیادت کر رہے تھے۔ پچھلی گاڑیوں میں سے ایک میں آنے والے پولیس افسر کے مطابق راؤانوار اس 'گستاخی' پر طیش میں آ گیا اور حکم دیا کہ اس گاڑی کو روکا جائے، مگر لڑکے نکل جانے میں کامیاب رہے۔ راؤانوار کے حکم پر دو موبائلوں نے گاڑی کا پیچھا کیا یہاں تک کہ گاڑی بلدیہ ٹاؤن میں داخل ہو گئی۔ وہ افسر یاد کرتے ہوئے کہتا ہے:

> ''میں بھی ان کے پیچھے پیچھے گیا تاکہ معاملہ سلجھایا جا سکے، کیوں کہ بہر حال لڑکوں نے کوئی مجرمانہ حرکت نہیں کی تھی۔ اچانک گولیوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دی۔ جلد ہی وہ کرولا تک پہنچ گئے جسے اب لوگوں نے گھیر رکھا تھا؛ اندر ان میں سے ایک نوجوان کی لاش تھی جسے انہوں نے تھوڑی دیر پہلے گاڑی میں دیکھا تھا۔ وہ ۱۸ سے ۱۹ سال سے زیادہ کا نہیں تھا۔ وہاں موجود لوگوں نے کہا کہ پولیس نے اسے قتل کیا تھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ آخر کس طرح کے لوگ ایسا قتل کر سکتے ہیں؟''۔

ایک دہائی بعد جب راؤانوار کی ''زیادتیوں'' کی تفصیلات روشنی میں آ رہی ہیں تو زیادہ اہم سوال یہ ہے کہ قانون کے نفاذ کا کیسا نظام ہے جو راؤانوار جیسے لوگوں کو پروان چڑھاتا ہے؟

نیشنل ہائی وے سے ایک کلومیٹر دور دو کمروں کے ایک ویران فارم ہاؤس میں غروب ہو رہے سورج کی روشنی گولیوں سے چھلنی دیوار پر منعکس ہو رہی ہے۔ یہاں قائدِ اعظم کی ایک تصویر بھی آویزاں ہے۔ گولیوں کے نشان اور خون آلود قالین گزشتہ ماہ ہونے والے قتل کا باقی رہ جانے والا واحد ثبوت ہیں۔ ایک ڈی ایس پی کے الفاظ ہیں:

> ''دو لاشیں یہاں ملی تھیں، جب کہ دو دوسرے کمرے سے برآمد ہوئیں''۔

ان میں سے ایک لاش نقیب اللہ محسود کی تھی، وہ نوجوان جس کی گزشتہ ماہ ایک جعلی پولیس مقابلے کی ہلاکت کی وجہ سے راؤانوار کو ایس ایس پی ملیر کے عہدے سے معطل کیا گیا۔

نقیب اللہ کے قتل تک سندھ کے نام نہاد 'انکاؤنٹر اسپیشلسٹ' نے اپنے 'کریڈٹ' پر موجود پولیس مقابلوں میں ہلاکتوں پر کبھی بھی انکوائری کا سامنا نہیں کیا تھا۔ پولیس کے اپنے ریکارڈ کے مطابق ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۸ء کے درمیان کم از کم ۴۴۴ لوگ قتل ہوئے، مگر ایک بھی انکوائری نہیں ہوئی۔ ۷۴۵ پولیس مقابلوں میں ایک بھی پولیس اہل کار زخمی تک نہیں ہوا، ہلاک ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔

۲۰۱۳ء کے اواخر میں کراچی میں شروع ہونے والے رینجرز آپریشن نے راؤانوار کے دور میں ضلع ملیر میں پولیس مقابلوں کو تیزی دی۔ پولیس کے ریکارڈز کے مطابق ملیر میں جنوری سے اکتوبر ۲۰۱۲ء کے درمیان ۱۹۵ پولیس مقابلے ہوئے جس میں ۱۸ لوگ قتل ہوئے اور ۲۷۶ گرفتار ہوئے۔ اموات اور گرفتاریوں کا تناسب، یعنی 'شرحِ قتل' ۶.۵ فی صد رہی۔ فروری سے جون ۲۰۱۳ء کے درمیان شرحِ قتل ۱۷.۶ فی صد رہی۔ ۲۰۱۴ء میں آپریشن شروع ہونے کے بعد ۱۸۶ مقابلوں میں ۱۵۲ لوگ مارے گئے جبکہ ۱۹۲ گرفتار ہوئے، یعنی شرحِ قتل ۷۹ فی صد رہی۔ گزشتہ سال ۹۳ مقابلوں میں ۱۱۰ اموات اور ۸۹ گرفتاریاں ہوئیں۔ اس کا مطلب ہے کہ گرفتاریوں کی تعداد قتل سے ۲۳ فیصد کم رہی۔ موجودہ نظامِ قانون ہمیں یہ بتانے سے قاصر ہے کہ تہ تیغ کر دیے گئے ان لوگوں میں سے نقیب اللہ کی طرح کتنے معصوم لوگ شامل تھے۔ ایک سینئر پولیس افسر کے بقول:

> ''ان کے پاس قاتلوں کی ایک پوری ٹیم تھی۔ انہیں روکنے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ ان کے اقدامات کا پہلے کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا گیا؟ سچ تو یہ ہے کہ سب کو سب کچھ پتہ ہے، مگر پولیس کے سربراہان بھی اس (راؤانوار) سے خوف زدہ ہیں کیوں کہ اس کے مجرم سیاست دانوں اور سیکورٹی اسٹیبلشمنٹ سے کافی قریبی تعلقات ہیں''۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ سینٹرل پولیس آفس کراچی میں راؤانوار کے پولیس مقابلوں میں ہلاکتوں کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔

طویل عرصے سے خدمات سرانجام دے رہے ایک اور پولیس افسر کے مطابق:

> ''لوگوں کو فاٹا جیسے دور دراز علاقوں سے اٹھا کر یہاں لایا جاتا ہے تاکہ راؤانوار انہیں ٹھکانے لگا سکے۔ اسی لیے تو کراچی میں اتنے پولیس اہلکاروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ سب بدلے کے قتل ہیں''۔

(بقیہ صفحہ ۷۴ پر)

راہزن بھی ہوں رہنما جیسے

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

ملک بھر میں دو اعصاب شکن خبروں نے ہیجان برپا کر رکھا ہے۔ دونوں خبریں ظلم، جبر اور درندگی کی کالک پاکستان کے چہرے پر پھیرنے کو کافی ہیں۔ راؤ انوار کے ہاتھوں پولیس مقابلے میں ماورائے عدالت مار دیے جانے والا نقیب اللہ خوش قسمتی سے ایک ماڈل تھا۔ (اگر مولوی ہوتا تو خون خاک نشیناں ہونے کی وجہ سے خاموشی سے رزق خاک ہو کر بھلا دیا جاتا!) تین بچوں کا باپ، یہ نوجوان محسود ہونے کی بنا پر سافٹ ٹارگٹ تھا۔

کیا غضب ہے کہ راؤ انوار "پولیس مقابلہ سپیشلسٹ" کے نام سے معروف تھا۔ جس کا ترجمہ 'ماہر ماورائے عدالت قتل' بنتا تھا۔ تاہم اس کا سوموٹو نوٹس لینے کی ضرورت نہ محسوس کی گئی! یہ اَن کہی ریاستی پالیسی بن چکی تھی کہ ایسے افسران کو کھلی چھٹی دی جاتی رہی۔ ماورائے قانون چھاپے، پکڑ دھکڑ، جبری لاپتگی، اغوا کنندگان۔ ایسے افراد کے لواحقین ڈرا دھمکا کر اس درجہ خوفزدہ کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ لاش وصول کرنے سے بھی لرزتے ہیں۔

سالہا سال سے امریکی لیبل 'دہشت گرد' دین داروں میں مفت بانٹا گیا ہے۔ اس کی آڑ میں قبائلی علاقہ جات اور ملک بھر میں دین پسند نوجوان ماورائے عدالت اٹھائے گئے۔ سالہا سال گھر والے گھٹ گھٹ کر آہ وزاری کرتے رہے۔ ملک بھر میں پر اسرار خبریں لاشیں ملنے کی آتی رہیں۔

اوائل دسمبر میں ۱۶ دن میں ۱۳ لاوارث لاشیں فیصل آباد سے رپورٹ ہوئیں۔ عدالتیں منہ پھیرے رہیں۔ کیا یہ کسی کی اولاد تھی؟ ڈی این اے ٹیسٹ کیوں نہ ہوئے؟ سوشل میڈیا نے نوٹس کیوں نہ لیا۔ پورا شہر ۱۳ لاشوں پر گنگ رہا۔ صوبائی قومی اسمبلی کے نمائندگان، شہر کے والی وارثوں نے چپ کیوں سادھے رکھی؟ یہ تو نقیب اللہ محسود جیسے خوب صورت ماڈل جوان کی بات تھی کہ سب تڑپ کر اٹھے اور شور مچ گیا۔ وگرنہ راؤ انوار روپوش ہو کر خفیہ مقام سے یہی دہائی دے رہا ہے کہ

> "میں تو سرکاری پالیسی کے عین مطابق عمل پیرا تھا۔ سینئر افسران کی میٹنگ میں یہ طے کیا گیا اور اس پر بار بار زور دیا گیا کہ دہشت گردوں کا صفایا ماورائے عدالت پولیس مقابلوں سے کیا جائے۔ میں بے گناہ ہوں۔ مجھے قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے"۔ (دی نیوز: ۲۵ جنوری)

ایسے بے شمار واقعات پاکستان کے مختلف حصوں سے رپورٹ ہوتے رہے۔ لاپتگان اور پولیس مقابلے کے۔ عوام الناس پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ گردونواح میں واقعات سامنے آنے پر منہ پھیر لینا۔ عدل وانصاف کو نگا بہرہ ہو جائے۔ چیئرمین سینٹ رضا ربانی یہ کہہ کر خاموش ہو رہے

> "لاپتہ لوگوں بارے پوچھنے کی بھی ہمت نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے! لوگ غائب ہوتے ہیں تو قانون کے تحت ان پر مقدمہ کیوں نہیں چلایا جاتا؟ لوگوں کو اتنا ڈرایا جا رہا ہے کہ وہ اپنے سائے سے بھی خوف زدہ رہیں"۔

ایسی ہی بازگشت جنوری کے اوائل میں جسٹس اطہر من اللہ کی عرصہ دراز بعد اسلام آباد ہائی کورٹ سے سنی گئی۔ ورنہ عدلیہ یہ بھاری پتھر چوم کر چھوڑ چکی ہے۔ جسٹس صاحب نے ڈپٹی اٹارنی جنرل سے لاپتہ شہری کے گھر کے اخراجات کی تفصیلات طلب کرتے ہوئے کہا کہ 'کیوں نہ یہ چیف کمشنر، ڈپٹی کمشنر، آئی جی سے وصول کئے جائیں'۔ جناب عالی! لاپتگان کے والدین، جیتے جی لا علمی کے جنگلوں میں کھوئے شوہروں کی بیوگی نما زندگی پر مجبور کی گئی عورتوں کو کم از کم یہ معلومات تو فراہم کر دیں کہ وہ زندہ ہیں؟ اخراجات چھوڑیئے۔ وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر گزراوقات کر لیں گی۔ ہر آہٹ پر امید بھری نظروں سے دروازہ دیکھنے والوں کو اس لاپتگی کے عذاب سے رہائی تو دیجئے۔ کالم نویسی کی بنا پر لواحقین' لکھاریوں سے امید باندھ لیتے ہیں کہ وہ ان کے حق کے لیے آواز اٹھائیں گے۔ حالانکہ انہیں سوچنا چاہیے کہ جب حال ہی میں چیئرمین سینٹ اور جسٹس شوکت صدیقی تک نے اپنی گمشدگی کے خوف کا اظہار کیا تھا... تو ایسے میں زبان کوئی کیونکر کھولے!

اگر اب یہ ایشو بن کر سامنے آیا ہے تو سوشل میڈیا پر نوجوان اسے فرض جان کر مظلوموں کی دادرسی کریں۔ کھلی عدالتوں اور کھلی جیلوں میں ان کے 'جرائم' سامنے لائیں۔ یہ حق تو ڈاکوؤں، چوراُچکوں کو بھی قانون دیتا ہے۔ ان کے گھر والوں سے مجرموں کا سا سلوک نہیں کرتا۔ مگر یہاں امریکہ نوازی کی خاطر سارے قاعدے قانون بالائے طاق رکھ دیے گئے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا یہ قول ہر سطح کے حکمران پر صادق آتا ہے کہ 'جس مقتول کا قاتل نامعلوم ہو اس کا قاتل حکمران ہوتا ہے'۔ ایک ایک دہشت گردی کے واقعے کے نام پر دسیوں 'ماسٹر مائنڈ' کہہ کہہ کر پولیس مقابلوں میں مارے جا چکے ہیں۔ کوئی سوال اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

دنیا ۲۱ ویں صدی تک پہنچتی دیوانی ہو چکی ہے۔ سال نو کے شروع میں 'پرسن آف دا ایئر' کی شہرت ایک نایاب بندر کے حصے آئی۔ اس کا کمال یہ تھا کہ کیمرے کا بٹن دبا کر اس نے اپنی سیلفی بنائی۔ یہ اعزاز جس ادارے نے دیا وہ ملاحظہ فرمایئے۔ یہ جانوروں سے حسنِ سلوک ان کے حقوق کے تحفظ کا ادارہ ہے! لاپتہ افراد حق سے عاری مخلوق ہے۔

دنیا آج بنی آدم کی بجائے بنی بندر، 'بنی قردۃ' کے ہاتھ میں ہے۔ تصویر دیکھئے تو مسکراتی دانتوں بھری تصویر اپنے لکڑ پوتے ٹرمپ سے مشابہت کی حامل ہے! اگرچہ ٹائم میگزین میں 'پرسن آف دی ایئر' مردِ سالِ نو محمد بن سلمان کو قرار دیا گیا۔ یہ اعزاز عطا کرنے کی

وجوہات اظہر من الشمس ہیں۔کعبے کے پاسبانوں نے صنم خانہ امریکہ پر وفاداریاں اور محبتیں نچھاور کرنے کی ساری حدیں جو توڑ ڈالیں، امت حیرت زدہ، دم بخود روزانہ ایک نئی حد شکن خبر پاتی ہے۔ ریاض سے اب یہ یکایک جو ہماری حکومتی پالیسی نے مغرب پر محبت کے ڈونگرے برساتے امریکہ سمیت ۲۴ ممالک کے شہریوں کو ایئرپورٹ پر ویزا دینے کا اعلان فرمادیا ہے، اس کا کیا جواز ہے؟

امریکہ تو ہمارا ناطقہ بند کرنے، گلا گھونٹنے کے درپے ہے۔ ملک کے اندر گھس کر ہماری خود مختاری کے پرخچے ڈرون حملوں سے اڑا رہا ہے۔ جس کی ہم نے تقریباً تائید ہی کر دی ہے۔ ہم ریمنڈ ڈیوسوں اور بلیک واٹریوں کے لیے کام آسان کر رہے ہیں۔ ہمارا حافظہ اتنا کمزور تو نہیں کہ ہمیں پرویز مشرف دور میں امریکہ پر برسائے ویزوں کے نتائج یاد نہ ہوں۔ امریکہ نے بذریعہ کشنر سعودی ولی عہد کو مسلم دنیا کے لیے اعزازی وائسرائے بنا رکھا ہے۔ پاکستان سے اپنی باتیں منوانے کے لیے وہ براستہ ریاض کام نکلوانا آسان سمجھتا ہے۔ شریف بھائیوں سے ولی عہد کی خصوصی ملاقات بلا سبب تو نہ تھی۔ خاص طور پر بلوایا جانا، مشرف باریابی بخشنا کسی ایجنڈے کے تحت ہی تھا۔ سو آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

افغانستان میں طالبان نے امریکہ کی سونڈ پر جو تازہ داغ لگایا ہے وہ انہیں دہلا کر رکھ دینے والا ہے۔ ہر ایسے چرکے (انٹرنیشنل ہوٹل پر حملہ) کا غصہ ہم پر نکالا جاتا ہے۔ زبردست سکیورٹی کا حامل ہوٹل، ۵ عدد افراد کے ہاتھوں ۱۶ گھنٹے تک یرغمال بنا رہا۔ ۴۰ افراد مارے جانے کو تو کابل نے قبول کر لیا ہے۔ جس میں امریکی بھی نشانہ بنے ہیں۔

سپر پاور ان درویشوں کے ہاتھوں ہلا ماری گئی ہے۔ ہم فدویوں کی شامت تو آئے گی۔ امریکہ ۱۷ سال سے نمٹنے کی کوشش میں ادھ موا ہو گیا ہے۔ ۲ ملین سے زیادہ اجڑے پجڑے امریکی فوجی اب اس جنگ کے نتیجے میں امریکی حکومت سنبھال رہی ہیں، جو نفسیاتی عارضوں میں مبتلا بے گھر بے در اور نشے کے عادی ہو چکے ہیں۔ معیشت پر بھاری بوجھ ہمہ گیر جنگی اخراجات کے ساتھ یہ بھی ہے۔ ادھر اللہ امریکہ پر مسلسل موسمی میزائل برسا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ موسم کے اعتبار سے یہ پہلی عالمی جنگ کا سماں ہے جو آسمانی بلاؤں کے ہاتھوں ہم دیکھ رہے ہیں۔ پہلے شدید خشکی نے جنگلوں کی آگ کی صورت بہت کچھ بھسم کر دیا۔ پھر کیلی فورنیا میں کیچڑ کا سیلاب آیا۔ اب شدید زلزلہ۔ ملک کے مختلف حصوں میں چنگھاڑتی برفانی ہوائیں۔ ایسے طوفان کہ انہیں سائیکلون بم کا نام دیا۔ دنیا پر بارود برسا کر گلوبل وارمنگ کا نتیجہ یہ شدید موسمی تبدیلیاں بھگت رہے ہیں۔

راؤ انوار اور زینب کا مجرم عمران۔ دونوں کے حوالے سے یہ خدشہ سامنے آنا تشویشناک ہے کہ ان کے پس پشت کارفرما بااثر عناصر کا پردہ رکھنے کی خاطر ان کی جان کو خطرات لاحق ہیں۔ پردہ نشینوں کے راز کھلنے کے اندیشے سے اس کا قوی امکان ہے۔ ملکی انتشار اور ظلم کے نتائج دیکھنے ہوں تو شام میں بشار الاسد کی فوج کے ہاتھوں مظالم کے نتیجے میں بھڑک اٹھنے والی آگ نے سبھی کچھ راکھ کر ڈالا۔ یہی اس خانہ جنگی کے اجزاء تھے۔ خوف کی چادر اوڑھے شہری تشدد، لاپتگی، ماورائے عدالت قتل زنا بالجبر کے حادثات کے نتیجے میں درعا میں اٹھے تھے۔ اب وہ آگ بجھانی کسی کے بس میں نہیں رہی! اللہ پاکستان پر رحم فرمائے! (آمین)

ے زندگی ریگ میں سفر جیسے

راہزن بھی ہوں رہنما جیسے

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

بقیہ: راؤ انوار اور کراچی میں 'ماورائے عدالت قتل'

ذرائع کے مطابق تازہ ترین کیس میں بھی نقیب اللہ کے ساتھ مارے جانے والے تین لوگ ایجنسیوں نے راؤ انوار کے حوالے کیے تھے۔ ان کے مطابق ان میں سے ایک شخص جنوبی پنجاب کے شہر اوچ شریف سے ڈیڑھ سال قبل اٹھایا جانے والا لاپتہ شخص محمد اسحاق تھا جس کے خلاف کوئی بھی کریمنل ریکارڈ نہیں ملا ہے۔

کئی حاضر سروس اور ریٹائرڈ پولیس افسران کے مطابق بدل (بدلے) کی پختون روایت کی وجہ سے خیبر پختونخواہ یا فاٹا میں پولیس مقابلوں میں ہلاکت ایک نایاب چیز ہے۔ ایک پولیس افسر کے مطابق:

"مگر مقتدر حلقوں کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان کے گندے کاموں کی وجہ سے کراچی میں پولیس اہل کار کتوں کی طرح مارے جا رہے ہیں"

سندھ حکومت کے ایک ذریعے کے مطابق چار ماہ قبل اس وقت ایک عجیب صورت حال پیدا ہو گئی جب کئی فوجی حکام کراچی میں سندھ سیکریٹریٹ کے دورے پر تھے۔ میٹنگ میں چیف سیکریٹری سمیت مرحوم میر ہزار خان بجارانی بھی شامل تھے۔ فوجی افسران میں ایک لیفٹیننٹ جنرل، چار میجر جنرل، اور کچھ غیر ملکی فوجی حکام شامل تھے۔ ذریعے کے مطابق

"ان میں سے ایک جنرل نے وزیر اعلیٰ سے پوچھا کہ صوبائی حکومت ایسے قاتل کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لے رہی تھی"۔

وزیر اعلیٰ نے سوال نظر انداز کر دیا، مگر جب اسی رینک کے ایک اور افسر نے سوال دہرایا، تو اُس نے بالآخر جواب دیا:

"بہتر ہو گا کہ آپ اپنے کور کمانڈر اور ایجنسیوں سے بھی یہ سوال پوچھیں"۔

☆☆☆☆☆

DR. M. NIZAMUDDIN SHAMZAI
Professor of Hadees:
JAMIAT-UL-ULOOM-UL-ISLAMIA
Allama Banori Town, Karachi. Ph: 4918314

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
فون: ۴۹۱۸۳۱۴

امریکہ نے امارتِ اسلامی افغانستان پر حملہ کر دیا ہے۔ اب مسلمانوں کیلئے شرعی احکام مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو گیا ہے کیونکہ موجودہ صورتحال میں صرف افغانستان کے آس پاس مسلمان امارتِ اسلامی افغانستان کا دفاع نہیں کر سکتے ہیں اور یہودیوں اور امریکہ کا اصل ہدف امارتِ اسلامی افغانستان کو ختم کرنا ہے۔ دارالاسلام کی حفاظت اس صورت میں تمام مسلمانوں کا شرعی فریضہ ہے۔

۲۔ جو مسلمان چاہے اس کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو اور کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے سے وابستہ ہو وہ اگر اس صلیبی جنگ میں افغانستان کے مسلمانوں یا امارتِ اسلامی افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف استعمال ہو گا وہ مسلمان نہیں رہے گا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف کوئی بھی مسلمان حکمران اگر حکم دیں اور اپنے ماتحت لوگوں کو اسلامی حکومت کے ختم کرنے کیلئے استعمال کرنا چاہے تو ماتحت لوگوں کیلئے اس طرح کے غیر شرعی احکام ماننا جائز نہیں ہے بلکہ ان احکام کی خلاف ورزی ضروری ہو گی۔

۴۔ اسلامی ممالک کے جتنے حکمران اس صلیبی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے رہے ہیں اور اپنی زمین، وسائل اور معلومات ان کو فراہم کر رہے ہیں وہ مسلمان پر حکمرانی کے حق سے محروم ہو چکے ہیں تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ ان حکمرانوں کو اقتدار سے محروم کریں چاہے اس کیلئے جو بھی طریقہ استعمال کیا جائے۔

۵۔ افغانستان کے مسلمان مجاہدین کے ساتھ جانی و مالی اور ہر قسم کی ممکن مدد مسلمانوں پر فرض ہے لہذا جو مسلمان وہاں جا کر ان کے شانہ بشانہ لڑ سکتے ہیں وہ وہاں جا کر شرکت کر لیں اور جو مسلمان مالی تعاون کر سکتے ہیں وہ مالی تعاون فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مصیبت اس گھڑی میں مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔

فقط والسلام

اس فتویٰ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کر کے دوسرے مسلمانوں تک پہنچائے۔

امارت اسلامیہ افغانستان

میں صلیبیوں اور ان کے اتحادیوں کے نقصانات

جنوري 2018ء

کاروائیاں	853
استشہادی کاروائیاں	6

■ نسکوري شوي الوتکي

ڈرون	1
ہیلی کاپٹر	1

	ہلاک	زخمی
صلیبی	39	18
اتحادی	1885	1257

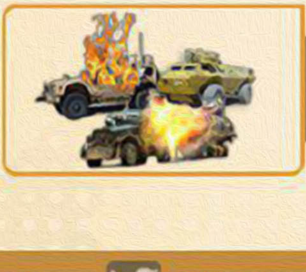

گاڑیاں 354

راؤانوار اور اُس کے سرپرست... معاصر کالم نگاروں کے الفاظ میں!

راؤانوار کے سیاہ کرتوت پوری طرح سامنے آچکے ہیں، اگرچہ یہ پہلے بھی کوئی ڈھکے چھپے نہیں تھے لیکن ریاستی جبر کے باعث آزادیٔ اظہار کا بڑے سے بڑا چیمپئن اور دن رات آزادیٔ صحافت کا پرچار کرنے والے بھی زبان دانتوں میں دبائے بیٹھے تھے۔ اب جبر کی فضا (کم از کم راؤانوار کی حد تک) کم ہوئی ہے تو بہت سوں کو زبان بھی مل گئی ہے۔ ذیل میں پاکستان کے چند معروف کالم نگاروں کے اس موضوع پر کالم شائع کیے جا رہے ہیں۔ یہ سب ہی اپنے اپنے طور پر اسٹیبلشمنٹ کے پروردہ بھی ہیں اور فوجی جنتا کے گیت بھی گاہے گاتے رہتے ہیں۔ لیکن ظلم اور وحشت کا بازار اس وسیع پیمانے پر برپا کیا گیا ہے کہ خفیہ اداروں اور جرنیلوں سے پوچھ پوچھ کر ایک ایک لفظ لکھنے والے بھی اس موقع پر اپنے "بڑوں" کے لتے لینے پر خود کو مجبور پاتے ہیں۔ ادارہ نوائے افغان جہاد کا مذکورہ صحافیوں کی تمام آرا و خیالات سے متفق ہونا قطعی ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ عمومی طور پر ہوا کا رُخ دیکھ کر ہی اڑان بھرتے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پاکستانی فوج اور اس کے خفیہ اداروں کی 'میج' سنوارنے اور بنانے میں، اُن کے گُن گانے میں اور اُنہیں ہیرو کی صورت میں پیش کرنے میں "آزادیٔ صحافت" کے یہی کارپرداز ہی پیش پیش رہے ہیں، جس کا یہ خاطر خواہ عوضانہ بھی وصولتے ہیں۔ لیکن اس وقت ہوا کا رُخ کراچی اور ملک بھر میں جعلی مقابلوں میں شہید کیے گئے افراد کی مظلومیت کی طرف ہے تو یہ بھی مجبور ہوئے ہیں کہ راؤانوار اور اُس کے سرپرستوں کے قبیح چہروں کو اپنے الفاظ و بیان میں کھولیں۔ [ادارہ]

حامد میر

جعلی پولیس مقابلوں کے لئے بدنام پولیس افسر راؤ انوار کی سرپرستی کے الزام پر ان لبرل اور جمہوریت پسند دوستوں کو ذرا شرم نہیں آتی۔ کون نہیں جانتا کہ راؤ انوار آج سے نہیں سال ہا سال سے جعلی پولیس مقابلوں کے الزامات کا سامنا کر رہا ہے اور ۲۰۰۸ء کے بعد سے وہ کراچی میں ایس ایس پی بن کر بیٹھا ہوا تھا تو اس کی وجہ صرف اور صرف پیپلز پارٹی کی سرپرستی نہیں بلکہ کچھ طاقتور اداروں کی تھپکی بھی تھی۔ ۲۰۱۵ء میں راؤ انوار نے آئی جی سندھ سے پوچھے بغیر ایک پریس کانفرنس کی اور متحدہ قومی موومنٹ پر ملک دشمنی کے الزامات لگائے۔ آئی جی سندھ کو ایم کیو ایم پر لگائے جانے والے الزامات پر کوئی اعتراض نہیں تھا انہیں یہ اعتراض ہوا کہ سندھ پولیس کے ایک ایس ایس پی نے اپنے آئی جی سے پوچھے بغیر پریس کانفرنس کیوں کی؟ راؤ انوار کو معطل کر دیا گیا اور وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے آئی جی کے فیصلے کی حمایت کی لیکن پھر یہ ہوا کہ جنرل ریٹائرڈ راحیل شریف نے جذبہ حب الوطنی کے نام پر راؤ انوار کی سفارش کی اور انہیں بحال کر دیا گیا۔ کیا سید خورشید احمد شاہ ان سب کے لئے تالیاں بجانا پسند کریں گے جو ماضی میں راؤ انوار کی سرپرستی کرتے رہے اور ان کے جعلی پولیس مقابلوں پر انہیں داد دیتے رہے؟

جب سے راؤ انوار پر نقیب اللہ محسود کو جعلی پولیس مقابلے میں قتل کرنے کا الزام لگا ہے۔ تحریکِ انصاف راؤ انوار کی مذمت میں بہت آگے آگے ہے۔ یہ وہی تحریکِ انصاف ہے جس نے ۲۰۱۵ء میں راؤ انوار کی معطلی کے بعد ان کے حق میں مظاہرے کئے تھے۔ تحریکِ انصاف اتنے یوٹرن نہ لے کہ بچہ بچہ اس کے لئے تالیاں بجانے اور آوازیں لگانے پر مجبور ہو جائے

....

یہ نظام راؤانوار کا ہے...راؤانوار کی طاقت

حبیب اکرم

تین برس ہوتے ہیں، کراچی میں دوستوں کی مجلس برپا تھی کہ ایک دوست نے اپنا موبائل فون مجھے تھمادیا اور حکم دیا، بات کرو۔ میں نے حکم کی تعمیل میں فون کان سے لگایا تو پختون لہجے میں رواں اردو بولتے ہوئے کوئی صاحب کراچی پولیس کی چیرہ دستیوں کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے کچھ تفصیل چاہی تو معلوم ہوا کہ ملیر کے ایس پی راؤانوار کی بات ہو رہی ہے۔ راؤ انوار کا ذکر آتے ہی میں بے ساختہ پوچھ بیٹھا: "آپ کا کوئی عزیز اس کی قید میں تو نہیں؟"۔ میرا سوال قیامت ہو گیا۔ جواب آیا: "میرے تین عزیز اس کی قید میں تھے مگر چند دن پہلے وہ انہیں دہشت گرد قرار دے کر پولیس مقابلے میں قتل کر چکا ہے"۔ یہ کہہ کر وہ صاحب فون پر ہچکیاں لے لے کر رونے لگے۔ چند لمحے بعد ایک دوسری آواز ابھری جس نے بتایا کہ "کاکا جان (چچا جان) اب بات کرنے کے قابل نہیں رہے، لیکن ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں"۔

میں نے ان سے اگلے دن کا وقت طے کر لیا اور فون بند ہو گیا۔ مجلس ابھی جاری تھی کہ جماعت اسلامی کراچی کے مقامی امیر آن پہنچے۔ باتوں باتوں میں اس فون کال کا ذکر ہوا تو کہنے لگے، 'میں بھی اسی کام کے لیے آپ سے ملنے آیا تھا۔ انہوں نے اپنے بیگ میں سے ایک فائل نکالی جس میں سندھ ہائیکورٹ میں دائر کی گئی ایک پٹیشن اور سندھ پولیس کے ساتھ خط و کتابت کی نقول لگی تھیں۔ اس سے پہلے کہ میں فائل پڑھتا، وہ گویا ہوئے "یاد رکھیے گا کہ یہ ایک ہارا ہوا مقدمہ ہے۔ جن تین لوگوں کو راؤ انوار سے چھڑانے کے لیے ہم ہائیکورٹ گئے تھے، وہ مارے جا چکے ہیں، ان میں سے ایک سبزی کا کام کرتا تھا اور دو پنکچر کی دکان پر مزدور تھے۔ ان تینوں سے ہینڈ گرنیڈ، خود کش جیکٹ اور نجانے کیا کیا کچھ برآمد کر کے میڈیا والوں کو دکھایا جا چکا ہے"۔

خیر اگلے روز میں ان تینوں مارے جانے والوں کے لواحقین سے ملا جنہوں نے نہ جانے کیوں مجھ سے امید وابستہ کرلی تھی کہ میں انہیں انصاف دلانے کے لیے کچھ کر گزروں گا۔ کراچی سے لاہور آتے ہوئے جہاز میں بیٹھ کر میں نے یہ فائل مکمل طور پر پڑھ لی۔ پھر اپنے صحافیانہ روابط سے کچھ پتا چلانے کی کوشش کی اور جو کچھ معلوم ہوا اگلے روز دنیا ٹی وی کے پروگرام میں بتا بھی دیا۔ میری آواز سیاست کے نقار خانے میں دب کر رہ گئی۔ ادھر ادھر کچھ حرکت ہوئی مگر راوی نے پھر چین ہی چین لکھنا شروع کر دیا۔ مجھے بھی کچھ زیادہ توقع نہیں تھی کیونکہ مجھے یقین تھا اور ہے کہ راؤ انوار کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا البتہ وہ جسے چاہے مار سکتا ہے۔

اس کے چند دن بعد دوبارہ کراچی گیا تو ایک بہت بڑی کاروباری شخصیت کے ہاں کھانے پر ایس ایس پی ملیر راؤ انوار بنفس نفیس موجود تھے۔ ہم دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں، میں نے کچھ کہا نہ آنجناب نے کچھ فرمایا۔ البتہ کھانے کے بعد اسی گھر کے ایک گوشے میں جہاں میں کسی سے موبائل فون پر بات کر رہا تھا کہ راؤ انوار میرے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔ میں نے فون مختصر کیا اور ان کی طرف متوجہ ہوگیا۔ کہنے لگے ”آپ نے جو کچھ میرے بارے میں کہا ہے وہ سچ نہیں ہے“۔ میں نے پوچھا: کون سی بات سچ نہیں ؟ تو انہوں نے اپنے خاندان کے حوالے سے ایک بات مجھے بتائی جس کا ذکر میں نے پروگرام میں کیا تھا۔ میں نے فوری طور پر اس کی معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ اگلے روز میں اس کی تصحیح کردوں گا البتہ میں نے ان تین نوجوانوں کے بارے میں خاموشی سے معذرت کرلی جو ان کے ہاتھوں مارے جاچکے تھے۔ ہماری بات چیت جو خوشگوار ماحول میں شروع ہوئی تھی فوراً ہی تلخی کی حدود میں داخل ہوگئی۔

راؤ انوار کا کہنا تھا کہ میں ان کے بارے میں مکمل طور پر خاموش رہوں۔ میرا اصرار تھا کہ میں ان کی ذات کے حوالے سے وضاحت کرکے مارے جانے والوں کی بات کروں گا۔ ان کا اصرار اور میرا انکار بڑھتا رہا تو راؤ صاحب کی اصلیت باہر آگئی۔ انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کچھ دبایا اور میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا: ”آپ پاکستان میں کسی کا نام بتائیں جو آپ کو میری سفارش کردے، فلاں میرا دوست ہے، فلاں میرا جگر ہے، فلاں میرا مہربان ہے، فلاں میرا بھائی ہے، فلاں میری بہن ہے“۔ ایس ایس پی ملیر کے منہ سے نکلنے والے ہر ”فلاں“ پر مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ میرے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں اور میں سوچ رہا تھا کہ ان میں سے آدھے ’فلانے‘ بھی اگر اس شخص سے تعلق رکھتے تھے (یا ہیں) تو پھر پاکستان میں راؤ انوار کا کچھ نہیں بگڑ سکتا اور ان فلانوں کی موجودگی میں پاکستان کا کچھ بن نہیں سکتا۔ میں خاموش رہا تو انہوں نے بڑے رسان سے کہا: ”ابھی آپ کو صحافت میں بہت آگے جانا ہے، آپ کو سمجھ بوجھ کر بولنا اور لکھنا چاہیے“۔ اپنی بات ختم کرکے میرا کندھا زور سے دبایا، فاتحانہ نظروں سے میری طرف دیکھا اور ہاتھ ہٹالیا۔ اب میرے لیے خاموش رہنا مشکل تھا۔ میں نے صرف اتنا کہا: ”راؤ صاحب میں وہ کروں گا جو میرا کام ہے، آپ وہ کیجیے جو آپ کرسکتے ہیں“۔

گفتگو ختم ہوچکی تھی، ہم دونوں واپس کھانے کے کمرے میں چلے گئے۔ ہمارے میزبان نے ہماری غیر حاضری بھی محسوس کی تھی اور ہم دونوں کے درمیان تلخی بھی بھانپ لی تھی۔ مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ میں یہاں کیوں چلا آیا اور شاید میزبان بھی افسردہ تھا کہ اس نے مجھے کیوں بلایا۔ میں یہ سوچتا ہوا وہاں سے نکل آیا کہ میرے پاس سوائے آواز اٹھانے کے کیا راستہ ہے اور آواز اٹھ بھی جائے تو کیا ہوگا کہ اس ملک کا ہر طاقت ور تو راؤ انوار کی جیب میں پڑا ہے۔

مجھے علم تھا کہ راؤ انوار کراچی کے بڑے بڑے کاروباری گروپوں کی باہمی لڑائیوں میں کیا کردار ادا کرتا رہا ہے، کس طرح اس شہر میں کاروبار، جرم، سیاست اور پولیس ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے چل رہے ہیں۔ میں جانتا تھا کہ اس ملک کے ایک وزیر اعظم کے سامنے جب راؤ انوار کی کارستانیوں پر مبنی فائل رکھی گئی تو اس نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا کہ میں اسے نہیں چھیڑ سکتا۔ وہ ملک کے وزیر اعظم سے بھی طاقت ور تھا، اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ پا رہا تھا اور وہ کشتوں کے پشتے لگائے چلے جا رہا تھا۔

جب میں نے پہلی بار نقیب اللہ محسود کی تصویر دیکھی اور معلوم ہوا کہ یہ نوجوان کراچی میں کسی پولیس مقابلے میں مارا گیا ہے تو فوراً راؤ انوار کا خیال آیا۔ بدقسمتی دیکھیے کہ یہ درست بھی نکلا۔ میری نظروں کے سامنے ان لوگوں کے چہرے گھومنے لگے جو کسی نہ کسی عنوان کے تحت ملیر یا گڈاپ کے کسی ویرانے میں یکطرفہ مقابلوں کا شکار ہوگئے تھے۔ یہ خیال بھی آیا کہ کچھ نہیں ہوگا بس چند دن شور شرابا رہے گا اور اس کے بعد راؤ انوار اپنا کام کرتا رہے گا۔

ٹی وی چینلوں اور اخبارات تک بات رہتی تو شاید ایک آدھ دن کے ماتم کے بعد نقیب اللہ کو بھلا دیا جاتا مگر سوشل میڈیا کے ذریعے کچھ ایسے چل نکلی کہ نقیب اللہ محسود کا خون رنگ لاتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ انکوائری کمیٹی بنی تو لگا اس کی تشکیل سے راؤ انوار کے دامن پر لگے دھبے مٹانا مقصود ہے لیکن اس کمیٹی نے واقعی انکوائری شروع کردی تو حوصلہ ہوا۔ پھر سپر ہائی وے پر سہراب گوٹھ کے قریب احتجاج ہوا تو حوصلہ بڑھا۔ پھر راؤ انوار عہدے سے ہٹا دیا گیا تو امید پیدا ہوئی کہ اب انصاف ہوگا۔ محسودوں نے کراچی میں جرگہ کیا تو محسوس ہوا اب شاید راؤ انوار کے سرپرستوں کو بھی اس کی طرفداری کرتے کچھ شرم آئے گی۔ مگر انصاف کے کملائے ہوئے پودوں پر امید کی نئی کونپلیں پھوٹتی دیکھ کر بھی مجھے بہار کی آمد کا یقین نہیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ راؤ انوار کا کچھ نہیں بگڑے گا کیونکہ اسے

بچانے والے 'فلانے' 'بڑے طاقت ور لوگ ہیں۔کسی کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ یہ نظام ایس ایس پی ملیر راؤانوار کا ہے اور ہم سب نقیب اللہ ہیں۔

راؤانوار سے غلطی ہوگئی

اوریا مقبول جان

پولیس مقابلوں میں "دہشت گردوں" کو مارنے والے راؤ انوار سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ غلطی بھی ایسی جس نے اس کی "دہشت گردی" کے خلاف برسرِ پیکار ایک "عالمی شہرت یافتہ پولیس افسر" کی "شہرت" داؤ پر لگادی۔ وہ اگر تھوڑی دیر صبر کرلیتا، نقیب اللہ کو مزید چند ماہ اپنی قانونی طور پر "غیر قانونی" حراست میں رکھ لیتا، دیگر لاپتا افراد کی طرح اس کی بھی خبر نہ ہونے دیتا، انتظار کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر ایسی داڑھی بڑھ آئے جس سے وہ کسی مسجد کا خطیب یا موذن، کسی تبلیغی گشت پر نکلا ہوا شخص یا کسی مسجد میں مستقل خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے والا نظر آئے۔ اس کا وزیرستان سے ہونا ہی اس کے کردار کو مشکوک کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس کو ایک ایسی شلوار بھی پہنائی جاسکتی تھی جو اس کے لمبے قد پر پوری نہ آتی اور لگتا کہ وہ مستقل شرعی حکم کی پابندی کا عادی ہے اور ٹخنوں سے اوپر اپنی شلوار رکھتا ہے۔ مسلسل قید تنہائی اس کے چہرے سے بشاشت چھین کر مردنی، خوف اور اذیت کے آثار پیدا کردیتی۔ اسے اپنے مستقبل سے بے یقینی کا احساس نفسیاتی مریض بنا چکا ہوتا۔ ایسے تمام لوگوں کو جو ایک طویل عرصہ لاپتا ہونے کی فہرست سے اچانک نمودار ہوتے ہیں، ان کی داستانیں دل دہلانے دینے والی ہوتی ہیں۔ چھ فٹ لمبا اور پانچ فٹ چوڑا ایک سیل جس کے ایک کونے میں دوفٹ اونچی دیوار سے پردہ بنا کر باتھ روم بنایا گیا ہوتا کہ آپ رفع حاجت کرنے جائیں تو سامنے والے سپاہی کی نظروں سے اوجھل نہ ہو جائیں۔ آپ کو اس سیل میں لاکر پھینک دیا جائے اور دنیا بھر میں کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہو کہ آپ کہاں ہیں۔ آپ کو بھی ایک عرصہ وہاں گزرنے کے بعد یقین سا ہونے لگے کہ آپ کی موت یہیں آئے گی۔ ایسے میں اگر آپ کو باہر نکال کر پولیس مقابلے میں مارنے کا فیصلہ کر دیا جائے تو موت آپ کے لیے اذیتوں سے نجات کا شان دار راستہ بن جاتی ہے۔ آپ کسی پیشی پر تو جا نہیں رہے ہوتے کہ پولیس والے آپ کو حلیہ درست کرنے کے لیے کہیں۔ آپ کو ایک ہولناک انجام کی طرف لے جایا جانا ہوتا ہے اور جب پولیس والے آپ کو ایک ویران جگہ پر گاڑی سے دھکا دے کر اپنی مغلظات بھری زبان میں کہتے ہیں کہ "بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے"۔ ایسے میں آپ اس تھوڑی سی مہلت میں پوری رفتار سے بھاگنا چاہتے ہیں لیکن کیا کریں، گولیوں کی رفتار آپ سے کئی گنا تیز ہوتی ہے۔ موت آپ کے تعاقب میں آپ تک پہنچ جاتی ہے۔ شاید یہی کچھ نقیب اللہ کے ساتھ ہوا ہوگا۔ لیکن راؤانوار سے غلطی ہوگئی۔ اگر نقیب اللہ چند ماہ مزید حراست میں گزار لیتا تو اس کا چہرہ یقیناً اس شخص ضرور ملتا جلتا ہوتا جسے پاکستانی اور عالمی میڈیا "دہشت گرد" بنا کر گزشتہ سترہ سال سے پیش کر رہا ہے تو پھر راؤانوار نقیب اللہ کی لاش پر پاؤں رکھ کر تصویریں بنواتا، اس کے چہرے کے کلوز اپ میڈیا کو پیش کرتا۔ سول سوسائٹی اور میڈیا اسے داد دیے بغیر نہ رہتی کہ وہ ایک ایسا پولیس افسر ہے جس نے دہشت گردی کے خاتمے میں مثالی کردار ادا کیا ہے، اسی کی وجہ سے شہر میں امن قائم ہوا ہے، لوگ سُکھ کا سانس لے رہے ہیں۔

لیکن راؤانوار سے غلطی ہوگئی۔ اسے اندازہ تک نہیں تھا کہ وہ سول سوسائٹی جو اسے داڑھی والے مولوی نما لوگوں کو پولیس مقابلے میں پار کرنے پر کچھ نہیں کہتی، وہ آج یقین ہی نہیں کررہی ہیں کہ اس نے ایک دہشت گرد مارا ہے۔ وہ سوچتا ہوگا کہ میں نے درجنوں مولوی نما لوگوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر دعویٰ کیا کہ یہ دہشت گرد ہیں، ان کا طالبان سے تعلق ہے، یہ فلاں فلاں دھماکوں میں ملوث تھے۔ سب کے سب مجھ پر یقین کر کے گھروں کو لوٹ گئے اور چین کی نیند سوگئے۔ لیکن یہ ماڈل نما بالوں کی جدید تراش خراش والا نقیب اللہ، جو اپنی بچیوں کے ساتھ تصویریں بھی کھنچوا چکا تھا، ایسے شخص کو پولیس مقابلے میں مارنا تو گلے میں پڑ گیا۔ پوری "سول سوسائٹی" اس کے لیے کھڑی ہوگئی۔ شروع شروع میں جب کوئی مولوی مارا جاتا تھا تو مدرسے کے طلبہ جلوس نکال لیا کرتے تھے لیکن اب تو بھلا ہو میڈیا کا اس نے ہم پولیس والوں کا کام اتنا آسان کر دیا ہے کہ ہم کتنے ہی مولوی جیسی شکلوں والوں کو پولیس مقابلے میں پار کر دیں کوئی ایک حرف مذمت کا نہ منہ نکلتا ہے اور نہ تحریر کرتا ہے۔ سب ایک ہی تاثر لیے ہوئے ہیں "خس کم جہاں پاک۔"

ایک زمانہ تھا جب پولیس مقابلوں کی خبریں ایسے لوگوں کے بارے میں آتی تھیں جنہیں پورا علاقہ جانتا تھا' لوگوں پر اُن کا خوف طاری ہوتا تھا' ہر کسی کو علم ہوتا تھا کہ فلاں ڈاکو کس دریا کے ساتھ والے بیلے میں اپنا ٹھکانہ بنائے ہوئے ہے، کون سا علاقہ ہے جہاں رات گئے تو کیا دن میں بھی گزرنے سے لوگ ڈرتے ہیں، شہر میں کسی کو بھی شراب، ہیروئن، چرس وغیرہ کی طلب ہو تو وہ کس شخص کے اڈوں سے میسر آسکتی ہے۔ ان لوگوں کے حلیے اور کردار اس دور کا واحد میڈیا "فلم"، مصطفی قریشی اور سلطان راہی کی صورت میں پردۂ اسکرین پر پیش کرتا تھا۔ ایسے لوگ آج بھی دریاؤں کے بیلوں اور کچے کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے سیاسی لیڈروں، وزیروں، زمینداروں، پتھارے داروں، نوابوں اور سرداروں کے ذاتی محافظوں میں شامل ہوتے ہیں لوگ ان سے ویسے ہی آج بھی تنگ ہیں لیکن بھلا ہو جمہوریت، الیکشن اور عوامی نمائندگی کا کوئی زبان نہیں کھول سکتا۔

اس وقت پورے پاکستان میں ہر ضلع میں مفرور ملزموں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ اگر ہر ضلع مفروروں کی تعداد صرف ایک ہزار ہی لگا دی جائے تو ۱۰۸ اضلاع کے ایک لاکھ

آٹھ ہزار مفرور بنتے ہیں۔ یہ یقیناً کم سے کم تعداد ہے کیونکہ صرف راولپنڈی ضلع کے مفروروں کی تعداد تین ہزار سے زیادہ ہے۔ پاکستان کی عظیم، مقدس، محترم، پاک باز اور اعلیٰ نسب پارلیمنٹ کے اراکین کے ذاتی گن مینوں اور گارڈوں کو روک کر اگر اسلام آباد کی پریڈ گراؤنڈ میں کھڑا کر کے تمام اضلاع کے پولیس افسروں کو وہاں بلایا جائے کہ اپنے اپنے علاقے کے مفرور چن لو تو اس ملک کے اضلاع کے آدھے سے زیادہ مفرور گرفتار ہو جائیں۔ باقی اسی پارلیمنٹ کے مفرور اراکین کے زیر اثر علاقوں کے پالتو بدمعاشوں، اسمگلروں، منشیات فروشوں اور پیشہ ور قاتلوں کے ڈیروں پر مل جائیں گے۔ بے شمار دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ممبر پارلیمنٹ کسی ڈی پی او کے دفتر میں کسی کام کی غرض سے جاتا ہے تو اس کی گاڑی میں دو تین مفرور اس کے گن مینوں کی صورت میں باہر موجود ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ ڈی پی او کو اس ممبر پارلیمنٹ نے وزیر اعلیٰ سے خصوصی سفارش کر کے لگوایا ہوتا ہے اس لیے سب خاموش رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ڈی پی او اسے گاڑی تک چھوڑنے بھی آئے مفروروں پر ایک نظر ڈالے اور خاموشی سے اپنی ٹوپی سیدھی کرتا ہوا واپس چلا جائے۔

یہ تمام مفرور جنہیں میڈیا ایک زمانے سے فلمی کرداروں کی صورت ڈاکو، چور، قاتل، لٹیرے اور مفرور کے حلیے میں پیش کرتا رہا ہے۔ یہ سب آج بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ ان کے ڈیروں پر آج بھی زینب جیسی معصوم لڑکیوں کے مجرموں کو مستقل پناہ ملتی ہے۔ یہ مفرور ڈیرے دار اپنے علاقے میں کسی بھی سیاسی مخالف کی بیٹی کو اٹھا لے جاتے ہیں، یہ اپنے سیاسی آقاؤں کے اشارے پر لوگوں کو ایسے مارتے ہیں جیسے کوئی پرندہ۔ یہ سرعام گاؤں میں مخالفین کی عورتوں کو برہنہ کر کے بازاروں میں پھراتے ہیں۔ یہ سب آج بھی اکیس کروڑ کے اس ملک کے ہر گاؤں، قصبے اور شہر میں موجود ہیں، لوگوں کو خوفزدہ کیے ہوئے ہیں۔ لیکن ان سے پولیس مقابلہ کرنے کی جرات نہیں رکھتا، اس لیے کہ ہو سکتا ہے کوئی راؤ انوار کی طرح کا پولیس افسر ایسے ہی کسی شخص کے ڈیرے پر بیٹھا ہو اور وہی مفرور ڈیرے دار اپنے کسی سرپرست، ممبر پارلیمنٹ، وزیر اعلیٰ، گورنر یا کسی اور سے اس کی سفارش کروا کر اس کا شاندار جگہ تبادلہ کروا رہا ہو۔ آج کے میڈیا کا قاتل، مجرم اور دہشت گرد ایسا شخص ہے جو داڑھی والا ہے، جس کے ماتھے پر محراب ہے، جس کی شلوار ٹخنوں سے اونچی ہے اور جس کی لاش پر راؤ انوار جیسا پولیس افسر پاؤں رکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ”دیکھو! یہ دہشت گرد ہے، ظالم ہے، طالبان کا ساتھی ہے۔“ خواہ اس کے گھر میں بھی نقیب اللہ جیسی ہنستی مسکراتی بچیاں باپ کی منتظر ہوں، وہ بھی ایک معصوم سا شہری ہو جو صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد رزق کی تلاش میں نکلا ہو۔ اس دفعہ راؤ انوار سے واقعی غلطی ہو گئی۔ کاش وہ مارنے سے پہلے نقیب اللہ کا حلیہ ہی بدل لیتا۔

……………

ایک فون کفن میں بھی رکھنا

احسان کوہاٹی

”آپ مجھے یہ بتائیں کہ بندہ تو ایک گولی سے بھی مر جاتا ہے پھر میرے بھائی کو چھ گولیاں کیوں ماری گئیں؟ زکریا رندھی ہوئی آواز میں پوچھ رہا تھا اور سیلانی خاموش تھا سیلانی کی جگہ دنیا کا بہترین وکیل بھی ہوتا کوئی چرب زبان نیوز اینکر بھی ہوتا تو اس کے پاس کیا جواب ہوتا؟ زکریا ماں جائے کے لئے ہچکیاں لے کر رونے لگا سیلانی کوشش کے باوجود کچھ نہ کہہ سکا چپ رہا اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ بھی نہ تھا، وہ چپ رہا یہاں تک کہ زکریا نے رندھی ہوئی آواز میں پھر اسے مخاطب کیا” اسے سینے پر گولی مار دیتے، ایک نہیں دو مار دیتے لیکن اس کے چہرے پر“۔ اس کی آواز ایک بار اشکوں میں ڈوب گئی، اس کے حلق سے لامعنی سی آوازیں نکلنے لگیں جو ہرگز بے معنی نہ تھیں سمجھنے والی ذات بخوبی سمجھ رہی تھی۔

وہ اس وقت کراچی پولیس کے مفرور ایس ایس پی راؤ انوار کے ہاتھوں مارے جانیوالے قاری اسحاق کے چھوٹے بھائی قاری زکریا سے اوچ شریف کے قریب چھوٹے سے گاؤں سے فون پر بات کر رہا تھا، قاری اسحاق وہی ”دہشت گرد“ تھا جسے راؤ انوار کے باوردی اسکواڈ نے نقیب اللہ محسود کے ساتھ گولیوں سے چھلنی کر کے پولیس مقابلہ ظاہر کر کے ہاتھ جھاڑے تھے اس کے بیچارے کے چھوٹے بھائی سے سیلانی کا رابطہ ایک پرانے واقف کار کے ذریعے ہوا تھا، وہ فیس بک پر سیلانی کے حلقہ احباب میں ہے اسی نے سیلانی کو بتایا کہ راؤ انوار کی فرعونیت کراچی تک محدود نہیں رہی نقیب اللہ محسود کے ساتھ مارا جانے والا دوسرا نوجوان ہمارا پڑوسی تھا، قاری اسحاق کی شرافت کا پورا علاقہ گواہ ہے، اس کی دنیا مدرسے سے شروع ہو کر مدرسے پر ختم ہوتی تھی۔“

”یعنی وہ مدرسے کا استاد تھا؟“

”جی، جی یہاں اس کے مدرسے میں ابھی بھی قرآن پڑھا سنا جا رہا ہے“

”بس تو پھر اس سے بڑا جرم کیا ہوگا“

سیلانی نے زکریا کا فون نمبر لیا اور پھر اس کے سامنے دہرے نہیں تہرے قتل کی دلدوز داستان سامنے تھی جسے سننے کے لئے جگر اچاہئے۔

قاری اسحاق اوچ شریف کے قریب بستی لانگ کا رہائشی اور سند یافتہ عالم دین تھا اسی بنا پر اس کی علاقے میں بڑی تکریم بھی تھی لوگ مولوی صیب، مولوی صیب کہتے نہ تھکتے تھے، صوفیا کے شہر اوچ شریف میں صوفی منش قاری اسحاق کی زندگی لگے بندھے انداز سے گزر رہی تھی، تھوڑی بہت زمین تھی اور ایک مدرسہ تھا قاری صاحب کا زیادہ تر وقت مدرسے میں پڑھنے پڑھانے میں گزرتا پھر بھرا پرا گھر تھا خیر سے چھ بھائی اور آٹھ بہنیں تھیں سب کے بچے جمع ہوتے تو پہچاننا مشکل ہو جاتا کہ کون کس کا بال ہے بھانجوں بھتیجوں کو کھیلتا

کودتے شرارتیں کرتا دیکھتے اور مدرسے میں بچوں کو پڑھاتے ہوئے اکثر قاری اسحاق اداس بھی ہو جاتا تھا اسے اپنی گود میں ہمک کر داڑھی کے بالوں سے کھیلنے والے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی کمی شدت سے محسوس ہونی لگتی، وہ ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھا اس کے باوجود اس نے اپنی گھر والی کے ساتھ روائتی مردوں کا سا سلوک نہیں رکھا وہ اسے رب کی رضا سمجھ کر چپ تھا اور اس کی رحمت نعمت کا منتظر تھا لیکن گھر والے چپ نہ تھے انہوں نے بھائی سے دوسری شادی کے لئے کہنا شروع کیا اور پھر اس پر دباؤ بھی ڈالنے لگے، بچوں کی چاہ کسے نہیں ہوتی؟ کون دنیا سے بے نام جانا چاہتا ہے قاری صاحب نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اب اس کے لئے لڑکی کی تلاش شروع ہوئی جو قاری اسحاق کی پھپھی کی بیٹی کے گھر ختم ہوئی ان کی کزن کی بیٹی سلمیٰ قاری اسحاق کے لئے پسند کرلی گئی رشتہ بھیجا گیا خاندان ہی کی بات تھی پھر قاری صاحب میں کوئی عیب نہ تھا بس ایک یہی مسئلہ تھا کہ وہ شادی شدہ ہے مگر یہ جنوبی پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں کوئی بڑا مسئلہ نہیں سمجھا جاتا رشتہ طے ہوا اور پھر ۲۰۱۲ میں شادی بھی ہوگئی اور شادی کے بعد مسائل بھی کھڑے ہونا شروع ہو گئے یہ مسائل بالکل ہی مختلف نوعیت کے تھے قاری صاحب نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اس کا واسطہ اس قسم کی صورتحال سے پڑ سکتا ہے؟ اس نے اسے اپنا شک سمجھا لیکن اس شک کا دائرہ صرف اس تک ہی محدود نہیں رہا، گاؤں دیہات شہر کی طرح بے ہنگم اور پھیلے ہوئے نہیں ہوتے لوگ ایکدوسرے کو جانتے پہچانتے ہیں، گاؤں میں کسی نووارد کو داخل ہوتے ہی جان لیا جاتا ہے بستی کا باسی تو کیا کتے تک دم کھڑی کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں، قاری صاحب کی نئی بیوی کی حرکتیں کب تک چھپی رہتیں، قاری صاحب نے تو اسے موبائل فون پر کسی سے باتیں کرتا ہی دیکھا تھا اس کے گھر والوں نے تو اور بہت کچھ بھی دیکھا تھا اس نے بیوی سے سخت لہجے میں بات کی، وارننگ دی اور سمجھایا بھی کہ ان کی علاقے میں عزت و قار ہے لوگ جنازے لے کر آتے ہیں نکاح پڑھواتے ہیں، پنچائتوں میں بٹھاتے ہیں اور میرے ہی گھر میں یہ سب ہونے لگے تو میں کیسے برداشت کروں؟

قاری صاحب کی بات پر اس کی بیوی نے گھر سر پر اٹھا لیا وہ یہ بات کسی طور ماننے پر رضامند نہ تھی اس نے اپنے شوہر کو شکی مزاج کہہ کر جھگڑا نا شروع کر دیا اور پھر تلخیاں ان کی زندگی میں گھلتی چلی گئیں سلمیٰ اپنی روش بدلنے کو تیار نہ تھی گھر والوں کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ غلط جگہ رشتہ جوڑ بیٹھے ہیں، دن ہفتے مہینے انہی تلخیوں اور جھگڑوں میں گزرنے لگے بات بڑھتی چلی گئی نوبت طلاق تک پہنچ گئی بالاخر ۲۰۱۵ء میں قاری اسحاق نے سلمیٰ کو طلاق دے کر راستہ جدا کر لیا، طلاق کے فیصلے سے دونوں خاندانوں کی ناچاقی دشمنی میں بدل گئی، سلمیٰ اور اس کے گھر والوں نے دھمکی دی کہ وہ ایسا سبق سکھائیں گے کہ نسلیں یاد رکھیں گی اور ایسا ہی ہو کچھ عرصے بعد قاری صاحب کے خاندان کو پولیس نے تنگ کرنا شروع کر دیا، دس نومبر ۲۰۱۶ء کی رات قاری صاحب کے گھر میں پولیس نے چھاپہ مارا اور قاری اسحاق کو گھسیٹتے ہوئے موبائل میں ڈال کر لے گئے، قاری اسحاق کا چھوٹا بھائی پولیس کے اس "حملے" میں قسمت سے محفوظ رہا اس کی چھوٹی سی کریانہ کی دکان ہے وہ دکان کا سامان لینے شہر گیا ہوا تھا لیکن وہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے چودہ فروری کو ایک بار پھر پولیس کو زکریا کی یاد آئی اور وہ اسے لے کر چلی گئی زکریا کی بوڑھی ماں دل پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی بڑے بیٹے کی جدائی نے پہلے ہی اس دکھیاری کی دل چھلنی کر دیا تھا اب دوسرے کو بھی پولیس پکڑ کر لے گئی تھی، وہ دل پکڑ کر بیٹھ گئی دو تین روز ہی میں لاپتہ ہو جانے والے دونوں بیٹوں کا دکھ لئے قبر میں اتر گئی۔

قاری اسحاق کو ماں کی موت کا علم تھانہ زکریا کو، زکریا سیلانی کو بتانے لگا "میں چودہ فروری سے اکتوبر تک جانے کس کی قید میں تھا، مجھے نہیں معلوم کہ کہاں رکھا گیا تھا، جانے کون سا ویرانہ تھا، وہ جب آتے تو میری آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے اور اس کے بعد جانے کس چیز سے مارتے تھے اتنا مارتے اتنا مارتے کہ لگتا میری کھال پھٹ گئی ہے وہ مجھ سے پوچھتے کہ اسلحہ کہاں چھپایا ہوا ہے میں نے انہیں ہر طرح سے قسمیں کھا کھا کر کہتا کہ اسلحہ ہوتا تو میرے گھر سے نکل آتا آپ لوگ دوبارہ میرے گھر جاؤ، زمین کھود لو دیواریں گرا دو کہیں سے ایک گولی بھی مل جائے تو اسی گولی سے مجھے مار دینا لیکن ان کی تسلی نہیں ہوتی۔

زکریا اپنے پر بیتے مظالم بتاتا ہوا رو پڑا رندھی ہوئی آواز میں بتانے لگا "وہ جب مار مار کر تھک جاتے تو جاتے جاتے ایک مرہم بھی دیتے ہوئے جاتے کہ زخموں پر لگا لینا"

"کیا تم نے وہاں کبھی اپنے بھائی قاری اسحاق کو دیکھا"۔

"نہیں لیکن ایک بار میں نے اس کے رونے کی آواز ضرور سنی تھی جس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ قاری صاحب بھی ادھر ہی ہیں"

قاری زکریا کئی مہینے ان نامعلوم طاقت ور قوتوں کی قید میں رہا بلاخر اسے ایک رات لودھراں اور ملتان کے بیچ ایک کھیت میں چھوڑ دیا گیا اور تاکید کی گئی کہ اپنی زبان بند رکھے، زکریا نے ایسا ہی کیا اس نے اپنی زبان سی لی اور اس وقت تک سیئے رکھی جب تک اس کے ماں جائے کی لاش اس کے کاندھوں پر نہ آگئی اب وہ بلا خوف وخطر بول رہا ہے کہ اس کو اس کی سابق بھابھی نے اپنے عزیز انسپکٹر ملک خلیل لانگ کے ذریعے اٹھویا ملک خلیل لانگ ان سرکاری اہلکاروں میں سے ہے جو وردی نہیں پہنتے، وہاں اس دیہاتی علاقے میں "راؤ انوار" کی سی شہرت رکھتا ہے، ملک خلیل والوں سے قاری اسحاق کے خاندان کی دیرینہ دشمنی ہے زکریا کا کہنا ہے کہ ملک خلیل لانگ نے اپنے دوست اور سی ٹی ڈی کے افسر راشد منیر کی مدد سے ان کے گھر پر چھاپہ پڑوایا، وہ کہتا ہے کہ ان سے تفتیش کی جائے ان سے پوچھا جائے کہ مجھے، میرے بھائی اور ہماری ہی بستی کے ناصر نامی نوجوان کو کس جرم میں اٹھایا گیا وہ کس کی قید میں رہے اور کس نے انہیں کراچی راؤ انوار کے پاس منتقل کیا؟

اس دکھیارے خاندان کی داستان یہیں ختم نہیں ہوتی، نقیب اللہ محسود کے لئے سوشل میڈیا اور میڈیا سے اٹھنے والے دباؤ پر راؤ انوار اور ان کی ٹیم کے خلاف طوہا کرہا قانون حرکت میں آیا تو قاری اسحاق کے بھائی بھی انصاف لینے کے لئے کراچی آگئے، ان کا خیال تھا کہ کراچی میں رہنے والے سرائیکی ان کی آواز میں آواز ملائیں گے، نقیب اللہ کے جرگے کی طرح کوئی پنچائت نہ بیٹھے کوئی ان کی مقدمہ درج کرانے میں کچھ تو مدد کرے گا ایک بڑے اخبار کا رپورٹر بھی ان سے رابطے میں تھا اس نے انہیں کراچی اپنے دفتر بلایا، اچھی سی بائی لائن نیوز بنائی مقدمے کے اندراج کے لئے پولیس افسران کے نام درخواست لکھی اور اسے شاہ لطیف ٹاؤن تھانے بھجوا دیا وہاں بیٹھے انسانیت کے فرشتوں نے ان دیہاتیوں کو ایس ایس پی آفس جانے کی تجویز دے کر اپنا فرض پورا کیا یہ بیچارے ایس ایس پی آفس کے چکر کاٹتے رہ گئے مگر صاحب بہادر سے کون ملنے دیتا؟ وہ سیدھے سادے دیہاتی اپنے بھائی کے لہو کو اشو نہ بنا سکے، یہاں کراچی میں جتنے بھی ان کے ہم زبان تعلق واسطے والے تھے سب نے چائے پلا کر روانہ کر دیا بھلا کسے پڑی تھی کہ راؤ انوار سے پنگا لیتا؟ زکریا کہتا ہے کہ ہم نے عدالت کا دروازہ کھٹکانا چاہا احمد پور شرقیہ کے ایک جاننے والے وکیل سے بات کی اس نے سارا کیس سننے کے بعد مقدمہ لڑنے کے لئے حامی بھر لی لیکن دوسرے ہی دن اس نے منع کر دیا کہنے لگا میں آپ کا مقدمہ نہیں لڑ سکتا میرے پاس بہت فون آرہے ہیں، یہ فون کہاں سے آرہے ہیں، وہ کون سی قوتیں ہیں جو قاری اسحاق، صابر کا مقدمہ عدالتوں سے دور رکھنا چاہتی ہیں؟ سیلانی ان سے اتنا ہی کہے گا کہ انہیں بھی جان دینی ہے۔ آخری ہچکی انہوں نے بھی لینی ہے کہ جو آیا ہے وہ جائے گا جب ان کے جانے کا وقت ہو تو اولاد کو کفن کے ساتھ موبائل فون رکھنے کی بھی وصیت کریں، یہ فون انہیں روز حشر میں کام آسکتے ہیں جب قاری اسحاق، صابر اور ایسے بے گناہوں کے مقدمے رب العالمین کی عدالت میں چلیں گے تب بھی تو انہیں کہیں نہ کہیں سفارش کرانی ہو گی ناں، کسی کو دھمکانا ڈرانا ہو گا۔ قاری اسحاق ایک پاؤں سے معذور ہے اسے چلنے پھرنے میں دشواری ہوتی ہے اسی لئے وہ کراچی بھی نہیں آیا لیکن وہ کراچی سے سوال ضرور کر رہا ہے کہ کراچی تو غریب پرور شہر مشہور ہے، کہتے ہیں کہ یہ رنگ، نسل، زبان، مذہب کی تفریق کے بغیر سب کو ماں کو آغوش میں لے لیتا ہے، یہ مہربان شہر ہے بھوکا جاگنے والوں کو بھوکا سونے نہیں دیتا یہ کب سے مقتل ہو گیا؟ یہ میرے بھائی کا خون کیسے پی سکتا ہے؟ قاری زکریا کا چیف جسٹس اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ ہے کہ اس کی اور اس کے بھائیوں کی اچ شریف سے گرفتاری کی انکوائری کرائی جائے، اسپیشل برانچ کے آفیسر ملک خلیل لانگ اور سی ٹی ڈی انچارج راشد منیر سے پوچھ گچھ کی جائے، ہماری مدعیت میں مقدمہ درج کیا جائے نہیں کرتے تو یاد رکھیں کسی اور جگہ مقدمہ درج ہو چکا ہے جہاں جھوٹ اور سچ دن رات کے فرق کی طرح صاف ہو گا جہاں ہمارا وکیل سرکار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اس دن کے لئے قانون سے آزاد نامعلوم قوتیں اور بدمعاش کوئی اچھا سا وکیل کر رکھیں۔ زکریا کی آواز اس کے آنسو بہا کر لے گئے اور سیلانی بوجھل دل سے سامنے واٹس اپ پر آنے والی قاری اسحاق کی تصویر دیکھتا رہا دیکھتا رہا اور دیکھتا چلا گیا۔

… … … … … … … …

پشت پناہوں کے لیے راؤ انوار کو بچانا مشکل ہو گیا

رفیق افغان

راؤ کا ستارہ پھر گردش میں ہے۔ ایک تھرڈ کلاس رینکر کراچی پولیس کا ڈان بننے کے بعد پہلی بار کسی بڑی آزمائش کا شکار ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی اگرچہ اس پر برا وقت آتا رہا ہے، لیکن حالات تب اتنے سنگین نہ تھے اور سرپرستوں نے ہاتھ سر سے نہ اٹھایا تھا۔ زرداری اور قومی اداروں[1] کی سرپرستی نے اسے ماضی کی ہر مشکل سے بچایا اور مکھن سے بال کی طرح صاف نکال لیا۔ ساری دنیا جانتی ہے، یہاں تک کہ ستاروں اور سیاروں کے دامن میں لپٹے بے جان پتھروں کو بھی علم ہے کہ راؤ انوار کس کس کے لیے ناجائز، گندی اور خون میں لتھڑی خدمات انجام دیتا تھا۔ اس نے سیکڑوں انسانوں کو قتل کیا، ہزاروں بندوں کا مال لوٹا، اپنے خاندان کو یورپ منتقل کیا، وہیں بڑے بڑے کاروبار کھول لیے اور ملیر میں جنگلی بھیڑیا بن کر غریبوں، یتیموں اور بے گناہوں کی ہڈیاں چچوڑتا رہا۔ اس کا طریقہ واردات یہ تھا کہ ادارے بندے پکڑ کر اس کے حوالے کرتے کہ انہیں ٹھکانے لگا دو، لیکن کیوں لگا دو؟ یہ سوال کبھی اس نے نہیں اٹھایا۔ وہ تو اس پر فخر کرتا تھا کہ بلاداد وفریاد، بلا عدالت وانصاف اور بلا قانون کی پاس داری کے اسے بندے مارنے کی سعادت مل رہی ہے۔ یہ سعادت بزور بازو نہ تھی۔ بخشنے والوں کی عطا تھی۔ اس کے علاوہ بھی کئی پولیس افسر اس سعادت کے طلب گار تھے، لیکن قرعۂ فال راؤ کے نام ہی کھلتا تھا۔ وہ بے رحم، سفاک، ظالم اور خونخوار تھا۔ بندے وصول کرتا اور اپنے نجی عقوبت خانوں میں منتقل کر دیتا۔ اس دوران اس کے کارندے ملیر اور شہر بھر سے مال دار افراد کو تاکتے، مقدمہ بناتے اور گرفتار کر کے پیداگیری کے لیے سودے بازی شروع کر دیتے۔ جن سے کچھ مل جاتا، وہ چھوٹ جاتے اور جو نہ دے پاتے وہ اداروں کے فراہم کردہ قیدیوں کے ساتھ جعلی

---

[1] ”اداروں“ کی اصطلاح بھی عجیب ہے کہ جسے کم ہی لوگ سمجھتے ہیں۔ اداروں سے مراد فوج اور اُس کی خفیہ ایجنسیاں ہی ہوتی ہیں، لیکن ”خونی مگرمچھ“ کا نام لے کر اُس کے جرائم بیان کرنے کا نتیجہ منڈی بہاؤالدین کی نہر میں صحافی سلیم شہزاد کی تیرتی لاش کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس لیے ”جان تو سب کو پیاری ہے“ کے اصول کے تحت ”اداروں“ کی اصطلاح سے آگے نکل کر بات نہیں کی جاتی۔

پولیس مقابلے میں مار دیے جاتے۔ ایسا مقابلہ جس کا صرف راؤ کو پتہ ہوتا تھا۔ سہراب گوٹھ اور بعض دیگر نواحی بستیوں میں کچھ مخصوص خالی مکان اس کے قبضے میں تھے، جہاں ہر بار جعلی مقابلے کا خون آلود ڈرامہ رچایا جاتا۔ راؤ کی قاتلانہ مہارت سے ان لوگوں نے بھی فائدہ اٹھایا جو اپنے کاروباری حریفوں کا کریا کرم چاہتے تھے۔ راؤ رقم کے لیے کسی کو بھی مار سکتا تھا۔ میڈیا کے بعض ضمیر فروش افراد اس کے رابطے میں تھے، وہ قیدی اپنے اڈوں پر منتقل کراتا، ہتھکڑی سمیت مار کر ہتھکڑی کھول دیتا اور اپنے خوشامدی میڈیا پرسنز کو مقابلے کی اطلاع جاری کر دیتا۔ ایسے درجنوں مقابلے ہوئے اور سیکڑوں افراد بے نام و نشان مارے گئے۔

؎ یہ خونِ خاک نشیناں تھا رزقِ خاک ہوا

کوئی عدالت، کوئی قانون، کوئی انصاف، کوئی آئین انہیں مرنے سے نہ بچا سکا۔ یہ سوال ان تمام لوگوں پر قرض ہے، جو اس ملک میں آئین کی بالادستی کا حلف اٹھاتے ہیں اور بار بار آئین کا احترام کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ ان پر قرض ہے کہ وہ بتائیں کہ یہ جو ہزاروں افراد جو بغیر کسی شنوائی کے مار دیے گئے، وہ کس آئینی شق کے احترام میں قتل کیے گئے؟ عدالت کے نام پر فوجی عدالت میں ہی ان کے مقدمے چلا دیے جاتے کہ کچھ تو قانون کا بھرم رہ جاتا۔ لیکن یہ کس آئین میں لکھا تھا کہ شکیل آفریدی اور کل بھوشن کو تو رعایت دی جائے اور اپنے ہی ملک کے باشندوں کو بے داد و فریاد مار دیا جائے۔ دوسرا سوال جو ہر پولیس افسر کو خود سے کرنا چاہیے کہ بندے ان سے مروانے والے خود انہیں کیوں نہیں مارتے تھے؟ یہ گناہ پولیس کے سر کیوں ڈالا جاتا رہا؟ مجرم اگر گناہ گار تھے اور اتنے بڑے دہشت گرد تھے کہ انہیں مارنا عین ثواب تھا اور عدالت میں جانے میں یہ خطرہ رہتا تھا کہ وہ چھوٹ جائیں گے، تو متعلقہ ادارے خود سے انہیں کیوں نہیں مارتے رہے؟ پولیس کو کیوں دیتے رہے؟ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں مارنے کا قانونی اختیار اداروں کے پاس نہیں تھا۔ تو سوال یہ ہے کہ پولیس کے پاس کون سا قانونی اختیار تھا کہ انہیں مار دیا جائے؟ پولیس کا کام تو مجرم گرفتار کر کے عدالت پیش کرنا ہے، جعلی مقابلے میں مارنا نہیں۔ پولیس سے یہ غیر قانونی کام لیا جاتا رہا، لیکن کام لینے والے خود سے کرنے سے کتراتے رہے، وجہ یہ تھی کہ وہ پھنسنے سے ڈرتے تھے۔ پولیس افسر پھنستا تو راؤ انوار کی طرح مفرور ہو سکتا تھا یا قانون کی گرفت میں آ سکتا تھا، لیکن کسی ادارے کے افسر پر بات آتی تو ادارے بدنام ہو جاتے۔ گویا پولیس بدنام ہوتی رہے، تو ہوتی رہے۔ اصل پارٹی کو پوشیدہ رہنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ادارہ خود یہ کام نہیں کرتا، کسی من پسند پولیس افسر کے ذریعے قتل کراتا ہے یا کرائے پر پرائیویٹ شوٹر رکھتا ہے۔ جنہیں بندے دے کر ہدایت کی جاتی ہے کہ کہیں جنگل، بیابان میں مار کر پھینک دو۔ کئی افسران پرائیویٹ شوٹر رکھ چھوڑتے ہیں، جنہیں باقاعدہ مشاہرہ، موٹر سائیکل اور دیگر سہولتیں دی جاتی ہیں۔ جب کہ دیگر نے راؤ انوار جیسے جنگلی بھیڑیے پال رکھے ہیں۔ جو گرفتار شدگان پر جعلی مقدمے بنا کر جعلی مقابلوں میں مار دیتے ہیں اور اے ایس آئی سے ایس ایس پی ہو جاتے ہیں۔

راؤ انوار کا دوسرا بڑا سرپرست بلال ہاؤس تھا۔ آصف زرداری ہمیشہ اس کے گاڈ فادر رہے۔ ضلع ملیر اور اس کے اطراف کی زمینوں پر قبضے کے معاملات ہوں یا ملک ریاض کے بحریہ ٹاؤن کے زمینی پھیلاؤ میں آنے والی رکاوٹیں، یہ سب مسئلے دور کرنا راؤ انوار کا کام تھا۔ وہ زرداری کا غلام تھا، یوں راؤ نے دو کشتیوں میں پاؤں رکھ کر بحیرہ عرب کے کنارے لنگر انداز سارے بحری جہازوں کو قابو کر لیا تھا۔ ایک طرف وہ اداروں کا پوٹا خون سے بھرتا تھا، تو دوسری طرف زرداری کا حلق زمینوں اور پیسوں سے۔ ان دونوں کا مزاج بلغمی اور بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس تھی۔ راؤ کے ہاتھوں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پہنچنے والے گناہ گار تھے یا بے گناہ، یہ فیصلہ تو سچی بات ہے، عدالتوں کو کرنا تھا۔ لیکن عدالتوں نے اپنے اختیارات پر اس دن دیہاڑے ڈاکے کو تو خاموشی سے برداشت کیا۔ اور پانی اور سیوریج کے لیے آستینیں چڑھا لیں۔ یہ کام ۱۷ برس سے جاری ہے اور کسی میں یہ ہمت نہیں ہے کہ عدالتی اختیار کے اس ناجائز اور بہیمانہ استعمال پر انگلی اٹھا سکے۔ خود عدالت میں بھی نہیں۔ راؤ انوار سے پہلے چوہدری اسلم نامی ایک خونخوار درندے نے کراچی میں انت مچا رکھی تھی، وہ تو اپنی کمر پر اعمال کی سیاہی اور بے گناہوں کی سسکیوں سے بھرے بورے لادے جہنم پہنچ گیا، جہاں اس کے اعمال کی سیاہی اتنی زیادہ تھی کہ ضرور اس کے لیے ایک الگ جہنم دہکایا گیا ہو گا۔ یہی حال راؤ انوار کا ہو گا۔ جب کبھی وہ بے گناہوں کی چیخوں سے بھری بوریاں کاندھے پر اٹھائے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہو گا، تو اس کے لیے ایک بھی الگ جہنم دہکایا جائے گا۔ تب کوئی افسر، کوئی لشکر، کوئی زرداری، کوئی سپاہی، کوئی عہدہ، کوئی فیتہ، کوئی بندوق، کوئی صندوق، کوئی جرنیل، کوئی جج، کوئی سیاست دان اسے نہیں بچا سکے گا۔ تب اپنی آگ میں اسے خود ہی جلنا ہو گا۔ بے شک آج بھی بہت سے ہاتھ اسے بچانے کے لیے حرکت کر رہے ہیں، کیونکہ راؤ پکڑا جائے گا تو بڑے بڑوں کی پول کھل جائے گی۔ سارے نقاب یافتہ بے نقاب ہو جائیں گے، اجلے چہروں اور شبنمی لہجوں سے سڑاند آنے لگے گی۔ اسی لیے سب کی خیر اسی میں ہے کہ راؤ بچا رہے۔ پکڑا نہ جائے، یہ خیر و شر کا معرکہ ہے۔ لیکن راؤ کو اس دن سے ڈرنا چاہیے جب بچانے والے اس سے جان چھڑانے پر اتر آئیں۔ کہ خود پر آئی کون برداشت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

راؤ انوار کی درندگی... سوشل میڈیا کی نظر سے

صہیب جمال نے لکھا:

لگتا ہے درپردہ لوگوں نے راؤ سے جتنا کام لینا تھا لے لیا یا کوئی نیا بھیڑیا تیار کر لیا ہے، راؤ کے دانت کمزور ہو گئے ہیں ہو سکتا ہے ڈیمانڈ زیادہ کرنے لگا ہے۔ اگر یہ مندرجہ بالا عوامل نہیں ہیں تو راؤ انوار کو بچا لیا جائے گا کیونکہ اس وقت سوشل میڈیا، مین اسٹریم میڈیا، اور پرنٹ میڈیا کی وجہ سے پریشر زیادہ ہے ہر جگہ راؤ انوار کے کردار پر تنقید جاری ہے اور غم و غصہ پایا جا رہا ہے۔ اگر عوام اپنی اپنی جگہ ظلم کے خلاف اپنے مؤقف پر ڈٹے رہیں گے اور اس موضوع کو زندہ رکھیں گے تو پریشر قائم رہے گا۔

احتجاج کے ساتھ ساتھ نظام کی تبدیلی پر بھی بات کریں اور عملی گروپ تشکیل دیا جائے جو کسی جگہ اکٹھا ہو اور دفتر بالا تک پہنچے ان کو انصاف کرنے پر مجبور کرے۔

اس وقت پورے پاکستان میں پولیس کا کردار انتہائی مشکوک اور ناقص ہے، پولیس کو مناسب بلکہ ضروری ٹریننگ نہیں، پولیس جب چاہتی ہے جہاں چاہتی ہے زیادتی کرتی ہے، اس کے لیے پولیس کی ہر سواری پر ریکارڈنگ آلات ہونے چاہئیں جیسا دنیا بھر میں ہوتا ہے، ہر جگہ سی سی ٹی وی نظام ہوتا ہے، جگہ جگہ کیمرے نصب ہوتے ہیں تاکہ شناخت میں آسانی ہو۔ پولیس افسران میں کارکردگی دکھانے سے زیادہ دولت جمع کرنے کی دوڑ لگی ہوتی ہے جس کے لیے وہ اپنے من پسند اہل کاروں کو نوازتے ہیں اور ان کے ذریعے دولت کماتے ہیں، تھانے فروخت ہوتے ہیں، اور نچلے افسران کی من مانیوں اور کرپشن کو نظر انداز کرتے ہیں۔

دوسری طرف کسی بھی کیس میں پولیس رپورٹ کی بہت اہمیت ہوتی ہے جو اس کے حق میں ہوتی ہے جو زیادہ مال دیتا ہے، اور مظلوم منہ دیکھتا رہتا ہے، عدالت اس رپورٹ اور پولیس کی طرف سے لائے گئے یا بنائے گئے گواہان پر فیصلہ دیتی ہے۔

اس کمزور نظام سے حکمران حلقہ خوب فائدہ اٹھاتا ہے، اس وقت ضرورت ہے یہ ہے کہ یہ دیکھے بغیر کہ کس کا کس سے تعلق ہے آواز بلند کریں اور احتجاج جاری رکھیں۔

ایک دفعہ پھر کہتا ہوں راؤ انوار ایک مہرہ ہے، صرف ایک مہرہ اس کی ڈوریں کہیں اور سے ہلتی ہیں۔

طارق حبیب نے لکھا:

آج ایک ویڈیو دیکھی... ہاتھی کا بچہ تالاب میں گرا تو اطراف میں موجود ہاتھی تالاب میں گھس گئے... پتا نہیں تالاب میں گرنے والا بچہ ان میں سے کس کا تھا...

کیا ہم جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں... اپنے بچوں کیلئے آواز بھی نہیں اٹھا سکتے...

ملک بھر سے باریش نوجوانوں کو لاپتہ... کئے جانے کا سلسلہ جاری رہا... بلوچستان، کے پی کے... میں حب الوطنی اور غداری کی اسناد دیکر نوجوان غائب ہوتے رہے... کوئی آواز میں آواز ملانے کو تیار نہ تھے... اندرون سندھ چونا چھڑکی لاشوں سے اٹی اجتماعی قبریں، پہاڑی علاقوں سے دریاؤں میں آنے والی لاشیں...

پتا نہیں کتنے گھرانے آج بھی منتظر ہیں... اس بات سے لاعلم کہ ان کا پیارا پتا نہیں کس قبر میں دفن... یا کس دریا میں غرق کر دیا گیا... آواز تو کیا اٹھانی... کہا جا رہا تھا کہ "کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہوگی تبھی مارا گیا ورنہ ہم کیوں نہیں مارے جاتے"۔ لاکھ کہا کہ عدالت کا سامنا کرنا ان کا حق ہے... ماورائے عدالت قتل کا جواز نہیں... ورنہ دہشت گردوں اور دہشت گردوں سے لڑنے والوں میں کیا فرق ہو گا...

کوئی بولنے کو تیار نہیں تھا... لاشیں بھی تیرا کارکن، میرا کارکن میں تقسیم ہو رہی تھیں... مگر زبانوں پہ آبلے پڑے تھے...

پراسرار خاموشی... مصلحت کے نام پر...

مگر وہ ذات ہے نا... اس کی وہی جانے...

نقیب اللہ محسود کو جعلی مقابلے میں مارا گیا تو... اچانک سوشل میڈیا پہ طوفان آ گیا... مجبوری میں مین اسٹریم میڈیا کو بھی جاگنا پڑا... وہ بھی بولے جنھیں ـــ کچھ نہ کچھ گڑبڑ کا کیڑا تھا...

نقیب اللہ محسود... کی شکل میں انھیں اپنے گھروں میں موجود نقیب... نظر آنے لگے...

گولیوں سے چھلنی... اوندھے پڑے...

جعلی مقابلوں کا عفریت اپنے دروازے پہ نظر آیا تو خواب غفلت سے جاگے نہیں...

البتہ کسمسائے ضرور ہیں...

ابو بکر قدوسی نے لکھا:

اگر وہ مولوی ہوتا

دیکھیے جی بات سیدھی سی ہے تب ہمارے قلم اٹھتے نہ زبان چلتی، مشعلیں جلتیں نہ چراغ، نوحہ ہوتا نہ احتجاج، خبر آتی نہ کوئی انکوائری بیٹھتی، نہ کسی پریس کلب کے باہر تصویریں اٹھائے احتجاج ہوتا اور نہ کوئی سڑک بند ہوتی۔

اور ہاں رہے "مولوی" کے ورثا، دوست، یار، محلے والے، کلاس فیلو تو وہ بھی داڑھی والے ہوتے سو اپنی باری کے انتظار میں سر جھکائے کھڑے ہوتے۔ کیونکہ وہ مولوی ہیں۔

نقیب خان قتل ہوا، سب نے لکھا، خود میں نے بھی ایک نہیں تین پوسٹ اس ظلم کے خلاف کیں۔

لیکن اس سب کے بیچ میں مسلسل سوچتا رہا کہ اب کے ''پہلو میں دل کا'' بہت شور اٹھ رہا ہے، ماجرا کیا ہے؟

سول سوسائٹی بھی اٹھ آئی ہے، اخبارات بھی لکھ رہے ہیں، ٹالک شوز بھی چل رہے ہیں۔

سبب کیا ہے؟

کیا لوگوں میں خوف ختم ہو گیا؟

جراتِ اظہار در آئی؟

احساس ہو گیا ہے کہ کچھ غلط ہو رہا ہے؟

لیکن آج رات شب بیٹے نقیب خان کی وال پر چلا گیا، اس کی تصویریں دیکھیں، ایک وڈیو بھی دیکھی جس میں اپنے دوستوں کے ساتھ موجود تھا، گانے شانے چل رہے تھے۔

سب سوالوں کے جواب مل گئے۔ اگر اس کی وال سے ''مولوی پن'' ٹپک رہا ہوتا، کمنٹس میں، دوستوں میں کوئی کٹھ ملّا موجود ہوتا، کہیں تبلیغ کی تشکیل کا ذکر ہوتا۔ تو یقین کیجیے نقیب خان بھی آج رزقِ خاک ہوتا۔ نہ کہیں نوحہ ہوتا، نہ چراغ جلتے۔

؎ بر مزارِ ما غریباں، نے چراغے نے گُلے

نے پرِ پروانہ سوزد، نے صدائے بلبلے

اللہ تمہیں معاف کرے نقیب خان! گناہوں سے پاک کرے، مغفرت کرے ہم تم سے خوش ہیں کہ چلو تمہارے سبب ہی سہی کوئی تو اٹھا، کوئی تو بولا، لوگوں کو زبان تو ملی... خوف کی دیوار تو ٹوٹی... گو تمہارے ساتھ پانچ اور بھی مرے، جن کا ذکر نہیں کہ وہ سنا ہے مولوی تھے، لیکن تمہارے بہانے امید کا چراغ تو جلا۔

؎ امید کہ لو جاگا غمِ دل کا نصیبہ

لو شوق کی ترسی ہوئی شب ہو گئی آخر

لو ڈوب گئے درد کے بے خواب ستارے

اب چمکے گا بے صبر نگاہوں کا مقدر

اور اپنے "دوستوں" سے بھی عرض ہے، گو پہلے بھی لکھ چکے لیکن:

؎ خدا تجھے نفسِ جبرائیل دے تو کہوں

حضور! خدا کے لیے سوچیے، یوں راؤ انوار جیسے لوگوں کو کھل کھیلنے کا موقع نہ دیجیے، یہ بھتہ خور، رشوت کی گود میں پالے ہوئے، قانون شکنی کے سانچے میں ڈھالے ہوئے، ملک کو برباد کر دیں گے۔ دہشت گرد پیدا کر رہے ہیں۔ مذہبی طبقہ ہمیشہ اس ملک کا خیر خواہ اور وفادار رہا ہے۔ ان میں پختون بڑھ کے رہے ہیں۔ ان میں ردِ عمل پیدا نہ ہونے دیجیے۔

فیض اللہ خان نے لکھا:

دُکھی موسیقی اور رُندھی ہوئی صداکاری کے ذریعے مگرمچھ کے آنسو بہاتے ابلاغی گھروں پہ قطعی یقین نہیں کرنا دوستوں، راؤ انوار نے ہر جعلی مقابلے سے آدھا گھنٹہ قبل انہیں مقابلے کے مقام کی اطلاع دی۔

حشر کے روز صرف وہ بیٹیاں ہی عرب صحراؤں سے نہیں اٹھیں گی جنہیں غیرت کے نام پہ زندہ گاڑ دیا گیا تھا...

بلکہ نادرن بائی پاس اور اطراف کے علاقوں سے ماؤں کے وہ لاڈلے بیٹے بھی اندھی قبروں سے نکلیں گے جن کی جوانی کو راؤ انوار اور چوہدری اسلم کی گولیاں چاٹ گئیں، مگر اس کے باوجود مائیں اپنے زندہ مردہ بیٹوں کے انتظار میں ہیں...

ابو ربیعہ تاباں نے لکھا:

راؤ انوار باقاعدہ صحافیوں کو بتلاتا تھا کہ اتنے ماروں گا، پولیس مقابلے کی خبر چلوا دینا۔

صرف یہی نہیں راؤ انوار جب معطل ہوا تو جنرل (ر) شکر یہ ریال شریف نے سائیں قائم علی شاہ کو فون کر کے دوبارہ لگوایا تھا۔

میڈیا میں کس کس کا کتنا شور بلند ہوا کبھی آپ نے سنا کہ حیدر عباس رضوی شیعہ کہاں گیا؟ کہاں گم ہے؟ کہاں فرار ہوا؟

یہ ہوتا ہے ہر محکمے میں دفاعی حصار کے طور پر بندے رکھنا۔

راؤ انوار نے جعلی مقابلے میں جو لوگ مارے وہ شہید ہیں یا نہیں؟

ریاستی جہاد ''جعلی پولیس مقابلوں'' میں مارے جانے والے ماؤں کے لعل جنت میں جائیں گے یا جہنم میں؟ راؤ انوار مجاہد ہے یا دہشت گرد؟

ریاستی جہاد کے فتوی کے ضمن میں لفافی وغیرہ نے یہ سوال کہیں اٹھایا یا منور حسن کی طرح کوئی سیدھا سادا درویش اداروں میں موجود نہیں سوال پوچھنے کے لیے؟

مولا خوش رکھے برصغیر کے ٹکڑے کرنے والوں کی روحوں کو۔

مجیب الدین نے لکھا:

تلك الايام نداولها بين الناس

یہ دن ہی تو ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان پھیرتے ہیں۔

کبھی یہ بدبخت دوسروں کے لیے ایسے اشتہار شائع کرواتا ہوگا۔اس اشتہار میں عبرت ہے ہر اس شخص کے لئے جو ظلم کی راہوں پر چلتے ہوئے ہر گندی و کالک اپنے رخسار پر ملتا جاتا ہے لیکن بالآخر ایک روز اپنے ہاتھ ملنے کا آہی جاتا ہے۔

ہے کوئی جو ظالم بدبخت، دشمن دیں جو اس واقعے کو محض ایک شخص تک نہ سمجھے بلکہ راؤ جانوار کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے، اپنے رب سے ملنے والی ڈھیل کو۔۔۔مالک دوجہاں کی عطا کردہ مہلتوں کو غنیمت جانے اور لوٹے۔۔۔لوٹے اس راہ کی طرف جس میں انسانیت کا عزو شرف ہے...جس میں لوگوں کی اور اپنے نفس کی بندگی سے نکل کر ایک وحدہ لاشریک کی بندگی ہے...دل کا قرار اور روح کی طمانیت سب کچھ ہے۔

عہدوں والے، طاقت والے، کولیشن سپورٹ فنڈ والے...کھانے والے اور کھلانے والے...ماؤں سے آنکھوں کی بینائی چھیننے والے، بوڑھے باپوں کی جھکتی کمر پر ستم اور الم کے گراں بار پہاڑ توڑ دینے والے... بہنوں کے آنچل نوچنے والے...کاش کہ آنکھ کھول لیں۔

عبرت پکڑو! آنکھوں والو! خدارا عبرت پکڑلو!!!

آصف علی خان نے لکھا:

ویسے ایک بات ہے...راؤانوار اور اس قبیل کے دیگر تمام افسران کو کم سے کم ایک نصیحت ضرور ہوگئی ہوگی کہ آئندہ اگر کسی کو "ٹھوکنے" کا شوق انگڑائی لے یا "آرڈرز" ملیں تو نقیب اللہ محسود جیسوں کو مارنے کی غلطی کبھی نہ کریں جو سول سوسائٹی، صحافیوں، اداکاروں وغیرہ سے تعلق رکھتے ہوں یا پھر فیس بک پر بیس پچیس ہزار فینز رکھتے ہوں کیونکہ وطنِ عزیز کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسوں کے مارنے سے تو ایسی ہی بلائیں جنم لیتی ہیں جنہیں قابو کرنے میں اکثر ریاست بھی شرمندہ ہوجاتی ہے۔اگر ٹھوکنا ہی ہے تو ہم مدارس والے ہیں ناں! جب اور جہاں تمہارا دل کرے کسی بھی مدرسے کے دوچار طالب علم ٹھوک دیا کرو، تب ہمارے "اپنے" بھی وہی کہیں گے جو ہمیشہ سے کہتے آئے ہیں کہ "ضرور کچھ کیا ہوگا، ورنہ پاکستان میں تو کروڑوں افراد رہتے ہیں، کسی اور کو کیوں نہیں مارا"۔

ہماری اپنی مدارس کی برادری بھی یہی بات ہزاروں دفعہ کہہ چکی ہے، کہہ رہی ہے اور یقیناً آئندہ بھی ضرور کہے گی ۔ مجھ سے پکی گارنٹی لکھوالیجئے اور اب تو ویسے بھی پیغام پاکستان کے بعد ڈرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہی۔لہٰذا اب کسی بھی نئی بلا کو آزمانے سے حتی الامکان گریز فرمائیں اور صرف مدارس کے طلبہ پر بلا خوف و خطر اپنی مشق ستم جاری رکھیں۔

نورالہدیٰ شاہین نے لکھا:

میں ایک ایسی لڑکی کو جانتا ہوں جس کی شادی کی تاریخ طے ہوئی تھی۔اس کے منگیتر کو وحشی راؤ انوار نے اٹھایا اور چند دن بعد شاہ لطیف ٹاؤن میں جعلی مقابلے میں مار ڈالا۔آج وہ لڑکی ہکا بکا گھر بیٹھی ہوئی ہے۔

میں ایسے صحافیوں کو جانتا ہوں جن کو ہر مقابلے سے پہلے راؤ انوار یہ بتا دیتا تھا کہ اتنے ماروں گا، مقابلے کی خبر چلا دینا اور پھر سارے ٹی وی چینل بڑھ چڑھ کر بریکنگ نیوز پیش کرتے تھے کہ دہشت گردی کا بڑا منصوبہ ناکام ہوگیا، اتنے دہشت گرد مارے گئے۔ اس وحشی نے سیکڑوں بے گناہ نوجوانوں سے جینے کا حق چھینا اب وقت آگیا ہے کہ ایک ایک کا حساب لیا جائے۔

بحریہ ٹاؤن کراچی کے سنگ مرمر تلے دبنے والے گوٹھ کے کنڈا خان اس وقت میرے دوست بنے جب راو انوار نے ان کے کچے مکانات پر بلڈوزر چلا کر ملک ریاض کے حوالے کیا۔مزاحمت کرنے والے نوجوانوں کو راو انوار نے اٹھا کر نجی جھیلوں میں ڈال دیا۔ان کے والدین دربدر کی ٹھوکریں کھاتے کھاتے ایک پریس کلب پہنچے اور پریس کانفرنس کے لیے بکنگ بھی کرلی۔ لیکن "آزاد صحافت" کا لازوال کارنامہ دیکھیے کہ پریس کلب کے انتظامیہ نے عین وقت پر ان کی بکنگ منسوخ کرکے پریس کانفرنس روک دی اور گیٹ بند کردیا۔میں نے ان دنوں فیس بک پر اس کے خلاف آواز اٹھائی اور اس گوٹھ کے بہت سارے لوگ میرے دوست بن گئے۔

گزشتہ روز جب راؤانوار کا چیپٹر کلوز ہوا تو میں نے رات کو کنڈا خان کو فون کرکے پوچھا: خان صاحب کیسا محسوس کررہے ہیں۔ کہنے لگے:شاہین صاحب آپ تو تھرپارکر جاتے رہتے ہیں ناں۔طویل قحط کے بعد جب تھر میں بارش ہوتی ہے تو بھوک اور افلاس سے مرجھائے ہوئے تھری باشندوں کے چہرے جس طرح کھل اٹھتے ہیں ہمارا بھی کچھ یہی حال ہے۔

کاشف نصیر نے لکھا:

فرض کریں کہ اسے حسین چہرا، سرخ رنگت، گہری سرمئی آنکھیں، لمبے بال، دراز قد، سپاٹ جسم، ایچ ڈی کیمرا اور فیس بک پر ہزاروں فالورز میسر نہ ہوتے!

فرض کریں کہ وہ گہری سانولی رنگت، آڑی ترچھی ڈاڑھی، پست قد اور بے ڈھنگے بدن کا حامل ہوتا!

فرض کریں وہ کپڑے کا تاجر نہیں، مدرسے کا طالب ہوتا!

فرض کریں وہ کسی کالعدم جماعت کا کارکن رہا ہوتا!

پھر کیا ہمارا دل یونہی تڑپتا؟ آخر ہمارا دل اتنا سخت کیوں ہے کہ اسے نرم ہونے کے لیے ''زینب کی نیلی آنکھیں'' اور ''نقیب کے سنہرے بالوں'' کی حاجت رہتی ہے؟

آہ...چوہدری اسلم اور راؤ انوار ایسے کرائے کے قاتلوں کے ہاتھوں موت کی وادی میں اتارے جانے والوں میں نقیب، تم کتنے خوش نصیب تھے!!

عابی مکھنوی نے لکھا:

بارہ جنوری پولیس مقابلے میں چھ بندے مارے گئے۔ جن میں ایک نقیب محسود تھا۔ نقیب کی درجنوں تصاویر نیوز فیڈ میں دیکھنے کو ملیں۔ ایک سے بڑھ کر ایک اسٹائلش۔ احتجاج میں بھی فیشن دَر آیا ہے۔ قوم کی جمالیاتی حِس کا ایک عرصے سے شاہد ہوں۔ خوبصورتی کی تعریف باشعور قوموں میں آج بھی ایک معمہ ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک فلاسفر نے اپنے اپنے انداز میں خوبصورتی کو ڈیفائن کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی آج تک کسی حتمی نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔

پولیس مقابلوں پر میرے مؤقف سے اکثر قارئین آگاہ ہیں۔ حوالے کے لیے تین عدد اشعار پیش خدمت ہیں۔

جھانکتے رہنا سَرد خانوں میں
ہم بتا کر نہیں بچھڑتے کبھی
روز تُم کاٹ کے پھینک آتے ہو جن بچوں کو
مائیں جنتی ہیں اُنھیں اُگتے نہیں کھیتوں میں
نام رہ جاتا ہے کچھ اہلِ جُنوں کا باقی
باجوے کتنے یہاں آئے!! گئے راؤ بھی!!
آپ راؤ ہیں چوہدری ہیں آپ!!
ہاتھ باندھے کھڑے ہیں ہم لیجیے

بصد اَدب ایک گستاخی کی اجازت درکار تھی!

سوال سے بڑی گُستاخی بھلا کیا ہو سکتی ہے؟

چھ بندے مارے گئے!!

ایک نام نقیب محسود عُرف ویر عُرف وغیرہ وغیرہ سب معلوم ہے!

سیکڑوں تصاویر گردش میں ہیں ایک سے بڑھ کر ایک اسٹائلش!!

باقی پانچ میں سے کسی ایک کا نام؟؟

کسی ایک کی زندگی سے بھرپُور کوئی تصویر؟؟

مُجھے شک سا گزر رہا ہے کہ نقیب نے تو ماں کی کوکھ سے جنم لیا تھا باقی پانچوں شاید ایدھی کے جُھولوں سے اُٹھائے گئے تھے یا بارش میں گرے تھے یا ہو سکتا ہے زرداری کی تقریباً تین دھائی پُرانی لاٹری ''سیور ریفل'' میں نکلے ہوں۔

آرمی پبلک اسکول میں بارہ درجن سے زائد بچے چھلنی کیے گئے لیکن قوم نے تصویر معروف معنی میں خُوبصورت ترین بچے کی اُچک لی!!

پیاری گُڑیا زینب کو بھی اللہ نے ملکوتی حسن سے نوازا! جبھی تو مُلک میں ایک کہرام مچ گیا۔ زینب کے بعد مردان میں اُسی رنگ میں درندگی نے رقص کیا لیکن مظلوم بیٹی قوم کی توجہ حاصل نہ کر پائی! ایک تو عمر دو چار سال زیادہ تھی اور پھر شاید شکل بھی معمولی رہی ہو! مُجھ سمیت شاید ہی کسی کے پاس مردان کی شہزادی کی کوئی تصویر یا کہانی ہو!

ڈسکہ کی بارہ سالہ گوشی میں تہرے عیب تھے۔ ایک تو عمر وہی لگ بھگ بارہ سال، شکل صُورت بھی شاید عام سی اور پھر غریب خانہ بدوش!!

یہ دونوں بچیاں اخبارات میں یک سطری خبروں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ اللہ جانتا ہے اس دوران کتنی معصوم روحیں قتل ہو کر بھی صحافت اور قوم کی توجہ سے محروم اللہ کی شفیق پناہ تک پہنچیں!!

یہ قوم کا نفسیاتی و نفسانی پہلو ہے۔ حُسن پرست معاشرے کا مکروہ چہرہ!!

احتجاج میں بھی گلیمر دَر آیا ہے۔

نقیب محسود سے قبل تو ہتھکڑی پہنے ہوؤں کی لاشیں بھی برآمد ہوئیں! اب ایسی کوئی تصویر کسی فیس بُک وال کو گندا ہی کر سکتی ہے سو ''اسکرول آ ہیڈ'' پالیسی چلتی رہی!

ماتم کے لیے مظلوم بھی ہیرو اور ہیروئن صفت درکار ہیں مُجھے!

☆☆☆☆☆

وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ

سوات میں پاکستانی فوج کے مظالم کی اَن کہی داستان

ڈاکٹر خولہ بنت عبد العزیز

خیر یہ داستانِ ظلم و سربریت ہمیں ہر گز حیرت میں نہیں ڈالتی۔ جو شخص بھی اس ظالم فوج کا ماضی جانتا ہے، وہ ۱۹۷۱ء میں سرزمین بنگال میں بے گناہ مسلمان بہنوں پر کیے گئے مظالم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے لاکھوں معصوم بچوں کو کیسے بھلا سکتا ہے۔ کیا یہ کوئی خاص جنگی حکمت عملی ہے جو اِنہیں کاکول اکیڈمی میں پڑھائی جاتی ہے؟

غیر سرکاری ذرائع کے مطابق (طاغوتی اداروں نے ناممکن بنادیا ہے کہ کوئی سرکری سطح پر اس طرح کی تحقیق کرے) ہزارہا خواتین کو سوات سے سرکاری ایجنسیوں نے اغوا کیا۔ ماں باپ اپنی معصوم بچیوں کو بازیاب کرانے کے لیے خون کے آنسو رورہے ہیں۔ ان کیمپوں سے اغوا کی گئی مسلمان بچیوں کو بازارِ حسن اور نائٹ کلبوں کی زینت بنایا گیا ہے۔ فوجی آپریشن شروع ہونے کے بعد سے تقریباً دوہزار عورتیں سوات سے لاپتہ ہیں۔ جب مجاہدین سوات اور ملحقہ ایجنسیوں کو شرعی اصولوں پر چلارہے تھے، اس وقت کوئی ایسی خبر منظر عام پر نہیں آئی۔ مجاہدین کی دینی اصولوں پر قائم دورِ حکومت کے دوران میں نہ کسی عورت کا اغوا ہوا نہ کسی کی عزت تار تار ہوئی، اگر میں اس دعویٰ میں غلط ہوں تو کوئی بھی مجھے میری غلطی ثابت کردے!

ایک سواتی بوڑھی عورت پولیس سٹیشن تک گئی تاکہ اپنے گمشدہ بیٹے کی بازیابی کے لیے دہائی دے سکے۔ اس کو سخت اور درشت لہجے میں وہاں سے دفع ہونے کا کہا گیا۔ اس لاچار نے اس وقت تک جانے سے انکار کردیا جب کہ وہ اس کے بیٹے کو نہیں ڈھونڈتے۔ ظالم پولیس والوں نے اس کو گرفتار کرلیا، یہی نہیں بلکہ اس کی ٹانغوں سے رسی باندھی اور اسے سزا کے طور پر گھسیٹتے رہے کہ اس نے اپنے مجاہد بیٹے کے لیے رہائی مانگنے کا جرم کیا تھا۔ یہ انتہائی بزدلانہ اور قابلِ نفرت عمل ہے کہ معصوم غیر مسلح خواتین کو تشدد کا نشانہ بنایا جائے۔ مجاہدین کی خواتین پاکستان واپس جانے کا سوچ بھی نہیں سکتیں، ان کا پیچھا کیا جاتا ہے، اور گرفتار کرکے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

ایک سواتی مجاہد کی بیوی جو نوماہ کی حاملہ تھی، حال ہی میں علاج کی غرض سے اپنے گھر سوات واپس گئی، مخبری ہونے پر اس کو گرفتار کرلیا گیا، اس کا بچہ جیل ہی میں پیدا ہوا، کن حالات میں؟ یہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اب وہ گھر میں نظر بند ہے اور اس کا بے چارہ شوہر بیوی بچے کی یاد میں تڑپتا ہے۔ کیا اللہ کی راہ میں طاغوت کے خلاف جنگ کرنے کی یہ سزا ہے؟ اسی ہجرت کے دوران میں میری ملاقات ایک لیڈی ڈاکٹر سے ہوئی، اس نے مجھے ایک مہاجر عورت کے بارے میں بتایا۔ اس عوت کو سوات سے گرفتار کیا گیا تھا کیونکہ ان کا شوہر مجاہد تھا۔ ایک عورت نے بتایا کہ پولیس نے اسے گرفتار کرکے شوہر کا پتہ پوچھا، معلومات حاصل نہ ہونے پر بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا، سرپر ضربیں دی گئیں، پاؤں کے تلووں پر مارا گیا اور ناک توڑی گئی۔ اب تقریباً چار سال بعد وہ شدید ترین اعصابی بیماریوں کا شکار ہے اور حالت یہ ہے کہ زمین پر پاؤں رکھ کر صحیح طور پر چل بھی نہیں سکتی۔

اب کہنے کو تو ان کہانیوں کو من گھڑت اور پاکستانی فوج کے کردار کو مسخ کرنے کی ایک جھوٹی کیمپین کہا جاسکتا ہے، خاص طور پر جب ان حالات میں ثبوت لانا ناممکن ہے۔ لیکن انٹرنیٹ پر بہت سی ویڈیوز موجود ہیں جو پاکستانی فوج کے مظالم کا کھلا ثبوت ہیں۔ مجاہدین کی تشدد زدہ تصویریں بھی موجود ہیں۔ سب سے اہم ڈاکٹر عافیہ صدیقی فک اللہ اسرھا کے خلاف پاکستانی فوج اور ایجنسیوں کے مظالم ہر کسی کی نظر کے سامنے ہیں۔ یہ تو صرف ایک کیس ہے کہ جس نے شہرت حاصل کی، ان لاکھوں کیسیوں کا کیا جو منظر عام پر آئے بغیر رہ گئے۔ ان لاکھوں مرد اور خواتین کی چیخوں کا کیا جو جیل کے اندھیروں میں اَن سنی رہ گئیں۔ آسمان گم شدہ مجاہدین کی ماؤں کی چیخ وپکار سے ہل رہا ہے اور زمین ان کے رنج والم سے لرزاں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ان اِن کے آنسو، چیخ وپکار ہمارے گھروں کی چاردیواری پار کرلیں گے اور پھر اس فوج کے جرائم کی وجہ سے اس کے اپنے گھر پر سکون اور محفوظ نہیں رہیں گے!

بزرگوں کو تشدد کا نشانہ بنانا بھی بہت عام ہے۔ ایک مجاہد کا باپ اپنے علاج کے لیے کراچی گیا۔ یقین مانئے وہ بے حد بیمار اور لاغر تھا یہاں تک کہ چلنے میں بھی انتہائی دقت کا سامنا تھا۔ اس نے زندگی بھر فوج کے خلاف ایک گولی تک نہیں چلائی تھی۔ اس کا جرم صرف یہ تھا کہ اس کا بیٹا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قائم کرنے نکلا تھا۔ اس جرم کی پاداش میں اسے ایجنسیوں نے اٹھالیا، اس ک بیوڑھی بیوی عمر کے اس حصے میں یہ غم اٹھائے ہوئے اپنے شوہر کی راہ تک رہی ہے، کئی سال بیت گئے ہیں اور اس کا کچھ پتہ نہیں۔

میں جب سواتی مہاجرین کی قربانیوں کو دیکھتی ہوں تو میرا سر فخر سے بلند ہوجاتا ہے۔ میں اس کٹھن سفر میں ان کے دکھ وتکلیف کو بانٹنا چاہتی ہوں۔ میں ان عورتوں سے بھی ملی ہوں جو اپنے گرفتار شوہروں کا چھ، آٹھ اور دس سال سے انتظار کررہی ہیں۔ خود میری قریبی سہیلی کے مجاہد شوہر کو ایجنسیوں نے اس کی شادی کے فوراً بعد ہی گرفتار کرلیا۔ ابھی تو شادی کا جوڑا، ہاتھوں پر حنا کا رنگ، سب کچھ تازہ تھا، جب اس بھیانک باب کا آغاز ہوا۔ اس کی بیٹی نے ابھی اپنے باپ کے مشفقانہ لمس کو بھی محسوس نہیں کیا، اب وہ لڑکی آٹھ سال کی ہوچکی ہے اور اللہ کے دشمنوں نے اس کے سر سے شفقت پدری کا سایہ چھین رکھا ہے۔

یہ انتہائی اذیت ناک ہے کہ میری سہیلی اور دوسری بہنیں اس کشمکش میں مبتلا ہیں کہ آخر ان کے شوہر زندہ ہیں یا نہیں۔ اگر قید میں ہیں تو کس جگہ پر ہیں؟ اگر اُنہیں اپنے شوہروں کی موت کا یقین ہوجائے تو یہ ایک طرح سے باعثِ سکون ہی ہو گا کیونکہ شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن۔ لیکن موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہنا، اعصاب شل کر دینے والی مشق ہے۔ اندازہ کیجیے کہ اب تک اُس نے آٹھ اذیت ناک سال، ۹۶ مہینے، ۲۹۲۰ نہ ختم ہونے والے دن اور ۷۰۰۸۰ گھنٹے اس اذیت میں گزار دیے ہیں۔

ایک اور سواتی عورت جس نے آٹھ سال فوج کے ہاتھوں گرفتار اپنے شوہر کے انتظار میں گزار دیے'کو اب جاکر خبر ملی ہے کہ اس کا شوہر شہید ہوچکا ہے! کب شہید ہوا اور کب حالات میں شہید ہوا، یہ کبھی معلوم نہ ہوسکے گا۔ لاش بھی ورثا کے حوالے نہیں کی گئی۔ اس کی ننھی بیٹی نے بتایا کہ میرے ابو ضرور ایک دن گھر واپس آئیں گے اور ڈھیر ساری ٹافیاں بھی ساتھ لائیں گے۔

میری نظر کھڑکی سے باہر غروب ہوتے آفتاب پر پڑی، شام اپنے ساتھ تاریکی کے سائے لارہی تھی اور دن کی روشنی شکست خوردہ اپنی بساط لپیٹ رہی تھی، یک دم ہر چیز ہی غمگین محسوس ہورہی تھی۔ اچانک میری آنکھیں دور آسمان میں چمکتے ہوئے ایک ستارے پر ٹھہر گئیں، رات کی تاریکی میں وہ سب سے منفرد نظر آرہا تھا۔ مومن ہمیشہ پرامید ہوتا ہے۔ رات کے آخری پہر، میں نے ان تمام واقعات پر غوروفکر کیا۔ میں نے سوچا کہ سبحان اللہ یہ ثبوت ہے کہ مددِ الٰہی مجاہدین کے ساتھ ہے۔

ان نامساعد حالات میں اُن کا حق پر جواں مردی کے ساتھ ڈٹ جانا، کسی صورت بھی طاغوت سے سمجھوتا نہ کرنا، شدید اور ناقابل بیان تشدد کے باوجود اللہ کے دشمنوں کی طرف بال برابر بھی نہ جھکنا اور اپنے ایمان کو کوڑیوں کے دام نہ بیچنا، یہ استقامت صرف اُسی وقت ممکن ہے جب اللہ رب العزت کی خاص مدد ونصرت شاملِ حال ہو۔ بے شک جب اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں تو کوئی طاقت بھی ہمیں زیر نہیں کرسکتی۔ وہ مومن کے دل کو نا صرف اس دنیا میں بلکہ موت کے وقت بھی ایمان پر مستحکم رکھتا ہے۔ جواب میں وہ اپنے بندے سے مکمل اطاعت تسلیم ورضا مانگتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم قرآن وسنت میں اُس کی طرف سے کیے گئے وعدوں پر مکمل یقین رکھیں اور پھر لمحہ بھر کو بھی شک میں نہ پڑیں۔

ہاں ایک سوال کبھی کبھی ذہن میں ضرور آتا ہے کہ ظلم کی یہ رات آخر کب ختم ہوگی؟ ہم رات کے بعد دن کی روشنی کب دیکھیں گے؟ ان مجرموں کو کن اِن کے جرائم کی سزا ملے گی؟ یقیناً اللہ کے لشکر ہی غالب آنے والے ہیں، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ کبھی بھی اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ہمیں اپنی طرف سے ظلم اور جھوٹ کے خلاف ہر ممکن جنگ کرنی ہے یہاں تک کہ کلمۃ اللہ بلند ہوجائے۔ ہمارا احتساب' بارگارہِ الٰہی میں اپنی نیتوں، اعمال اور مجاہدے کی بناپر ہوگا۔ لیکن اس دنیا میں ہماری کوششوں کا نتیجہ یعنی دینِ اسلام کی باقی ادیان پر فتح صرف اور صرف اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ فتح کب لانی ہے، ہم اپنی خواہشات کے مطابق فتح نہیں لاسکتے اور نہ یہ ہمارے بس کی بات ہے۔ ہمارے لیے یہ جاننا کافی ہے کہ فتح اللہ کے لشکر کی ہی ہے! جلد یا بدیر یہ فتح ضرور آئے گی، باذن اللہ۔

اللہ ہمیں اپنے دین کی نصرت کے لیے قبول فرمالے، آمین۔

☆☆☆☆☆

جماعت کے چند بنیادی اہم اصول

1. جماعت عالمی کفریہ نظام کے خاتمے اور نفاذِ شریعت کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کو فرض سمجھتی ہے اور وہ اس فرض کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتی۔
2. جماعت نفاذِ شریعت کے لیے دعوت وقتال کو لازم وملزوم گردانتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی تقویت وترقی کا باعث ہوں۔
3. فریضۂ جہاد کی ادائیگی میں جماعت خود کو شریعت کے ان واضح اصولوں کا پابند سمجھتی ہے جنھیں سلفِ صالحین نے قرآن و سنت کی روشنی میں مدون کیا ہے۔

a. چنانچہ جماعت شریعت کے دشمنوں کو مارنے، ان سے جنگ کرنے یا ان کے اموال غنیمت بنانے میں شریعت کے واضح اور مسلّمہ دلائل کو بنیاد بناتی ہے نہ کہ بے جا تاویلات اور مبہم عبارات کو۔

b. جماعت عین میدانِ جنگ میں بھی اپنے سے منسلک مجاہدین کو اس بات کا پابند بناتی ہے کہ وہ دشمن کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے بھی شریعت کے اصولوں کی پاسداری کریں گے اور بودی اور بے جا تاویلات کا سہارا لے کر کسی بھی مشتبہ امر سے گریز کریں گے۔ چنانچہ کسی شخص کی جان یا مال مشتبہ ہوجانے کی صورت میں جماعت اپنے سے منسلک مجاہدین کو فقہائے امت کے بیان کردہ مسلّمہ اصولوں کی پابندی کا امر کرتی ہے۔

[جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر کے 'لائحہ عمل' سے اقتباس]

مزارِ میران شاہ

غلام قادر خان

میں نے حال ہی میں اپنے گاؤں درپہ خیل اور میران شاہ کا دورہ کیا۔ جو کئی سالوں کی عسکریت پسندی کا سامنا کرنے کے بعد اب حال ہی میں آپریشن ضرب عضب کو بھی سہہ چکا تھا۔ عسکریت پسندی اور دربدری کے دوران قبائلیوں کی حالت زار پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ یہاں پر میں نے یہ مشاہدہ کیا کہ گھروں کو واپسی کے بعد اب ان کی زندگی کیسی ہے۔

اس علاقے میں دسمبر کا مہینہ خشک ٹھنڈ اور دھول سے بھرا ہوتا ہے۔ ننگے درخت اور بے جان گھاس ایک شدید غم کی داستان بنے دکھائے دیتے ہیں۔ سڑک نئی نئی بنائی گئی ہے لیکن اس پر ٹریفک ماضی کی نسبت بہت ہی کم ہے۔ شمالی وزیرستان آنے اور جانے کا سفر انتہائی مشکل ہے۔ کسی کے پاس کتنے ہی شناختی دستاویزات اور کارڈز ہوں لیکن 'وطن کارڈ' کے بغیر کوئی بھی یہ سفر نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد سفر کے دوران چیکنگ بھی اتنا تضحیک آمیز ہے کہ کافی لوگوں اس کی وجہ سے ہی سفر نہیں کرتے۔

قبائلی کس چیز کے لیے گھروں کو واپس آگئے؟

کرم ایجنسی میں حالیہ شیعہ سنی جنگ کے بعد سے میران شاہ اپنی خوش حالی اور آبادی کے لحاظ سے فاٹا بھر میں پاڑہ چنار سے سبقت لے گیا تھا۔ ایف سی آر کی سختیوں کے باوجود فاٹا میں میران شاہ ایک تیزی سے بڑھتا ہو قصبہ تھا۔ ملک کے نچلے علاقوں کے لوگ بھی یہاں آپ کو کاروبار کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ ملک کے دیگر حصوں، قصوں اور افغانستان جانے کے لیے ٹیکسیاں اور بسیں ہروقت میسر رہتی تھیں۔ پھلوں، لکڑیوں سے لدے ٹرک افغانستان سے آتے یہ ملک کے نچلے حصوں سے غلہ، تیل اور دیگر اجناس لے کر افغانستان جاتے ہوئے یہاں سے گزرتے نظر آتے۔ اسی لیے یہ سرائے میران شاہ کہلاتا تھا۔

مجھے یقین نہیں آتا، یہ پررونق قصبہ اب یہاں کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ بازار، گھر اور سارے گوداموں کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ملبہ بھی غائب ہے۔ کسی کو بھی اپنے زمین میں دوبارہ آبادی بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ سڑکوں کے کنارے حکومت کی جانب سے بنائے گئے عمارتوں کے علاوہ آپ کو کہیں بھی کچھ بھی سرگرمی نظر نہیں آئے گی۔ کالجز بند، موٹر سائیکل پر پابندی، بجلی بند لیکن کبھی کبھی موبائل کام کر دیتے ہیں لیکن وہ بھی ڈیٹا (انٹرنیٹ) کے بغیر۔ یہاں سب کچھ خاموش ہے۔ وہ میران شاہ جس کو میں جانتا تھا۔ 'میری بچپن کی جنت' کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔

حالیہ سالوں میں جو تباہی یہاں مچائی گئی ہے، اس کے بعد یہ علاقہ بحالی کے کسی عظیم پروگرام کا منتظر ہے۔ حکومت نے بعض جگوں کو سرکاری ملکیت قرار دے کر کچھ پارکس اور مارکیٹس بنائی ہیں۔ حکومت خود ہی ان سب چیزوں کے پیچھے ہے کہ یہاں پر صرف تعمیراتی مواد کو ہر قسم کے ایجنسی ٹیکس اور پرمٹ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جس کی وجہ سے آپ کو سڑک کے کناروں پر بکھرا ہوا تعمیراتی مواد نظر آجائے گا۔ یہ واحد کاروبار ہے جو یہاں کے لوگ آزادی سے کر سکتے ہیں۔

چونکہ تعمیراتی کام پر پابندی ہے اس لیے درپہ خیل میں (میران شاہ کے بڑے شراکت داروں) نے قصبے کے باہر چھوٹے چھوٹے جھگیاں بنائی ہیں۔ اس قسم کی جُھگیاں زیادہ تر ان جگہوں پر بنائی گئی ہیں جہاں پر پانی کے موسمی راستے ہیں۔ کوئی بھی بندہ بڑے پیمانے پر سرمایہ اس خوف سے نہیں لگا رہا کہ کہیں کل کو دوبارہ یہ سب کچھ چھوڑنا نہ پڑ جائے۔

میں اپنے گھر میں نہیں رہ سکتا تھا کیونکہ وہاں پر میری بہن اپنے خاندان کے ساتھ رہ رہی تھی۔ ڈنڈے درپہ خیل میں میری بہن کا گھر بغیر کسی وجہ کے مسمار کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ ان کا عسکریت پسندوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ ڈنڈے درپہ خیل کی اپنی ایک الگ غمگین داستان ہے جو کسی دوسرے موقع پر بیان کروں گا۔

عسکریت پسندی میں ملوث لوگوں کے گھروں کو مسمار کیا گیا ہے۔ جو کچھ رہ گئے ہیں ان کے چھتوں کو گرایا گیا ہے تاکہ اوپر فضا سے ان پر نظر رکھی جاسکے۔ گھروں کے اندر سب کچھ تباہ کر دیا گیا ہے۔ جو کام آدمیوں سے نہ ہوسکا وہ بقایا کام موسم نے کر دیا۔ لوگوں کے لیے اب یہاں واپس آنے کے لیے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ مشرق وسطی میں محنت مزدوری کرنے والے ان کے نوجوانوں کے خون پسینے کی آمدنی سے جو کچھ املاک انہوں نے بنائی تھیں وہ سب کچھ تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہ حیران و پریشان ہیں کہ یہ سب ان کے ساتھ کیوں کیا گیا حالانکہ وہ حکومت کے ساتھ تھے۔ ٹی اور ایدک میں ہونے والے حالیہ واقعات نے ان کے پریشانیوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ کیا ہوگا ان کے ساتھ اگر ان کے گاؤں کے قریب کہیں اس طرح کا حملہ ہوا؟ کئی خاندان صرف اس لیے واپس نہیں آئے دوبارہ یہ سب کچھ چھوڑ کر واپس جانا پڑے گا۔

وہ لوگ جو جا نہیں سکتے وہ حکومتی امداد کے منتظر ہیں۔ یہاں پر رہنے کے لیے کوئی منصوبہ نہیں ہے اور جو کچھ تھوڑا بہت آتا ہے وہ بھی لوکل این جی اوز کے سبب آتا ہے۔ عالمی امدادی اتحادی تعمیری سرگرمیوں کی بجائے رواج کو فروغ دینے جیسے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ لوگ پر سخت حالات ہیں لیکن ان کی آواز نہیں سنی جا رہی۔ سڑکیں بنا کر اس سے ٹرانسپورٹ وغیرہ کی آمدنی حاصل کرنے سے حکومت کی دلچسپی تو سمجھ میں آتی ہے لیکن لوگوں کی فلاح کو نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ ہمزونی اور اسلام آباد میں مظاہرے اس ابلتے لاوے کا پتہ دیتے ہیں۔

میران شاہ کے دورے کی مثال ایسی تھی جیسے کوئی قبرستان کا دورہ کرے۔ واپسی پر میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ اب اس جگہ کو 'مزارِ میران شاہ' کا نام دیا جائے۔

☆☆☆☆☆

سیکولر مغربی ممالک کی ”جنسی درندگی“ اور پاکستان

شاہنواز فاروقی

قصور میں زینب کے ساتھ جنسی درندگی اور اس کے المناک قتل نے معاشرے کی ذہنی و نفسیاتی اور علمی و اخلاقی حالت کے بارے میں بنیادی سوالات اٹھادیے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ مغرب میں ٹیلی وژن کو بچوں کے تناظر میں Electronic Parent کہا جاتا تھا، مگر بدقسمتی سے اب ٹیلی وژن پوری دنیا میں بڑی عمر کے لوگوں کا بھی باپ یا Parent بن گیا ہے۔ یہ ”باپ“ اب بتاتا ہے کہ معاشرے میں کیا موجود ہے، اور کیا موجود نہیں؟ معاشرے کو کیا سوچنا ہے اور کیا نہیں سوچنا ہے؟ کیا کہنا ہے، کیا نہیں کہنا ہے؟ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے؟

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ٹیلی وژن باپ کے مرتبے سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اسے ”الیکٹرانک پیر“ یا ”الیکٹرانک شیخ“ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

زینب کی الم ناک کہانی کا ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ زینب کے واقعے کے عام ہوتے ہی ”مغرب زدگان“ کی ایک بڑی تعداد اپنے اپنے بلوں سے نکل آئی اور اس نے یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ اسکولوں میں جنسی تعلیم کو نصاب کا حصہ بنائے بغیر ایسے سانحات کو رونما ہونے سے نہیں روکا جاسکتا۔

اطلاعات کی وزیر مملکت مریم اورنگ زیب نے فرمایا کہ جب بھی جنسی تعلیم کو نصاب کا حصہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اُس پر مذہبی تناظر میں اعتراضات کیے جانے لگتے ہیں۔ جیو کے شاہ زیب خانزادہ نے اس سلسلے میں ایک پورا پروگرام کر ڈالا اور انہوں نے بھارتی اداکار عامر خان کے ایک پروگرام کو نمونے کے طور پر پیش کیا۔ اداکارہ ماہرہ خان، اداکار فیصل قریشی اور بالخصوص گلوکار شہزاد رائے نے اس ضمن میں کئی ٹی وی چینلز پر خاصا شور مچایا اور کہا کہ جنسی تعلیم اسکولوں کے نصاب کا حصہ نہیں ہوگی تو یہی ہوگا۔

پوری مسلم دنیا جانتی ہے کہ جنسی تعلیم کو نصاب کا حصہ بنانا امریکہ اور یورپ کا ایجنڈا ہے۔ سیکولر اور لبرل عناصر مذہبی لوگوں پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ مذہب کے نام پر سیاست کرتے ہیں۔ مگر دیکھا جائے تو مغرب زدگان اس وقت پاکستان میں جنسی درندگی اور المناک قتل کے ایک واقعے پر پاکستان میں سیکولر مغرب کے سیکولر اور لبرل ایجنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

اس سلسلے میں سیاسی جماعتوں پر کیا، سپریم کورٹ تک پر اثرانداز ہونے کی سازش کی جارہی ہے۔ اس ضمن میں جیو سمیت کئی چینل متحرک کردار ادا کررہے ہیں۔ جنسی درندگی کی طرح یہ ”ابلاغی درندگی“ کی ایک مثال ہے۔

مسلم معاشرے میں جنسی درندگی کا ایک واقعہ بھی دل دہلا دینے والا ہے۔ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ اور اس کی روک تھام کے لیے اسلام کی روشنی میں جو کچھ ممکن ہو، کیا جانا چاہیے اور اس سلسلے میں پورے معاشرے کو کردار ادا کرنا چاہیے۔ مگر بدقسمتی سے ”مغرب زدگان“ کا گروہ زینب کے واقعے کو جس طرح پیش کر رہا ہے اور اس سلسلے میں مغرب کی جنسی تعلیم کو جس طرح اس مسئلے کا ”علاج“ باور کرا رہا ہے اُس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ مغرب کے سیکولر اور لبرل ممالک نہ صرف یہ کہ جنسی درندگی سے پاک ہیں بلکہ انہوں نے جنسی تعلیم وغیرہ کے ذریعے اس حوالے سے خود کو ”جنت“ بنالیا ہے۔ اس کے برعکس تاثر دیا جارہا ہے کہ پاکستان جیسا مذہبی ملک جنسی جرائم کی ”آماجگاہ“ بنا ہوا ہے، اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ پاکستان مغربی ممالک کی طرح ”سیکولر اور لبرل“ نہیں۔ لیکن کیا واقعتاً مغرب کے سیکولر اور لبرل ممالک خواتین اور بچوں کے تحفظ کے ”قلعے“ اور ان کی ”جنت“ ہیں؟ اور کیا یہ ممالک جنسی درندوں کا ”جہنم“ بنے ہوئے ہیں؟ اور ”جنسی تعلیم“ نے ان ممالک میں ”انقلاب“ برپا کیا ہوا ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

امریکہ، سیکولرازم اور لبرل ازم کی ایک جنت ہے۔ امریکہ کو دنیا کی سب سے ”مضبوط جمہوریت“ کہا جاتا ہے۔ امریکہ دنیا میں ”انسانی حقوق“ کا سب سے بڑا علَم بردار ہے۔ امریکی عدالتی نظام بے مثال ہے۔ امریکہ کی پولیس کا کوئی جواب ہی نہیں۔

امریکہ کے ذرائع ابلاغ امریکی عوام کی آزادی اور ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کے محافظ ہیں، تاہم امریکہ کے Rape, Abuse, and Incest National Network (RINN) کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ۱۹۹۸ء سے اب تک ”Rape“ کے ایک کروڑ ۷۷ لاکھ واقعات رپورٹ ہوئے ہیں۔ ان میں سے ۹۹ فی صد واقعات کے ذمے داروں کو سزا نہیں دی جاسکی۔ عصمت دری کا نشانہ بننے والی خواتین میں سے ۱۲ فی صد نے خودکشی کرلی۔

Rape Victims میں ۹۰ فی صد نوجوان خواتین ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہر سال Rape کے ۳ لاکھ ۲۱ ہزار ۵ سو واقعات ہوتے ہیں۔ واقعات میں ۱۰ میں سے ۷ افراد کو معلوم ہوتا ہے کہ انہیں Rape کرنے والا کون ہے۔

امریکہ کی ایک لبرل News and Opinion Website کا نام Huffington Post ہے۔ اس ویب سائٹ کی خواتین امور سے متعلق ایڈیٹر Alanna Vagianos کے ایک مضمون “30 Alarming statistics that show the

"reality of sexual violence" کے مطابق امریکہ میں ہر ۹۸ سیکنڈ میں کسی نہ کسی پر ایک "جنسی حملہ" ہوتا ہے۔ مضمون کے مطابق اس طرح امریکہ میں روزانہ ۵۷۰ افراد جنسی حملوں کا شکار ہوتے ہیں۔ مذکورہ مضمون ۵ مئی ۲۰۱۷ء کو ویب سائٹ پر پوسٹ ہوا۔

سیکولرازم اور لبرل ازم کی جنت امریکہ میں بچوں پر جنسی حملوں کی صورت حال کیا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ امریکہ کے محکمۂ انصاف کی ایک رپورٹ کے مطابق صرف ۲۰۱۲ء کے دوران میں امریکہ میں ۶۲ ہزار ۹۳۹ بچے جنسی حملوں کا نشانہ بنے۔ ان میں سے ۸۵ فی صد بچوں نے حملوں کو رپورٹ ہی نہیں کیا۔ ان میں سے تیس سے چالیس فیصد بچوں کو خاندان کے کسی فرد نے Abuse کیا ہے۔

امریکہ کے محکمۂ انصاف کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۸ء سے اب تک امریکہ میں ۱۸ لاکھ "نوعمر" جنسی حملوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔

امریکی فوج امریکہ کی اصل قوت ہے۔ امریکی فوج کی تعلیم و تربیت مثالی ہے۔ اس کے نظم و ضبط کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ ۲۸ مئی ۲۰۱۴ء کے نیویارک ٹائمز میں شائع ہونے والی رپورٹ میں امریکہ کے محکمہ دفاع پنٹاگون کے ایک سروے کے حوالے سے انکشاف کیا گیا ہے کہ صرف ۲۰۱۲ء میں امریکی فوج میں ۲۶ ہزار خواتین و حضرات پر جنسی حملے ہوئے۔

ان میں سے صرف ۳۳۷۴ رپورٹ ہوئے۔ ۲۰۱۳ء کی پنٹاگون کی رپورٹ کے مطابق صرف ۵۰۶۱ فوجیوں کے جنسی حملے رپورٹ کیے گئے۔ ان میں سے صرف ۴۸۴ حملوں کے سلسلے میں مقدمات قائم ہوئے اور صرف ۳۷۶ افراد کو سزائیں ہوئیں۔

ہیومن رائٹس واچ کی ۲۰۱۶ء کی رپورٹ کے مطابق جن فوجیوں نے جنسی حملوں کے سلسلے میں شکایات درج کرائیں انہیں بعد ازاں Personality Disorder اور اسی طرح کے الزامات کے تحت ملازمتوں سے فارغ کر دیا گیا۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو امریکہ جنسی درندوں کی جنت اور جنسی درندگی کا شکار ہونے والی خواتین اور بچوں کا جہنم نظر آتا ہے۔

پاکستان کے "مغرب زدگان" کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ امریکہ کے اسکولوں میں ۱۹۲۰ء سے کسی نہ کسی قسم کی اُس "جنسی تعلیم" کا اہتمام کیا جا رہا ہے جسے پاکستان کے کئی ٹیلی وژن چینلز کے مالکان، اینکرز، اداکار اور اداکارائیں پاکستان کے تعلیمی اداروں پر مسلط کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔

یہاں کہنے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ امریکہ ایک مثالی سیکولر اور لبرل ریاست ہے۔ اس کا تعلیمی نظام بہترین ہے، اس کی معیشت شاندار ہے، اس کی سماجیات پر ساری دنیا کی رال ٹپک رہی ہے، اس کی پولیس اور نظام انصاف کی مثالیں دی جاتی ہیں، مگر اس کے باوجود امریکہ میں جنسی حملوں کا سیلاب آیا ہوا ہے اور ہر ۹۸ سیکنڈ میں وہاں کوئی نہ کوئی عورت، بچہ یا مرد جنسی حملوں کا نشانہ بن جاتا ہے۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو امریکہ کے ذرائع ابلاغ پر ہر وقت جنسی حملے زیر بحث ہونے چاہئیں، مگر امریکہ میں ان کا "ذکر" تک نہیں ہوتا، مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جہاں ۶۰ فی صد آبادی کی مذہبی یا عام تعلیم کا سرے سے کوئی بندوبست ہی نہیں، جہاں کا تعلیمی نظام فرسودہ ہے، جہاں درجنوں بڑے بڑے معاشی اور سماجی مسائل اور محرومی کی ہولناک نفسیات موجود ہے، وہاں مغرب زدگان چاہ رہے ہیں کہ ایک یا چند واقعات چوبیس گھنٹے ذرائع ابلاغ پر چھائے رہیں،

یہاں تک کہ ایک واقعے کی آڑ میں وہ جنسی تعلیم اسلامی جمہوریہ پاکستان پر مسلط کر دی جائے جو ۱۹۲۰ء سے امریکہ میں غیر مؤثر بلکہ بچوں میں جنسی انحرافات کو بڑھانے اور معاشرے کو "جنسی سیلاب" میں "غرق" کرنے کے حوالے سے "معاونت" کر رہی ہے۔

امریکہ کی National Research Council کی ۲۰۱۳ء کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں جنسی درندگی کے سیلاب کو دیکھتے ہوئے Rape کے واقعات Under Reporting کا شکار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

Iowa Law Review میں شائع ہونے والے C.R Young کے ایک مضمون کے مطابق امریکہ میں عصمت دری کے واقعات کے حوالے سے دروغ گوئی کا مقصد یہ دھوکا تخلیق کرنا ہے کہ امریکہ میں تشدد آمیز جرائم پر قابو پانے میں کامیابی ہو رہی ہے۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان کے تمام مغرب زدگان سے عرض ہے کہ وہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وہ پاکستان میں پیدا ہوئے اور ان کا بچپن اور جوانی پاکستان میں گزری۔ ان کا بچپن اور جوانی خدانخواستہ امریکہ میں بسر ہوئی ہوتی تو امریکہ میں جنسی درندگی کے سیلاب کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے مغرب زدگان امریکہ میں یا تو اب تک جنسی اعتبار سے "Abused" ہوتے یا "Abuser"۔ امریکہ میں ۱۹۲۰ء سے کسی نہ کسی صورت میں موجود جنسی تعلیم بھی انہیں تحفظ مہیا نہ کر پاتی۔

لیکن آپ امریکہ کے "ذکرِ خیر" سے یہ نہ سمجھیں کہ جنسی درندگی کا سیلاب صرف امریکہ مرکز یا America Centric ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ فرانس یورپ کا سب سے

سیکولر اور لبرل ملک ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق صرف ساڑھے چھ کروڑ آبادی والے ملک فرانس میں ہر سال ۷۵ہزار Rape Cases ہوتے ہیں۔

تاہم ۲۰۱۲ء کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۲ء میں ان میں سے صرف ۱۲۹۳ کیس رپورٹ ہوئے۔ ۲۰۱۴ء کی ایک رپورٹ کے مطابق فرانس میں عصمت دری کے واقعات میں سے ۵ سے ۷ ہزار واقعات وہ ہوتے ہیں جنہیں Gang Rape کہا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ایسے ہولناک واقعات کو فرانس میں "Pass arounds" کہا جاتا ہے۔ مغرب زدگان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ فرانس میں ۱۹۷۳ء سے جنسی تعلیم اسکولوں کے نصاب کا حصہ ہے۔

آیئے برطانیہ بہادر پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ کے صرف دو علاقوں یعنی England اور Wales میں ہر سال عصمت دردی کے ۹۷ ہزار واقعات ہوتے ہیں۔ ان میں سے ۸۵ ہزار خواتین اور ۱۲ ہزار مرد ہوتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ برطانیہ کے صرف دو علاقوں میں ہر گھنٹے میں عصمت دردی کے ۱۱ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق عصمت دری کے صرف ۱۵ فی صد واقعات پولیس ریکارڈ کا حصہ بنتے ہیں۔ برطانیہ میں مارچ ۲۰۱۵ء سے جنسی تعلیم کا اہتمام ہو رہا ہے۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو صرف امریکہ نہیں، مغرب کے تمام سیکولر اور لبرل ممالک جنسی درندگی کے سیلاب کی زد میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ دنیا Globalize ہو گئی ہے، چنانچہ کیا ہی اچھا ہو کہ پاکستان کے نیوز چینلز اور شاہ زیب خانزادہ جیسے اینکر دو چار درجن نہیں تو دو چار پروگرام ہی مغرب کی جنسی درندگی کے حوالے سے کر ڈالیں۔

ہمارے مغرب زدہ ٹی وی چینلز اور مغرب زدہ اینکرز اور اداکار وغیرہ معاشرے میں جنسی درندگی پر بڑے "پریشان" ہیں۔ ہونا بھی چاہیے۔ یہ لوگ بھی آخر معاشرے کا حصہ ہیں۔ یہ عناصر معاشرے میں ہونے والی جنسی درندگی کو تو دیکھ رہے ہیں مگر خود نام نہاد Entertainment Industry اور نام نہاد Fashion Industry میں جو ہولناک جنسی درندگی ہو رہی ہے ہمارے ذرائع ابلاغ، ہمارے ٹی وی چینلز، ہمارے اینکرز اور ہمارے اداکار اور اداکارائیں اس کا ذکر بھی نہیں کرتے۔

ڈیلی ڈان کراچی نے ۴ نومبر ۲۰۱۷ء کی اشاعت میں ہالی ووڈ کی Me too مہم سے متاثر ہو کر ایک سطحی مگر ہولناک رپورٹ شائع کی ہے۔ ملک کی معروف اداکارہ بشریٰ انصاری نے ڈان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے اداکاروں اور اداکاراؤں کو جانتی ہیں جو چند سال میں امیر ہو گئے۔ بشریٰ انصاری کے بقول ایسی امارت صرف اداکاری سے ہونے والی آمدنی کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔

پی ٹی وی کی معروف ڈائریکٹر اور اداکارہ ساحرہ کاظمی نے کہا کہ وہ دیکھتی تھیں کہ نئی نوجوان اداکارائیں گھنٹوں ٹی وی کے ڈائریکٹرز اور معروف اداکاروں کے ساتھ کمروں میں بیٹھی ہوئی ہیں اور پھر اچانک وہ لڑکیاں ڈراموں میں اہم کردار ادا کرتی نظر آتی تھیں۔ ساحرہ کاظمی نے کہا کہ یہ ماضی میں بھی ہوتا تھا اور اب بھی ہو رہا ہے۔

مشہور فلم ڈائریکٹر سید نور نے کہا کہ وہ ایسے بہت سے اداکاروں کو جانتے ہیں جو کسی کا بستر گرم کرنے یا ان کے الفاظ میں Casting Couch کا برا نہیں مانتے۔ ان کے بقول کچھ لوگ ایک رات میں امیر اور مشہور ہو جاتے ہیں اور آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی آمدنی کے کچھ اور ذرائع ہیں۔

Event Organizer فریحہ الطاف نے بتایا کہ انہیں اچانک Establish Designer سے کال موصول ہوتی ہے اور وہ کسی "ماڈل" کو شو کا حصہ بنانے کی فرمائش کر دیتے ہیں۔ ان کے بقول اس دائرے میں Male Models کو خواتین ماڈل سے زیادہ "ہراسگی" کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

Stylist صائم راشد نے کہا کہ ماڈلنگ میں اہلیت و صلاحیت یا Talent کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ اہمیت ہے تو اس بات کی کہ آپ کسی کو خوش کر سکتے ہیں یا نہیں۔ صائم کے بقول کئی اچھے گھرانوں کے مرد ماڈلز محض اس لیے یہ پیشہ چھوڑ کر چلے گئے کہ وہ، وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے جو اُن سے کہا جا رہا تھا۔

ڈیزائنر ماہین خان نے کہا کہ شوبزنس میں Career Sponsorship اور Award Ceremonies وغیرہ کسی نہ کسی توہین آمیزی پر کھڑی ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ نہیں چاہیں گی کہ ان کی اولاد میں سے کوئی فیشن انڈسٹری میں آئے۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام شہادتیں "ملفوف الفاظ" میں انٹرٹینمنٹ اور فیشن انڈسٹری میں جاری جنسی درندگی کے واقعات کا بیان ہیں۔ ڈان کی رپورٹ کو شائع ہوئے دو ماہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے مگر کسی جیو، کسی اے آر وائی، کسی آج، کسی ڈان ٹی وی، کسی شاہ زیب خانزادہ، کسی ماہرہ خان، کسی فیصل قریشی، یہاں تک کہ کسی شہزاد رائے کو اس سلسلے میں احتجاج یا مظاہرے یا ڈسکشن پروگرام کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ فیشن انڈسٹری اور انٹرٹینمنٹ انڈسٹری سیکولر، لبرل اور روشن خیال لوگوں کے مراکز ہیں۔ یعنی یہ ادارے خود مغرب زدگی کی علامت ہیں۔ ظاہر ہے کہ مغرب زدگان خود اپنی جیسی مخلوق کے چہرے سے کیوں پردہ اٹھانے لگے؟

اس سے معلوم ہوا کہ مغرب زدگان معصوم اور مظلوم زینب کے سلسلے میں جو ماتم کر رہے ہیں اس میں کوئی اخلاص نہیں، اس میں کوئی جذبہ نہیں، اس میں کوئی پاکستانیت نہیں۔ یہ ماتم صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان پر گندگی اچھالنے کے لیے ہے، صرف مغرب کا ایجنڈا آگے بڑھانے کے لیے ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر پاکستان میں جنسی درندگی کے واقعات کیوں ہو رہے ہیں؟

بلاشبہ پاکستان جنسی درندگی کے سلسلے میں امریکہ اور یورپ میں برپا جنسی درندگی کے سیلاب سے ہزاروں میل دور کھڑا ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستانی معاشرے کی اخلاقی حالت خراب ہے اور مزید خراب ہو رہی ہے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری آبادی کا ۶۰ سے ۷۰ فی صد حصہ کسی بھی مذہبی اور اخلاقی تعلیم و تربیت سے محروم ہے۔ جن لوگوں کو کسی نہ کسی قسم کی مذہبی، اخلاقی یا عام تعلیم میسر ہے وہ جزوی ہے۔

اس سلسلے کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مذہبیت ظاہر پر تو اثرانداز ہے مگر باطن پر اثرانداز نہیں۔ تہذیبِ نفس و تزکیہ نفس کا خیال تک اکثر لوگوں کے دل سے نکل گیا ہے۔ بدقسمتی سے ہماری تعلیم و تربیت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آگئی ہے جنہیں خود تعلیم و تربیت اور تزکیے کی ضرورت ہے۔ ہم خواہ کچھ کہیں، ہمارا تصورِ انسان بدل گیا ہے۔ ہمارا مطلوب اب اچھا انسان نہیں، دنیاوی معنوں میں کامیاب انسان ہے۔ کامیاب انسان اپنی اصل میں ایک مغربی یا سیکولر تصور ہے۔

رہی سہی کسر ذرائع ابلاغ نے پوری کر دی ہے۔ انہوں نے معاشرے میں عورت کو صرف جنس کی علامت یا Sex Symbol کے طور پر پیش کیا ہوا ہے۔ ہماری فلمیں، ہمارے ڈرامے، ہمارے اشتہارات، ہماری موسیقی غرضیکہ ہر چیز پر Sex Symbols کا غلبہ ہے۔

اس صورت حال نے ایسے کروڑوں مردوں کی جنسی بھوک کو بہت بڑھا دیا ہے جو روحانی، اخلاقی، تہذیبی، نفسیاتی، جذباتی اور ذہنی طور پر کمزور ہیں۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے کہ معاشرے میں دولت کا جنون پیدا کر کے اور معاشرے کو دولت کے مظاہر سے بھر کر غریبوں اور مفلسوں سے یہ توقع کی جائے کہ وہ پیسہ کمانے کے لیے چوری نہیں کریں گے، ڈاکے نہیں ڈالیں گے۔

ہمارے معاشرے کا المیہ ملاحظہ کیجیے کہ ذرائع ابلاغ میں کئی دن تک معصوم اور مظلوم زینب کے ساتھ ہونے والی جنسی درندگی اور اس کا سفاکانہ قتل زیر بحث رہا مگر کسی سیاسی رہنما، کسی اخبار، کسی ٹیلی وژن اور کسی دانش ور نے یہ نہ کہا کہ اس صورت حال کا ذمے دار ہمارا حکمران طبقہ ہے جس نے معاشرے کی مذہبی، اخلاقی، تہذیبی اور تعلیمی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے گزشتہ ۷۰ سال سے کچھ نہ کیا۔

کسی نے یہ نہ کہا کہ ہماری مذہبیت صرف ظاہر کو کیوں مذہبی بنا رہی ہے؟ وہ ہمارے باطن کو کیوں نہیں بدل رہی؟ کسی نے یہ نہ کہا کہ فلموں، انٹرنیٹ اور ٹیلی وژن چینلز نے پورے معاشرے میں جنسی انارکی پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

سوال یہ ہے کہ نفسِ امارہ سے اٹے ہوئے معاشرے میں نفسِ لوامہ اور نفسِ مطمئنہ کے مظاہر کیسے نمودار ہوں گے؟ آخر کیکر کے درخت سے انگور توڑنے کی آرزو کہاں کی صحیح الدماغی ہے؟

بلاشبہ انسانوں کی ایک قسم ایسی ہے جو صرف "خوف کی زبان" سمجھتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے معاشرے کے نظام انصاف کو درست کرنے اور مجرموں کو بروقت سخت سزائیں دینے کی ضرورت ہے۔

ہمارے سیاست دانوں، ہمارے دانشوروں اور ہمارے ذرائع ابلاغ میں سے کسی نے ان معاملات پر غور کر کے نہیں دیا۔ غور نہیں کیا تو ان نکات کا تذکرہ کون کرتا! ہوا صرف یہ ہے کہ ٹیلی وژن چینلز نے رائے سازوں کے ذہن، ان کے تجزیے کی صلاحیت اور رائے کو اغوا کر لیا اور پورا معاشرہ مغرب زدگان کی زبان بولتا ہوا نظر آیا۔

بدقسمتی سے اس سلسلے میں معاشرے کے اہم طبقات کو یہ خیال ہی نہ آیا کہ اصل کھیل کیا چل رہا ہے؟ اس سلسلے میں بعض چیزیں مریم اورنگ زیب، شہزاد رائے، شاہ زیب خانزادہ اور کئی چینلز کی خصوصی نشریات کے حوالے سے طشت از بام ہو چکی ہیں، لیکن اس سلسلے میں سابق سوشلسٹ دانشور اور میاں نواز شریف کے غیر اعلانیہ مشیر وجاہت مسعود نے ۱۳ جنوری ۲۰۱۸ء کے جنگ میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں اصل بات کہہ دی ہے۔

وجاہت مسعود نے کیا لکھا، انہی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجیے:

"یہ پہلی نسل ہے جسے پوسٹ پِل (Post Pill) اور پوسٹ پورن Post Porn) نسل کہنا چاہیے۔ یہ سوچنا خام خیالی ہے کہ ہمارے نوجوان آج کی

دنیا کے حقائق سے بے خبر ہیں۔موبائل فون نے ہمارے نچلے طبقے کی مفروضہ اقدار کی قبا تار تار کر ڈالی ہے… ہمیں اپنی جنسی اقدار پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کر کے نئی حدود متعین کرنے کی ضرورت ہے…تقدیسِ مشرق کا افسانہ پامال ہو چکا۔اس افسانے کے ثناخواں طبقے سے معاشرتی ویٹو کا حق واپس لینا آج کے پاکستان کا تقاضا ہے، اس سے ہمارے بچے زیادہ محفوظ ہو سکیں گے"۔

جس طرح زلزلے یا سیلاب آنے سے ہمارے حکمران طبقوں کے افراد یہ سوچ کر خوش ہوتے ہیں کہ اب بیرونی امداد آئے گی اور مال بٹورنے کے امکانات پیدا ہوں گے، اسی طرح وجاہت مسعود اس بات پر جھوم رہے ہیں کہ پاکستان میں بھی جنسی انحرافات کا سیلاب آگیا ہے یا آنے والا ہے، اب دیکھیں گے کہ مذہب اور اس کی اقدار کیسے زندہ رہیں گی۔

جو قارئین وجاہت مسعود کی اصطلاحوں Post Pill اورPost Porn کا مطلب نہ سمجھے ہوں ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ Post Pill معاشرے سے مراد وہ معاشرہ ہے جس میں جنسی تعلقات اس لیے آسان ہو گئے ہیں کہ مانع حمل گولیاں ایجاد ہو چکی ہیں اور اب زنا کے نتیجے میں حمل رہنے کے امکانات ختم یا بہت کم ہو گئے ہیں، چنانچہ نوجوان پوری بے خوفی کے ساتھ زنا کر سکتے ہیں۔

Post Porn کا مطلب یہ ہے کہ عریاں فلموں یا Pornography کو عام ہوئے عرصہ ہو گیا ہے اور ان فلموں کو دیکھ کر ایک ایسی نسل ہمارے سامنے آکھڑی ہوئی ہے جو جنس کے سلسلے میں مذہبی اخلاقیات کی قائل ہی نہیں رہی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ ایک ہولناک سانحہ ہے مگر وجاہت مسعود اس سانحے پر مسرور ہیں اور اُن کا کہنا ہے کہ اب ہمیں جنسی اقدار کے سلسلے میں نئی حدود مقرر کرنی ہوں گی، مطلب یہ کہ اب ہمیں آزاد جنسی تعلقات کو قبول کرنا ہوگا، بالکل اسی طرح جس طرح ترقی یافتہ اہلِ مغرب نے کیا۔اس سے اگلے مرحلے پر ہمیں ہم جنس پرستی کو بھی قبول کرنا ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔

☆☆☆☆☆

مظلوم زینب کی آڑ میں برپا ہونے والی "مغرب زدگان" کی آہ و بکا کا اصل ایجنڈا یہ ہے۔دیکھا جائے تو وجاہت مسعود اور ان جیسے اسلام بے زار لوگ کہہ رہے ہیں کہ اب اسلام کی مطلق اخلاقیات یا Absolute Morality نہیں چلے گی۔مگر مسئلہ یہ ہے کہ جو اخلاقیات مطلق نہ ہو وہ اخلاقیات نہیں اخلاقیات کی پیروڈی ہے۔

دوسری بات یہ کہ وجاہت مسعود کہہ رہے ہیں کہ اگر معاشرے کو سرطان کا مرض لاحق ہو گیا ہے تو اس کے علاج کی ضرورت نہیں۔"سرطان"یعنی Post Pill اور Post Porn معاشرہ ایک حقیقت ہے، بس اس کو مانو، قبول کرو، اپناؤ، بلکہ اس معاشرے کے ظہور کی خوشی مناؤ، اس سرطان کے علاج کی کوشش نہ کرو۔

وجاہت مسعود کے اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو ہمارے معاشرے کو چوری، ڈاکے، قتل، اغواء، منشیات کی لت، یہاں تک کہ طاقتور کے ظلم، جبر اور غلامی کو بھی قبول کر لینا چاہیے، اس لیے کہ یہ تمام چیزیں بھی "حقائق" کا درجہ رکھتی ہیں۔

یہاں کہنے کی بات یہ بھی ہے کہ وجاہت مسعود نے اسلام کو سوشلزم سمجھ لیا ہے جو بے چارہ ۷۰ سے زیادہ نہ جی سکا۔اسلام ایک ابدی حقیقت ہے۔مسلمانوں کی روحانی، اخلاقی اور تہذیبی قوت کمزور تو پڑتی رہی ہے مگر فنا کبھی نہیں ہوئی۔کیا وجاہت مسعود نہیں دیکھ رہے کہ اسلام مغرب کے جنس کے سیلاب میں ڈوبے ہوئے Post Pill اور Post Porn معاشروں میں لاکھوں مقامی امریکیوں اور یورپی باشندوں کو مسلمان کر چکا ہے۔یہ کمال اس وقت ہو رہا ہے جب مسلمانوں کے حقیقی نمائندوں کے پاس نہ سیاسی اقتدار ہے، نہ معاشی طاقت ہے، نہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی قوت ہے، نہ ابلاغی ذرائع کا سرمایہ ہے۔ چنانچہ اسلام اور اس کے پیروکار وجاہت مسعود اور ان جیسی ذہنیت کے حامل لوگوں کے سینوں پر مونگ دلتے رہیں گے۔

ہمیں حیرت ہے کہ معاشرے کے مذہبی طبقات نہ مغرب کے مقامی آلہ کاروں کے ایجنڈے کو سمجھ رہے ہیں اور نہ وہ معاشرے میں جنسی انحرافات کے سیلاب کو روکنے کے لیے کچھ کر رہے ہیں۔مذہبی طبقات سب کو خدا اور اس کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔

ہم مذہبی طبقات اور نمائندوں کو خبردار کرتے ہیں کہ آپ مذہب کے بڑے بڑے دعوے لے کر کھڑے ہیں، آپ ان دعووں کے مطابق عمل نہیں کریں گے تو آپ پر خدا دنیا میں ہی نہیں آخرت میں بھی ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو عام لوگوں پر مسلط کی جانے والی ذلت سے کہیں زیادہ ہوگی۔

> "یہ وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے کہ کلمہ حق کو امت پر واضح کیا جائے اور اسے یہ باور کرایا جائے کہ دہشت گردی کے نام پر اس پر مسلط کی جانے والی جنگ در حقیقت اسلام اور شریعت کے خلاف جنگ ہے"۔
>
> شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

عالمی تحریکِ جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

صومالیہ:

14 جنوری: حرکۃ الشباب المجاہدین مقدیشو کے فیکٹری روڈ پر بارودی سرنگ کا دھماکہ کیا، جس سے فوجی گاڑی تباہ، 4 فوجی ہلاک اور 6 زخمی ہوئے۔

15 جنوری: ھیران کے شہر بلدوین میں دستی بم کے حملے میں ایک فوجی ہلاک اور اس کا اسلحہ غنیمت ہوا۔

ولایہ شبیلی السفلی کے شہر بولومریر میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے یوگنڈا کی فوج کا ٹینک تباہ اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے ھدن میں ایک فوجی قتل اور اس کا اسلحہ غنیمت کیا گیا۔

اَفجوی شہر کے قریب تحسیلی کے علاقے میں مجاہدین نے دشمن کا ایک بڑا فوجی اڈہ شدید جنگ کے بعد مکمل فتح کر لیا۔

16 جنوری: بای وبکول کے شہر بیدوا کے علاقے دینونای میں 3 فوجی مجاہدین کی کمین میں ہلاک ہوئے۔

ساحلی شہر براوی امبریسو اور مرینجبای کے درمیانی روڈ پر بارودی سرنگ کے دھماکے سے یوگنڈا کی فوج کا ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہو گئے۔

دینیلی پولیس انچارج اس وقت مارا گیا اور اس کے کئی محافظ زخمی ہو گئے جب مجاہدین نے اس کی گاڑی کو مقدیشو کے علاقے وردیقلی میں بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا گیا۔

مقدیشو کے علاقے ھدن میں ایک فوجی قتل ہوا۔

یاقشید میں دستی بم حملے میں کئی فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

بیدوا شہر کے اطراف میں مجاہدین کا کفار پر وسیع تعارض ہوا جس میں دینونای اور جوفحدود نامی دو علاقے مکمل فتح ہوئے۔

17 جنوری: ساحلی شہر کسمایو میں امریکہ اور کینیا کے مشترکہ فوجی قافلے کو مجاہدین نے دو بارودی سرنگوں سے نشانہ بنایا۔

مقدیشو کے علاقوں کاران اور ھروا میں دشمن فوج کے جتھوں پر دستی بم پھینکے گئے جس میں کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

ولایہ مدق کے شہر جالکعیو میں مجاہدین کے حملے میں پنٹ لینڈ کا ایک پولیس اہل کار زخمی ہوا۔

اسلامی صوبے جوبا کے شہر جلب میں فوج کے 3 سپاہی اسلحے سمیت مجاہدین کے سامنے تسلیم ہو گئے۔

18 جنوری: ساحلی شہر کسمایو میں دشمن کی تفتیشی چوکی پر مجاہدین کے تعارض میں ایک سرکاری فوجی ہلاک اور اس کے ہتھیار غنیمت کر لیے گئے۔

ولایت جوبا کے قصبے ھوزنقو میں کینیا کے فوجی اڈے پر مارٹر کے گولوں بم باری کی گئی۔

19 جنوری: مقدیشو کے علاقے وابری میں سرکاری فوج کا ایک رکن قتل ہوا۔

مقدیشو کے علاقے ھولوداق میں تفتیشی پوسٹ پر مجاہدین نے بارودی سرنگ کا دھماکہ کیا جس کے سبب ایک فوجی قتل اور دیگر زخمی ہو گئے۔

20 جنوری: مجاہدین نے اسلامی صوبے جوبا میں خصوصی امریکی دستوں کی جانب سے ہیلی کاپٹروں سے جمامی شہر میں اترنے کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

21 جنوری: بوصاصو شہر میں ایک گوریلا مجاہد نے پنٹ لینڈ کے فوجیوں کی ایک چوکی پر دستی بم اچھال دیا جس کے سبب ایک فوجی ہلاک اور دیگر کئی زخمی ہوئے۔

22 جنوری: ولایہ بای وبکول کے شہروں قنسحدیری اور بردالی کے مابین مجاہدین نے کمین (گھات) لگا کر 3 سرکاری فوجی ہلاک ہو گئے۔ اور ان کے ہتھیار غنیمت کر لیے۔

23 جنوری: ولایہ شبیلی السفلی کے شہر شلانبود میں مجاہدین کی کمین میں فوجی ٹینک اور بھاری ہتھیاروں والی گاڑی تباہ جبکہ افریقی یونین کے درجنوں سپاہی مارے گئے۔ اسی جھڑپ میں دشمن کا ایک اور ٹینک مجاہدین کی بچھائی بارودی سرنگ پر چڑھ گیا اور سوار فوجیوں سمیت تباہ ہوا۔

مقدیشو کے علاقے سیناکادیر میں بور شہر کا اہم حکومتی کمانڈر اپنے چار ساتھیوں سمیت اس وقت مارا گیا جب مجاہدین نے بارودی سرنگ کے دھماکے سے ٹینک تباہ کر دیا۔

مقدیشو کے علاقے درکینلی میں مجاہدین نے ایک صومالی فوجی قتل کر دیا۔

24 جنوری: مجاہدین نے ولایہ شبیلی السفلی کے قصبے جلوین میں یوگنڈا کے فوجی اڈوں پر طوفانی یلغاریں کی۔ نتیجے میں درجنوں فوجی قتل اور زخمی ہوئے۔

ولایہ بای وبکول کے شہر بیدوا میں مجاہدین کی کمین میں 3 سرکاری فوجی قتل ہوئے اور ان کی گاڑی تباہ ہو گئی۔

اَفجوی شہر میں گرنیڈ حملے سے 2 فوجی شدید زخمی ہو گئے۔

24 جنوری: مقدیشو کے علاقے ھروا میں بارودی سرنگ دھماکہ میں سرکاری فوج کی گاڑی تباہ ہو گئی۔ صومالی فوجی کرنل ہلاک اور ۳ فوجی زخمی ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے ھدن میں مجاہدین کے حملے میں ایک سرکاری فوجی زخمی ہوا۔

25 جنوری: مقدیشو کے علاقے علیشا میں مجاہدین نے ایک انٹیلی جنس افسر کو قتل اور اس کے ہتھیار غنیمت کر لیے۔

مقدیشو کے علاقے یاقشید میں ایک مجاہد دشمن کے مرکز میں گرنیڈ پھینک کر اپنے مقام پر لوٹ آیا۔ کئی ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایہ بای وبکول کے شہروں بیدوا اور بردالي کے درمیانی روڈ پر بارودی سرنگ کے کئی دھماکوں میں ایتھوپیا کی فوج کے گشتی دستے کے دسیوں ارکان قتل وزخمی ہوئے۔

ساحلی شہر کسمایو میں مجاہدین نے امریکی فوج کا بغیر پائلٹ جاسوس طیارہ گرادیا۔ تباہ شدہ طیارے کا ملبہ بھی مجاہدین نے قبضے میں لے لیا۔

اسلامی صوبے شبیلي السفلی کے شہر کونیوبرو میں شرعی عدالت نے امبریسو میں مسلمانوں کے تجارتی مرکز سے ۶.۱۷ ملین صومالی شلن چرانے کے دو مجرمین پر حد قائم کی۔

26 جنوری: مقدیشو میں دستی بم کے حملے میں درجنوں سرکاری فوجی زخمی ہوئے۔

ولایہ هیران وسط کے شہر بلدوین میں فوجی اڈے پر حملے کے نتیجے میں 6 فوجی مارے گئے۔

27 جنوری: ولایہ بای وبکول کے شہر حدر میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں 2 سرکاری فوجی قتل ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے فتح میں فوجی چوکیوں پر دھماکوں میں 5 فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوئے۔

28 جنوری: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر ونلوین کے کمشنر کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔

29 جنوری: ولایہ هیران وسط کے شہر بلدوین میں مجاہدین نے بارودی سرنگ کے دھماکے سے جبوتی فوج کا ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہوگئے۔

اسلامی صوبے بای وبکول کے شہر بیدوا کے علاقے اِیدالي میں شرعی عدالت نے ایک خاتون کو ناحق قتل کرنے والے شخص پر حدِ قصاص نافذ کر دی۔

ولایہ بای وبکول کے شہر بورهکبا میں مجاہدین نے شہر کے پولیس انچارج کو 4 ساتھیوں سمیت ایک کمین میں قتل کر دیا گیا۔ اور ان کے ہتھیار بھی غنیمت کر لیے۔

ولایہ هیران وسط کے شہر جلالقسی شہر میں تعارض کر کے 5 فوجی اہل کار قتل کر دیے۔

30 جنوری: بوصاصو شہر میں مجاہدین نے پنٹ لینڈ کی فوج کی بیک گاڑی تباہ کر دی اور اس میں سوار 3 فوجی بھی مارے گئے۔

صومالیہ اور کینیا کی خود ساختہ پر حوز نقو میں مجاہدین نے بارودی سرنگ دھماکے سے ایک کینین فوجی قتل اور درجن بھر زخمی ہوگئے۔

کینیا:

15 جنوری: لامو اور جاریسا کے درمیانی راستے پر کمین میں کینیا کی فوج کے 3 اہل کار قتل ہوئے

28 جنوری: جاریسا کے علاقوں هلو قا اور ایجاری کے درمیان مجاہدین کی کمین میں 3 صلیبی فوجی مارے گئے۔

یمن:

13 جنوری: انصار الشریعہ (القاعدہ فی جزیرۃ العرب) نے ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں بارودی سرنگ سے الحزام الامنی کے جتھے پر دھماکہ کیا جس میں کئی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

16 جنوری: ولایہ رداع میں قیفہ کے علاقے ولد ربیع میں مجاہدین نے حوثیوں کے جتھے پر کمین لگا کر کئی ہلاک اور زخمی کر دیے۔

ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں حزام الامنی کے اڈوں پر مجاہدین نے راکٹ برسائے۔

17 جنوری: ولایہ اِب کے علاقے دمت میں الرضمۃ کے محاذ پر مجاہدین نے سائلنسر لگی گن سے حوثیوں کے قائد 'ابوبرکان' کو قتل کر دیا اور اس کا ساتھی زخمی ہوگیا۔

18 جنوری: ولایہ رداع کے علاقے حمۃ صرار میں مجاہدین نے حوثیوں کے دفاعی محاذ ابو العون پر حملہ کیا اور درجنوں جنگ جو قتل کر دیے۔

19 جنوری: ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں حزام الامنی کے جتھے پر بارودی سرنگ کا حملہ 2 اہل کار زخمی ہوئے۔

ولایہ حضر موت کے علاقے کو دباطاهر میں حجر نامی علاقے کا سکیورٹی چیف قتل اور اس کے 4 حفاظتی گارڈز زخمی ہوگئے۔

ولایہ بیضاء کے علاقے صومعۃ میں شاردۃ کے قریب الضاحی کے علاقے میں ایک حوثی اس وقت قتل ہوا جب مجاہدین نے بارودی سرنگ کے ذریعے اس کی موٹر سائیکل کو نشانہ بنایا۔ مذکورہ علاقے میں اسی دن 5 مزید حوثی جنگ جو مجاہدین کی بچھائی ایک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر قتل ہوئے۔

20 جنوری: مجاہدین نے نخبۃ الحضرمیۃ کی ایک بڑی چھاؤنی پر گراڈ میزائلوں بم باری کی۔

26 جنوری: ولایہ رداع میں قیفہ کے علاقوں المقزلۃ اور شعب المسعدی میں مجاہدین نے دشمن کے مراکز پر چڑھائی کی۔ دشمن کو شدید نقصانات اور ہزیمت کا شکار ہوا۔

مالی:

9 جنوری: جماعت نصرۃ الاسلام والمسلمین کے مجاہدین نے ولایہ موبتي کے علاقے 'جني' میں مالی فوج کے ایک قافلے پر کمین (گھات) لگائی۔ جس کے نتیجے میں ایک گاڑی تباہ ہوئی اور دشمن کا ایک اہل کار بھی مارا گیا۔ دیگر فوجی زخمی سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اللہ کی خاص رحمت سے مجاہدین کو جائے وقوعہ پر کثیر تعداد میں چھوٹے اور بڑے ہتھیار بطور غنیمت میسر آئے۔

11 جنوری: ولایہ موبتي کے علاقوں سومبی اور هومبري کے درمیان مجاہدین نے کمین لگا کر دشمن کی 3 گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ جب کہ دشمن کا ایک اہل کار قتل اور درجنوں زخمی ہوئے۔ مجاہدین کو کئی ہتھیار بطورِ غنیمت ملے۔

12 جنوری: مجاہدین نے ولایہ کیدال کی وادی اغرغر میں اقوام متحدہ کی فوجی گاڑی پر بارودی سرنگ کا دھماکہ کیا جس سے یہ گاڑی تباہ ہوگئی۔

(بقیہ صفحہ ۸۳ پر)

امارت اسلامیہ کا امریکی عوام کے نام پر خط!

اے امریکی عوام... عوامی خود مختار تنظیموں کے غیر سرکاری حکام اور کانگریس کے امن پسند نمائندو!

امید ہے اس خط کا بغور مطالعہ کر کے اس میں درج حقائق کی روشنی میں افغانستان میں امریکی فوج کے مستقبل اور اپنے مفادات و نقصانات کا جائزہ لیا جائے گا! آپ جانتے ہیں کہ امریکہ کے سیاسی رہنماؤں نے سولہ سال قبل افغانستان پر جارحانہ طور پر فوجی شب خون مارا تھا۔ یہ جارحیت خود مختار افغانستان کے شرعی و ملی قوانین اور عالمی قوانین کے خلاف انتہائی ناگوار عمل تھا۔ امریکی حکام نے جارحیت کو جواز دینے کی خاطر تین نعروں کو استعمال کیا:

1. افغانستان میں امن و امان مستحکم کرنے کی خاطر (خود ساختہ) دہشت گردی ختم کرنا۔
2. ایک قانونی حکومت قائم کر کے قانون نافذ کرنا۔
3. منشیات کا خاتمہ کرنا۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اس ناجائز جنگ میں آپ کے حکمران ان تینوں نعروں میں کس قدر سچے تھے؟

بدامنی اور لڑائی میں شدت:

جب سابق صدر جارج ڈبلیو بش 2001ء کو افغانستان پر جارحیت کا پروانہ جاری کر رہے تھے تو ظالمانہ جنگ چھیڑنے کی خاطر یہاں صرف طالبان (امارت اسلامیہ) اور القاعدہ کی موجودگی اوران کے خاتمے کو بہانہ بناتے رہے۔ سترہ سال تک خونریز لڑائی جاری رکھنے اور اس میں جانی و مالی نقصانات تسلیم کرنے کے باوجود موجودہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے افغانستان میں اسی ناجائز جنگ کو جاری رکھنے کے لیے ایک امارت اسلامیہ کے علاوہ مزید دیگر گروہوں کی موجودگی کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا۔ ٹرمپ نے اس دعوے کا اظہار 26اگست 2017ء کو افغانستان اور جنوبی ایشیا کے لیے اپنی جنگی پالیسی کے اعلان کے دوران کیا۔ سترہ سال بعد ایک بار پھر افغان عوام کے خلاف ناجائز جارحیت اور جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ امریکی حکمران افغانستان میں متعدد جنگی گروہوں کی موجودگی تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے ہمارا دعوی ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ نے افغانستان پر جارحیت کو دوام دینے اور انتشار پھیلانے کے لیے داعش جیسے گروہوں کو خود پیدا کیا ہے۔

امریکی حکام اس جنگ کو مختلف نام دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ امریکی فوج نے خواتین اور بچوں سمیت ہزاروں نہتے افغانوں کو شہید کیا ہے۔ لاکھوں کو زخمی اور ہزاروں کو گوانتاناموبے، بگرام اور دیگر عقوبت خانوں میں قید کر رکھا ہے۔ ان کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف امریکی فوجی حکام کے اعتراف کے مطابق ۳۵۴۶امریکی اور نیٹو فوجی ہلاک، جب کہ بیس ہزار سے زائد امریکی فوجی زخمی اور ہزاروں نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔ اگرچہ زمینی حقائق کے مطابق امریکہ کا جانی نقصان اس سے زیادہ ہے، جسے حکام نے خفیہ رکھا ہے۔ اسی طرح اس جنگ میں آپ کے اربوں ڈالر خرچ ہوئے، نتیجۃً یہ جنگ امریکی تاریخ میں سب سے خونریز، طویل اور معاشی لحاظ سے کمر شکن لڑائی تصور کی گئی۔

لاقانونیت اور عالمی سطح پر بدعنوان نظام:

اگرچہ دیگر ممالک میں قوانین کی بات اور ان کے لیے نظاموں کا قیام امریکہ کی ذمہ داری نہیں ہے، مگر جارج ڈبلیو بش کے لیے افغانستان پر جارحیت کا دوسرا بہانہ یہاں ایک قانونی حکومت قائم کرنا تھا۔ امریکہ نے اس حوالے سے اپنے ہزاروں فوجی قتل کرا کر بھی ایک ایسی حکومت قائم کی، جس نے کرپشن اور لاقانونیت میں عالم ریکارڈ قائم کیا ہے۔ افغان حکومت انتظامی اور مالی بدعنوانی میں عالمی سطح پر پہلا مقام حاصل کر چکی ہے۔ وہ انسانی حقوق کی پامالی میں عالمی سطح پر انتہائی بدنام ہے۔ عوام املاک پر قبضے اور عالمی امداد میں غبن کی مد میں عالمی سطح پر پہلے نمبر پر ہے۔ عورتوں کے خلاف تشدد کے متعلق انتہادرجے کی ظالم ہے۔ امریکی جارحیت کے نتیجے میں قائم ہونے والی بدعنوان انتظامیہ کی تازہ ترین مثال افغانستان کا وہ نظام ہے، جس کے غیر مثالی طور پر دو سربراہ ہیں۔

منشیات کی پیداوار اور وسعت:

ڈبلیو بش کا تیسرا بہانہ منشیات کی روک تھام تھی۔ اقوام متحدہ کے انسداد منشیات مہم کے ادارے (UNODC) کی معلومات کی بنیاد پر افغانستان پر امریکی جارحیت سے قبل یہاں صرف ۱۸۵/ایکڑ زمین پر پوست کی کاشت کی جاتی۔ یہ وہ علاقے تھے، جہاں امارت اسلامیہ کے مخالف گروہوں کا کنٹرول تھا۔ افغانستان میں ہیروئن کے عادی افراد کی تعداد نہ ہونے کی برابر تھی۔ جب کہ افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد پوست کی کاشت کا رقبہ ۱۸۵/ایکڑ سے بڑھ کر ۳۲۸/ایکڑ ہو گیا۔ فی الوقت یہاں منشیات کے عادی افراد کی تعداد تیس لاکھ تک جا پہنچی ہے۔ اقوام متحدہ کے انسداد منشیات کے ادارے نے ۲۶ دسمبر ۲۰۱۷ء کو رپورٹ شائع کی کہ ۲۰۱۷ء میں منشیات کی پیدوار میں ۸۷ فی صد اور کاشت میں ۶۳ فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ جس کی رُو سے منشیات کی پیداوار کا پیمانہ نو ہزار میٹرک ٹن تک جا پہنچا ہے۔

اے امریکی عوام! آپ دنیا میں خود کے حوالے سے ترقی یافتہ اور مہذب عوام کا دعوی کرتے ہیں۔ افغانستان میں جنگ کی آگ آپ ہی کی رضامندی سے لگائی گئی ہے۔ ہم اس حوالے سے فیصلہ بھی آپ حوالے کرتے ہیں۔ کیا آپ زندہ ضمیر کی رُو سے افغانستان میں قائم کیے گئے نظام اور اس سے منسلک تغیرات، بدامنی، لاقانونیت اور منشیات کی پیداوار میں ۸۷ فی صد اضافے کو اصلاحات سمجھتے ہیں یا انسانیت کے خلاف جرائم؟ آپ کے حکمرانوں کا دعوی ہے کہ انہوں نے افغانستان میں اربوں ڈالر تعمیرنو کے مختلف شعبوں میں خرچ کیے ہیں۔ جب کہ یہ اربوں ڈالر آپ کی وہ رقم ہے، جو سرکاری ٹیکس کے نام پر آپ سے وصول کی گئی ہے۔ آپ کا دیا ہوا ٹیکس افغانستان کے ڈاکوؤں اور قاتلوں کی جیبوں میں چلا گیاہے۔ کیا آپ اس پر راضی ہیں کہ آپ کی محنت و مشقت کی رقم افغانستان میں ایک ایسے بدعنوان نظام پر خرچ کی جائے، جسے چلانے والوں کے خلاف عدالت میں کابل بینک سے ۹۰۰ ملین ڈالر چوری کرنے پر مقدمہ چل رہا ہو؟! کیا آپ کی ثقافت میں قانون لاگو کرنا اِسے کہا جاتا ہے کہ نائب صدر ایسا شخص ہو، جو درجنوں دیگر جرائم کے ساتھ ستر سالہ شخص پر جنسی تشدد کے جرم میں ملوث ہو؟ کیا وہ تہذیب، ترقی اور قانونیت ہے، جس کی علم برداری کا آپ نے دعوی کر رکھا ہے! کیا آپ کے ہزاروں فوجی اسی قانون کے نفاذ کی خاطر افغانستان میں مارے گئے؟ کیا آپ کے دانش وروں، سیاست دانوں اور مُنصِف تجزیہ نگاروں کے پاس ہمارے ان سوالات کے جوابات ہیں؟

سمجھنا چاہیے کہ ہمارے عوام ان تمام مصائب و مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ امریکی سرپرستی میں اُن پر مسلط اشرف غنی انتظامیہ کو حکومت نہیں، بلکہ ڈاکوؤں، مافیائی عناصر اور منشیات کے کاروبار میں ملوث گروہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ ان کے خلاف مزاحمت اور جدوجہد کو اپنا شرعی، اخلاقی اور ملی فریضہ سمجھتے ہیں۔ جو افراد اس نظام کو قائم کرنے کی خاطر آپ کے ساتھ کھڑے ہیں، وہ افغان عوام کی نگاہ میں قوم اور قومی مفادات کے غدار ہیں۔ اس کے برعکس جو افراد آپ کے اس بدعنوان نظام کے خلاف مسلح جدوجہد کر رہے ہیں، وہ اپنے ملک، قومی مفادات، ملی استقلال، عزت کے حصول اور دفاع کی راہ کے سپاہی ہیں۔ امریکی میڈیا افغان مزاحمت کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ یہاں لڑنے والے افراد بیرون سے آئے ہوئے ہیں۔ امریکہ یہ نامعقول پروپیگنڈا اپنی شکست چھپانے کی خاطر کرتا ہے۔

اے امریکی عوام! ہم خط کے اس حصے میں اپنا پیغام دینا چاہتے ہیں:

آج افغان باشندے آپ کی فوج اور ہر جابر و ظالم کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ یہ ان کا شرعی، نظریاتی اور ملک و ملت کے تحفظ کی ذمہ داری ہے۔ اگر اس مزاحمت میں آپ کی فوج جتنی بھی طاقت ور اور جدید اسلحے سے لیس ہو جائے، ہم اپنے اس دینی، شرعی اور ملی ذمہ داری کو انجام دیتے رہیں گے۔ اس ذمہ داری سے دست بردار ہونے کو کوئی بھی غیرت مند مسلمان آمادہ نہیں ہے۔ افغان باشندے گزشتہ چار دہائیوں سے مسلط جنگوں کی آگ میں جھلس رہے ہیں۔ وہ امن اور عادلانہ نظام کے پیاسے ہیں۔ وہ آپ کی جنگ پسند حکومت کے مقابلے میں شرعی، دینی، دفاعی اور ملی مزاحمت سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ انہوں نے تاریخ میں کبھی بھی اپنی دینی اقدار اور آزادی کے تحفظ سے کنارہ کشی نہیں اختیار کی۔

افغانستان وہ ملک ہے، جو اپنی تاریخ کے ہر دور میں ہمیشہ خود مختار رہا ہے۔ حتی کہ انیسویں اور بیسویں صدیوں کے دوران، جب عالم اسلام کے بیشتر ممالک یورپی استعمار کے قبضے میں تھے، افغانستان واحد ملک تھا، جس نے اپنی خود مختاری محفوظ رکھی۔ انگریز ۸۰ سالہ کوشش کے باوجود افغانوں سے اپنا لوہا منوانے پر قادر نہ ہو سکا۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ کئی افغان باشندے امریکی و نیٹو فوج کے خلاف فدائی حملے کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ اُن کا مقصد افغانستان میں اسلامی نظام کا قیام اور غیر ملکی قبضے کا خاتمہ ہے۔

اس جہاد میں آئے روز پیش رفت ہو رہی ہے۔ کئی علاقے امریکہ کی غلام حکومت سے واپس لے لیے گئے ہیں۔ اس وقت 'سیگار' کے سربراہ اعتراف کر رہے ہیں کہ ''افغانستان کے ۷۰ فی صد رقبے پر امارت اسلامیہ کا کنٹرول ہے''۔ ۲۰۰۱ء میں افغانستان پر امریکی جارحیت کے دوران دنیا کے بعض ممالک امریکی حکمرانوں کے جنگی پروپیگنڈوں کے زیر اثر صدر بش کے حمایتی بن گئے تھے۔ اب ہم عملاً دیکھ کر رہے ہیں کہ امریکی حکومت عالمی حمایت کھو چکی ہے۔ حتی آپ کے جنگی اتحاد میں شامل بیشتر ممالک نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے افغانستان سے اپنی فوج نکال کر سیاسی افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کیا ہے۔ عالمی برادری امریکی جارحیت کے خلاف افغان عوام کے برحق مطالبے کی حمایت کر رہی ہے۔ اگر امریکی حکومت مزید خود ساختہ بہانے تراشتے ہوئے افغانستان میں جنگ کو طویل دینے پر اصرار کرتی ہے تو اس سے امریکہ کی عالمی ساکھ کو مزید نقصان پہنچے گا۔

اے امریکی عوام! جیسا کہ مشہور ہے امریکی حکام کو منتخب کرنے کا اختیار عوام کے پاس ہے۔ اس لیے امارت اسلامیہ افغانستان کے عوام کا مطالبہ امریکی عوام کے سامنے رکھتی کہ ڈونلڈ ٹرمپ انتظامیہ کو دباؤ میں لے کر افغانستان سے قبضہ ختم کیا جائے۔ افغانستان میں جنگ کو طول دینے اور یہاں بدعنوان اور بے اختیار نظام کی حکمرانی خطے اور مجموعی طور پر امریکی امن و سلامتی کے لیے خطرناک نتائج کی حامل ہے۔ افغان باشندے اس پر افسوس کر رہے ہیں کہ امریکی عوام کے بااختیار لوگ چند جنگ پسند افراد کی خاطر اپنا مال اور جان

کیوں قربان کر رہے ہیں؟ آپ کے ماہرین، امریکی کانگریس میں امن پسند نمائندے اور عوامی تنظیموں کے خود مختار ذمہ دار حضرات اپنی حکومت کے عہدے داروں سے پوچھیں کہ امریکی عوام اپنے تمام رعب کے باوجود اپنے گھر اور بیرون ممالک میں غیر محفوظ اور نفرت زدہ کیوں ہیں؟ آپ کا ملک اور آپ کی اولادیں کب تک شر پسند حکمرانوں کے مفادات کے لیے قربانی دیتے رہیں گے؟! اس جنگ پسند سیاست کا کوئی فائدہ ہے؟

اے امریکی عوام! صدر ٹرمپ اور ان کے جنگی مشیر اب بھی افغانستان میں طاقت کی زبان بول رہے ہیں۔ حتیٰ کہ جنگ سے متعلق اپنے مفاد میں جھوٹے اور من گھڑت اعداد و شمار نشر کرتے رہتے ہیں۔ وہ دنیا کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں کامیابی کے لیے طاقت کے بجائے سیاست اور افہام و تفہیم کا راستہ اپنانا چاہیے۔ صرف گزشتہ ستمبر میں ٹرمپ کی نئی پالیسی کی رُو سے امریکی فوج نے افغانستان اپنی تمام قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے ۱۵۷ فضائی حملے کیے۔ آپ کو امریکی حکام سے پوچھنا چاہیے کہ وہ اتنی طاقت کے استعمال کے بعد اب تک کتنے فی صد رقبے پر قبضہ قائم کر سکے ہیں؟ اگر آپ کو صدر ٹرمپ اور ان کے جنگجو مشیروں کی بے تجربہ سیاست کا علم نہیں ہے تو صرف ایک بیت المقدس سے متعلق فیصلہ دیکھ لیں، جس نے امریکہ کو دنیا بھر کی نظر میں مطعون کیا ہے۔ یہ امریکہ کے لیے انتہائی شرم کی بات ہے۔

امارت اسلامیہ نے ابتداء سے امریکہ کو بتایا تھا کہ اپنے مسائل کو امارت اسلامیہ کے ساتھ گفتگو کے ذریعے حل کیا جائے۔ طاقت آزمائی کے نتائج بُرے ہوتے ہیں۔ آپ نے افغانستان پر امریکی تجاوز کے بُرے نتائج کو دیکھ لیا ہو گا۔ اگر مزید سو سال تک قوت آزمائی کا تجربہ جاری رہا تو بھی نتیجہ یہی رہے گا۔ ہمارے خیال میں اب بھی وقت ہے، امریکی عوام کو ادراک کرنا چاہیے کہ امارت اسلامیہ اپنے مسلم عوام کی نمائندگی کے حوالے سے ہر متنازع پہلو کو سیاست اور گفتگو کے ذریعے حل کرنا چاہتی ہے۔ غیر معقول طاقت کا استعمار مسئلے کو مزید پیچیدہ کرتا ہے۔ امارت اسلامیہ علاقے میں وہ قوت ہے، جسے طاقت کے ذریعے کمزور نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی پختہ جڑیں ہیں۔ البتہ بات چیت کے مواقع موجود ہیں۔ امارت اسلامیہ کی طرف سے گفتگو کا راستہ اختیار کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم کمزور ہیں یا ہمارا عزم کمزور پڑ چکا ہے۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ جنگ سے قبل عقل و منطق کو بروئے کار لانا چاہیے۔ جو کچھ بات چیت کے ذریعے حاصل سکتا ہے، اس کے لیے طاقت کا استعمال مناسب نہیں ہے۔ امارت اسلامیہ نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے امریکی عوام کے سامنے حقائق کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

واضح رہے امارت اسلامیہ افغانستان کی خود مختاری کے لیے جائز جدوجہد کر رہی ہے۔ ظلم و جبر سے پاک افغانستان ہمارا حق ہے۔ افغانستان کی آزادی اور اسلامی نظام کیا قیام کسی قانون میں دہشت گردی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ قابل ذکر ہے کہ ہم دیگر ممالک میں تخریبی کارروائیوں کا ایجنڈا نہیں رکھتے۔ ہم نے گزشتہ سترہ سالوں کے دوران عملی طور پر ثابت کیا ہے کہ دیگر ممالک میں ہم نے کسی قسم کی مداخلت نہیں کی ہے۔ اسی طرح کسی کو بھی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ افغان سرزمین کو دیگر ممالک کے خلاف استعمال کرے۔ جنگ ہمارا انتخاب نہیں ہے، بلکہ وہ ہم پر مسلط کی گئی ہے۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ افغان مسئلے کو پُرامن طریقے سے حل کیا جائے۔ امریکہ کو چاہیے کہ جارحیت ختم کرے اور افغان عوام کو اپنے عقیدے کے مطابق حکومت سازی کرنے دے۔ ہم اپنی آزادی اور خود مختاری کے بعد پڑوسیوں سمیت دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ مثبت اور تعمیری تعلقات چاہتے ہیں۔ افغانستان کی تعمیر نو اور ترقی میں اُن کی امداد کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہم خطے اور دنیا کے امن و امان کے لیے بہتر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے عوام کے لیے اعلیٰ، معیاری تعلیم اور روزگار کے مواقع فراہم کر رہے ہیں۔ ہم اپنے مردوں، خواتین اور بچوں کو انسانی اور شرعی حقوق دے سکتے ہیں۔ ہماری عمل داری میں افغان نوجوان منشیات اور اخلاقی فساد سے بچ جائیں گے۔ ہمارا دستور یہ ہے کہ ہر کسی کو اپنے ملک میں روزگار کے ایسے مواقع میسر ہوں کہ اسے اپنا وطن چھوڑ کر دیگر ممالک کی جانب نہ دیکھنا پڑے۔

اے امریکی عوام! افغانستان میں جنگ کو طول دینے پر اصرار اور یہاں امریکی فوج کی موجودگی امریکہ سمیت کسی کے مفاد میں نہیں ہے۔ یہ عمل دنیا کے امن کو خطرے سے دوچار کرتا ہے۔ یہ واضح حقیقت ہے کہ صرف امریکی مغرور حکمرانوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ اگر آپ افغانوں اور مجموعی طور پر عالمی برادری سے پُرامن افہام و تفہیم کے خواہاں ہیں تو اپنے صدر، کانگریس اور پینٹاگون کے جنگجو حکمرانوں کو یہ حقیقت سمجھانی چاہیے۔ انہیں افغانستان سے متعلق معروضی سیاست اپنانے پر مجبور کیا جائے۔ یہ بجائے خود آپ، افغانوں اور دنیا کی سلامتی کے لیے سب سے بہترین اقدام ہے۔ وما علینا الا البلاغ

امارت اسلامیہ افغانستان

۲۸/۵/۱۴۳۹ھ۔ق

۲۵/۱۱/۱۳۹۶ھ۔ش – 14/2/2018م

☆☆☆☆☆

فتح تو حقیقی اہلِ ایمان ہی کا مقدر ہے، باذن اللہ!

سید نور اللہ شاہ

وطن پرستانہ نعروں اور سب سے پہلے امریکہ پر توجہ مرکوز کرنے کے وعدوں سے ڈونلڈ ٹرمپ کو جب فرصت ملی تو مجاہدین کے چند حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے دور کی ہانک بیٹھا ہے۔امریکی اسٹیبلشمنٹ نے ہوشیاری سے ڈونلڈ ٹرمپ کو از سر نو افغانستان کا معرکہ سر کرنے کا ارادہ کرنے پر آمادہ کر لیا ہے اور ٹرمپ اب مزید فوج بھیجنے کے اعلان کے ساتھ ساتھ افغان مجاہدین کو بھی ختم کرنے کی بڑھکیں مار رہا ہے۔

ٹرمپ نے دعویٰ کیا ہے کہ ''ہم وہ کرنے جارہے ہیں جو ہمیں بہت پہلے کرنا چاہیے تھا اور جو ابھی تک کوئی نہیں کر پایا۔ہم طالبان کو ختم کرنے جارہے ہیں''۔اس طرح کے کھوکھلے دعووں سے دنیا تو فتح ہونے سے رہی خود امریکیوں کی سبکی میں مزید اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔افغان مجاہد عوام و مہاجرین کی قربانیوں کی بدولت آج امریکی صدر کے ایسے دعووں کا خود امریکی عوام بھی مذاق اڑا رہے ہیں کہ سترہ سال سے زائد جاری جنگ میں ان کی ہزیمت اتنی واضح ہے کہ اس پر مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

امریکی تاریخ کی سب سے لمبی جنگ میں ناکامی کے باوجود عالمی اسٹیبلشمنٹ نے اگر ٹرمپ جیسے وطن پرست صدر کو بھی زیرِ دام لاتے ہوئے مزید احمقانہ فیصلوں پر مجبور کیا ہے تو اس کا صاف مطلب یہی بنتا ہے کہ اس محاذ کو چھوڑنے کے بعد چونکہ مسلم دنیا میں عالمی ورلڈ آرڈر کی تباہی اور اس کے مقامی حواریوں کا خاتمہ یقینی ہے،اس لیے باوجود پے در پے شکستوں کے افغان محاذ سے مکمل پسپائی عالمی طواغیت کے لیے ناقابلِ قبول ہے۔

سوال یہاں یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ٹرمپ کے پاس وہ کون سی جنگی حکمت عملی ہے کہ جس کے بل بوتے وہ امریکی عوام کو افغانستان کی ہاری جنگ جیتنے کے سبز باغ دکھارہا ہے، امریکہ کے پاس آخر وہ کون سا حربہ بچا ہے کہ جسے افغانستان میں استعمال کرنا باقی ہے؟ حال تو یہ ہے کہ پچھلے پانچ ماہ میں امریکہ نے افغانستان میں ساڑھے پانچ سو ملین ٹن بارود پھینکا ہے۔لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ کہ کابل جیسا ہائی سیکورٹی ریڈ زون مجاہدین کے مسلسل حملوں کی زد میں ہے اور دریائے آمو سے لے کر ہلمند کے ریگستانوں تک سوائے چند صوبائی و ضلعی مراکز کے ہر جگہ مجاہدین کا سکہ چلتا ہے اور عامۃ المسلمین مجاہدین کے ساتھ زیادہ مضبوطی و مستعدی سے کھڑے ہیں۔اب بی بی سی جیسا متعصب ادارہ بھی پھٹ پڑا کہ افغانستان کا ۷۰ فی صد علاقہ طالبان کے زیر نگیں جانے کا خطرہ ہے! باوجودیکہ اس سے زائد علاقہ مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کے قدموں میں ہے۔بی بی سی کی رپورٹ کا اس موقع پر نشر ہونا بھی درحقیقت افغانستان کی دلدل میں دھنستے امریکہ کو عالمی ورلڈ آرڈر کی بحالی کی خاطر ایک دھکا اور دینے کے مترادف ہے۔ملکوں کے معاشی و دیگر مفادات چاہے قربان ہو جائیں مگر عالمی ابلیسی قوتیں جو ان مغربی ممالک کی اصل حکمران ہیں ان کے مجوزہ عالمی شیطانی منصوبوں پر آنچ نہیں آنی چاہیے۔مگر اب عالمی اسٹیبلشمنٹ چاہے جتنے بکرے قربان کروادے مجاہدین اس کی مکمل تباہی کی نوید سنا کر رہیں گے،ان شاءاللہ!

امریکی حکومت تو اندھی کھائی میں گرنے کی تیاری میں ہے مگر امریکی عوام اور ذرائع ابلاغ تک اس بے وقوفانہ فیصلے کے خلاف بول رہے ہیں جو یقیناً مجاہدین کی کامیابیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ساتھ ہی ساتھ اس جنگ کے نتائج آنے کے بعد امریکی قوم کے مورال کی حالت کا بھی پتا چلتا ہے۔امریکی فوج نے ۶ فروری کو صرف ۲۴ گھنٹوں میں ۲۴ گائیڈڈ میزائل مجاہدین کے مبینہ مراکز پر داغے اور دعویٰ کیا کہ اب مجاہدین کے لیے افغانستان میں محفوظ پناہ گاہوں کا تصور صرف خواب ثابت ہو گا۔مگر ان میزائل حملوں کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا،الٹا خفت مٹانے کی ان کوششوں پر امریکا میں سخت تشویش ہے۔کانگریس میں امریکی وزیر دفاع پر سب امریکی ارکانِ کانگریس جھپٹ پڑے۔امریکن ڈیموکریٹک پارٹی کے سینیٹر جیف مرکلی نے کہا کہ

> ''طالبان مذاکرات کے لیے کیوں تیار ہوں گے جب طالبان افغانستان کے ایک بڑے حصہ پر قابض ہیں۔۲۰۰۱ء کی بنسبت طالبان افغانستان کے زیادہ بڑے حصے پر قابض ہیں تو ایسے میں طالبان کیوں مذاکرات کریں گے؟''

اسی دوران ریپبلکن سینیٹر رینڈ پال نے کہا کہ

> ''کروڑوں اربوں ڈالر ضائع کیے جارہے ہیں ہم ایک کھائی میں پھنس گئے ہیں اور اس سے نکلنے کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آرہی''۔

اس سے یہ واضح ہے کہ مجاہدین اللہ کے حکم سے افغانستان پر امریکہ اور ان کے غلاموں کا قبضہ مکمل طور پر ختم کرنے کے قریب ہیں۔اب امریکی بھی مان رہے ہیں کہ ۱۶ سال میں پہلی مرتبہ سردیوں میں بھی جنگ کی شدت میں کمی نہیں،اس بات کا اعتراف ۱۸ جنوری کو ایک امریکی مضمون نگار نے واشنگٹن پوسٹ میں اپنے مضمون میں کیا۔اس نے مزید لکھا:

> ''امریکی و افغان فضائیہ نے دسمبر میں ۴۵۵ حملے کیے جو روزانہ اوسطاً ۱۵ فضائی حملے بنتے ہیں۔امریکہ نے پچھلے سال صرف اگست و دسمبر کے درمیانی عرصہ میں ۲۰۰۰ حملے کیے ہیں جو کہ سال ۲۰۱۵ء اور ۲۰۱۶ء کے مجموعی فضائی حملوں کے برابر ہیں''۔

اس لیے تو مجاہدین کہتے ہیں کہ یہ اپنا ہر وار آزما چکے ہیں اور جنگ میں مزید شدت لانے کے سوا اب ان کے پاس کامیابی کا تو کوئی چارہ ہے نہیں البتہ ایسا کرنے سے ان کے نقصانات ہی میں مزید اضافہ ہو گا۔

افغانستان کے کٹھ پتلی صدر اشرف غنی اور امریکی کمانڈر جنرل جان نکلسن نے تسلیم کیا ہے کہ طالبان نے فوج کو بنکرز اور حکومت کو صدارتی محل تک محدود کر دیا۔اشرف غنی نے مزید کہا کہ "امریکی مدد کے بغیر حکومت چھ ماہ تک بھی نہیں چلائی جاسکتی"۔امریکی ذرائع ابلاغ کو دیے گئے اس انٹرویو میں اشرف غنی کا کہنا تھا کہ

"یہ درست ہے کہ طالبان کے حملے سے محفوظ رکھنے کے لیے گلیوں اور محل کے باہر دیواریں تعمیر کیں۔اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا آئے دن عسکریت پسندوں کے حملوں نے زندگی مفلوج کر دی۔انہوں نے کہا کہ اب فیصلہ کر لیا کہ طالبان سے لڑائی سے ہی جائے گا"۔

یہ مضحکہ خیز صورتحال بھی دیکھنے والی ہے کہ ایک طرف اتنی بے بسی کا اظہار ہے کہ کابل میں اس کا محل بھی محفوظ نہیں اور امریکہ کے بغیر یہ چھ ماہ بھی حکومت بھی نہیں چلا سکتا اور دوسری طرف اس کی یہی بے بس زبان مجاہدین کو دھمکیاں دیتے نہیں تھکتی ۔ مگر یہ بات بھی ہے کہ اس کے سوا یہ کر بھی کیا سکتے ہیں؟باقی تو اپنی ساری کوششیں آزما چکے اب آخری بھڑکیں رہ گئی ہیں تو وہ بھی مار لیں کہ یہ پچھتاوا نہ رہے کہ مجاہدین کے مقابلے میں کچھ کیا نہیں تھا۔البتہ یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ امریکی مدد کے بغیر چھ ماہ تو بہت دور کی بات ہے ان کا قصہ تو ان شاءاللہ ایک دوماہ میں ہی نبٹ جائے گا۔

افغان حکومت تو اپنا دارالحکومت اور مرکزی مقامات بچانے کی تگ ودو کر رہی ہے دوسری طرف مجاہدین کبھی دریائے آمو جیسے تزویراتی گہرائی کے حامل دریا کو اپنے قبضے میں لے کر وہاں باقاعدہ پٹرولنگ کرتے اور مچھلی کے شکار سے محظوظ ہو رہے ہیں تو کبھی شمالی افغانستان میں واخان کی برفانی پہاڑی سلسلوں کی پٹی کے قریب اپنے مسکن بنا رہے ہیں۔امریکی رسد کے تمام ممکنہ راستے مجاہدین کے حملوں کی زد میں ہیں اور بڑی بڑی تمام شاہراہوں پر جابجا مجاہدین کی چیک پوسٹیں نصب ہیں جو افغان اہل کاروں کو گرفتار کرنے میں مصروف عمل ہیں۔افغان دارالحکومت کابل کی یہ حالت ہے کہ ایک شہر کی بجائے قلعہ بند چھاؤنی کا منظر پیش کرنے کے باوجود اب کابل کے فضائی اڈوں پر اترنے والے امریکی اہل کاروں کو چند کلومیٹر دور کابل شہر ہی میں موجود امریکی ہیڈ کوارٹر میں لے جانے کے لیے بھی ہیلی کاپٹروں کا استعمال کیا جاتا ہے کہ ریڈ زون کے یہ دو چار کلومیٹر کے راستے بھی مجاہدین کی صلیب شکن نگاہوں سے اوجھل نہیں۔امریکی عہدے داران کی آمد پر انہیں خاموشی کے ساتھ سیدھا بگرام ایئر بیس ہی لے جایا جاتا ہے اور افغان صدور و دیگر سربراہانِ حکومت کو بھی ان س ملنے کے لیے وہیں حاضری دینی پڑتی ہے ،ورنہ امریکہ بہادر کے عہدے داران میں اتنی جرأت نہیں کہ علی الاعلان کابل تو کیا بگرام کا ہی دورہ کر سکیں۔

افغان مجاہدین نے وسط اشیائی ریاستوں اور چاہ بہار سے امریکی رسد افغانستان تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دیے ہیں جب کہ اندرونی علاقوں میں امریکی و افغانی فوجی کیمپوں تک رسد پہنچانے کے اہم ذریعے "رنگ روڈ" کے کئی سال پہلے سے ہی مجاہدین کے مسلسل حملوں کی زد میں آنے کی وجہ سے اس کا سفر صلیبی و طاغوتی قافلوں کے لیے ایک ڈراؤنا خواب بن چکا تھا۔وسط ایشیائی ریاستوں سے منسلک افغان صوبوں پر تو پہلے سے ہی مجاہدینِ امارت اسلامیہ کا قبضہ تھا،اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چاہ بہار سے آنے والے یہ رستے بھی مجاہدین کے زیرِ نگیں ہیں۔پہلے صرف صوبہ ہرات افغان مجاہدین کے کنٹرول سے باہر تھا جس کی وجہ سے امریکی رسد کے جنوبی راستے کھلے رہے مگر اب وہاں مجاہدین کی فتح سے امریکی رسد کے تقریباً سارے راستے بند ہونے کی اطلاعات ہیں۔ایک طرف امریکہ کی طرف سے ملک بھی میں جنگی کارروائیوں میں اضافے اور دوسری طرف مذاکراتی عمل پر اصرار کی ایک اہم وجہ یہ بھی نظر آتی ہے کیونکہ رسد کے راستوں کی بندش نہ کھل پائی تو امریکہ کو مزید بھاری نقصانات سے کوئی نہیں بچا سکتا۔اگر امریکہ رسد کے نئے راستے تلاش کرنے میں کامیاب ہوا تو وہ بھی مجاہدین کے حملوں سے نہیں بچ پائیں گے،مگر ایسی سرگرمیوں کا امریکی معیشت پر بھاری بوجھ ثابت ہونا لازم ہے کہ امریکہ کا غرور اس کی معاشی قوت ہے جس کا بھرم مجاہدین عن قریب توڑ کر ہی رہیں گے،ان شاءاللہ۔

جماعت الدولہ کا کردار:

مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے قابلِ رشک نظم کی موجودگی، ان کی شریعتِ الٰہی و جہاد فی سبیل اللہ کے اصلی مقاصد و مصالح سے حقیقی وابستگی اور عامۃ المسلمین کی ان سے والہانہ محبت اور تعلق کی وجہ سے عالمی طواغیت کو اپنے مسلسل ناکام ہوتے منصوبوں کے بچاؤ کے لیے مجاہدین کے اس معتدل اور کامیاب نظام کے مقابل ایسے گروہوں کی ہمیشہ سے ضرورت رہی ہے جو مکمل جاں فشانی کے ساتھ اس کامیاب اسلامی تحریک کی راہ میں روڑے اٹکانے کو اپنا حقیقی مقصدِ زندگی جانیں۔ان کی خوش قسمتی کہ ان کو جماعت الدولہ کی صورت میں ایسے گروہ کی غیر مشروط مدد حاصل ہو گئی ہے کہ جو مسلم خطوں میں جاری ہر جہادی تحریک کے مدِمقابل عسکری و ابلاغی محاذ کھولنے میں مصروف عمل ہے۔

شام و عراق تا الجزائر، فلسطین و سینا سے یمن اور صومالیہ تا افغانستان وہ کون سا محاذ ہے جہاں عالمی جہادی تحاریک سے منسلک جہادی ترتیبات کے متوازی یہ اپنی خود ساختہ و غیر شرعی خلافت کی ولایات قائم کر کے پہلے سے جاری جہاد میں رکاوٹ، عالمی و مقامی طواغیت کا مقابلہ کرنے والی تحاریک کی توجہ منتشر کرنے اور ان کی پشت پر خنجر گھونپنے جیسی حرکات کے مرتکب نہ ہوئے ہوں؟ امریکی تابوت میں آخری کیل لگنے سے پہلے اس مردے کو اگر چند مزید سانسیں نصیب ہوئی ہیں تو یہ سب جماعت الدولہ کا کیا دھرا ہے اور اس پر کفارِ عالم ان کے شکر گزار بھی ہیں۔ شام کا ایک رافضی صحافی بھی کچھ عرصہ پہلے اقرار کر بیٹھا کہ اگر جماعت الدولہ نہ آتی تو ہم شام میں شکست کھا چکے تھے۔

شام میں حماہ وادلب کے محاذ پر کچھ عرصے سے جاری ان کی امتِ مسلمہ سے کھلی غداریوں کو ایک طرف رکھ کر افغانستان میں ان کے زہر آلود منصوبوں پر نگاہ دوڑائی جائے تو یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں رہے گا کہ یہ دانستہ یا نادانستہ امریکی اہداف ہی پورے کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ سب سے تلخ بات یہ کہ عرب و عجم کے مجاہدین کی قربانیوں کی بدولت جس فرقہ وارانہ عصبیت کا خاتمہ ہو رہا تھا اسے یہ پھر سے لوٹانا چاہتے ہیں۔ ان کی کارستانیوں کا رخ اب مسلمانوں کے درمیان عصبیت پھیلانے کی طرف مڑ چکا ہے تاکہ اس بنیاد پر یہ مزید کئی نوجوانوں کو اپنا ہم ذہن بنا کر اس خطے میں فتنہ پھیلا سکیں۔ حیرانگی ان لوگوں پر بھی ہوتی ہے جو مجاہدینِ حق سے محبت کے دعوے کرنے کے باوجود اپنے مخصوص مزاج اور جماعت الدولہ کو منہجی بھائی سمجھنے کی غلط فہمی کی وجہ سے دانستہ یا نا دانستہ ان کی کوششیں جماعت الدولہ کے فتنے کو مزید بھڑکانے کا باعث بن رہی ہیں۔

نظامِ جمہوریت کے رسیا گروہ:

جماعۃ الدولہ کے بعد اس گروہ کا تذکرہ ہو جائے کہ جو دوسری طرف کی بے اعتدالی کا نمائندہ ہے۔ اس سے مراد ایسے نام نہاد اسلامی رہنما اور گروہ ہیں کہ جنھوں نے کافروں کے خلاف جہاد کے راستے کو چھوڑ کر ان کے ساتھ جمہوری ڈراموں کا حصہ بننے پر آمادہ ہوئے ہیں اور یہ آمادگی اس حد تک ہے کہ یہ گروہ باقی مجاہدین کو بھی اسی دھوکے و دجل و فریب کی راہ پر چلانے کی پر زور کوششوں میں مصروف ہیں۔ امریکہ کے براہ راست غلام اشرف غنی نے ان نئے سیاسی کرداروں یعنی حزب اسلامی کا دل بہلانے کے لیے گلبدین حکمت یار کے ۷۵ ساتھیوں کو اپنے خصوصی حکم کے تحت رہا کر کے ان کے "سیاسی حقوق" کو بحال کر دیا ہے۔ حزب اسلامی کے ترجمان نے مزید قید ساتھیوں کی رہائی کی درخواست بھی کر دی ہے۔ کہاں وہ عزت و شرافت کی بلندی کہ عالمی طواغیت بھی برسوں سے مذاکرات کی منتیں کر رہے ہوں اور کہاں یہ پستیوں کی گہرائیاں کہ امریکہ کے دو ٹکے کے غلاموں کو قیدیوں کی رہائی کے لیے درخواستیں دی جا رہی ہیں۔ افغانستان کے حقیقی مزاحمت کار تو وہ مجاہدینِ عالی شان ہیں جو امریکی کٹھ پتلیوں اشرف غنی و حامد کرزئی وغیرہ سے مذاکراتی عمل کے آغاز کو ہی اپنی جہادی تحریک کی توہین سمجھتے رہے ہیں اور کیوں نا توہین سمجھیں کہ ایک طرف ایک رب کے سامنے جھکنے والے ہوں اور دوسری طرف ہر طاغوتی قوت کے آگے سجدوں میں پڑے ان کے حواری بیٹھے ہوں تو یہ جہاد و مجاہدین کی توہین ہی ہے۔ مجاہدین کا آج بھی یہی اعلان ہے کہ امریکہ کو اگر مذاکراتی عمل چاہیے تو وہ مجاہدین کی شرائط پر ہوگا!

مذاکرات کی مضحکہ خیز خبریں اور کوششیں:

ذرائع ابلاغ پر شیخی بھگارنے والے امریکی حکمرانوں زمینی محاذ پر پتلی حالت کا اندازہ اس بات سے ہو رہا ہے کہ مجہول گروہوں کو طالبان کے ساتھ مذاکرات کے نام پر اہمیت دی جارہی ہے اور کبھی ترکی اور کبھی دوسرے ممالک میں مذاکراتی اجلاسوں میں شرکت کے لیے بلایا جارہا ہے۔ کوئی بھی اٹھ کر اپنے آپ کو طالبان سے منسوب کر دے اور مذاکرات عمل میں شرکت کی حامی بھر لے تو اس کی چاندی ہو جاتی ہے کیونکہ بے وقوف امریکی و افغانی حکام کو ان کی آؤ بھگت کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ شاید اس سے امریکیوں کی پے در پے ہزیمتوں کا کچھ مداوا ہو سکے مگر بالآخر ہر ایسا مذاکراتی کردار ایک دھوکا ہی نکلتا ہے۔ ابھی کچھ دنوں پہلے ایسے ہی کسی "جعلی گروہ" سے امریکی و افغانی افسران کی ٹیم مذاکرات کرنے پہنچی تو وہاں حقیقی مجاہدین نے ہی حملہ کر دیا اور امریکی فضائیہ کی مدد سے انہیں بمشکل اس حملے کے بعد نکالنا پڑ گیا۔ بعد میں حکومتی ذرائع نے کٹھ پتلی افغان ملیشیا کے سربراہ کی ہلاکت اور ایک امریکی اور اس کے مترجم کے زخمی ہونے کی تصدیق کر دی۔ اپنی مشکوک حرکتوں کی بنیاد پر نکالے جانے والوں کو یا تو جماعت الدولہ کا سہارا ملتا ہے یا بھاگ کر امریکہ اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کی آغوش میں دم لیتے ہیں اور امریکی خوشی میں سمجھتے ہیں کہ شاید ہم نے کوئی بڑا تیر مار لیا ہے۔

پاکستانی جرنیلوں کی کفر سے وفاداریاں:

اِدھر پاکستانی اسٹیبلشمنٹ بھی ٹرمپ کی چند پاکستان مخالف ٹویٹس کے بعد یتیموں کی سی حالت میں تھی تو امریکہ سے ان کے حق میں آوازیں آنے لگی ہیں۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ مجاہدین کو امریکہ وغیرہ کا ایجنٹ کہتے ہیں جب کہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ امریکی اگر ان کا حقہ پانی بند کرنے کی دھمکی دیں تو ان کی آنکھیں شدتِ غم سے باہر نکل آتی ہیں۔ ان کا بکاؤ میڈیا امریکہ کی دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ میں

پاکستانیوں کی قربانیاں دکھا دکھا کر ہلکان ہو جاتا ہے اور اگر امریکہ میں کہیں کوئی پاکستان کے اس مجرمانہ کردار کے حق میں بول دے تو فوراً سے پیشتر اس کی بات کو پورے ذرائع ابلاغ میں گھمایا جاتا ہے۔ اس سب کا صرف اور صرف ایک مقصد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کسی طرح سے امریکہ کی جانب سے پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی کفالت کا ذمہ پھر سے لے لیا جائے۔

پاکستانی عوام کے سامنے امریکہ کے ڈرون طیارے گرانے کی دھمکیوں کے بعد امریکی ڈرون روزانہ کئی دفعہ آکر پاکستانی فضاؤں کو ان کے بھرپور تعاون سے روند کر چلے جاتے ہیں اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ خیر تو ہم بات کر رہے تھے ان کے حق میں آنے والی آوازوں کے بارے میں، تو سابق امریکی سفیر رچرڈ اولسن نے کہا ہے کہ

"پاکستانی سیکورٹی تعاون روکنا غلط اقدام ہے۔ اسلام آباد کی مدد کے بغیر افغانستان میں امریکی فوج ساحل پر پڑی وہیل مچھلی کی طرح ہو گی"۔

امریکی جنگ میں پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کے اس کردار سے مجاہدین تو روزِ اول سے اچھی طرح واقف ہیں مگر اب عوام کے سامنے بھی یہ پردہ سرک رہا ہے اور سابقہ فوجی افسران بھی اعترافِ جرم کر رہے ہیں، اگر یونہی سلسلہ چلتا رہا تو عوام کے سامنے ان کے تمام جرائم ان شاءاللہ کھل کر رہیں گے۔

افغان حکومت بھی پاکستانی سے گہرے تعلقات کی خواہاں ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ ذاتی مفادات کی گیموں کے باوجود مجاہدین سے نبٹنے کے لیے ان تمام مقامی غلام قوتوں کا آپس میں تعاون جاری رہنا ضروری ہے۔ ذرائع ابلاغ میں سازشی مفروضات کی دھول اڑانے اور تمام تر اختلافات کے باوجود پاکستان و افغانستان کی امریکی پروردہ اور غلام قوتوں کی بقا کی اگر امید ہے تو وہ ایک دوسرے سے ہی ممکن ہے۔ پچھلے سال اکتوبر میں جنرل باجوہ کے افغانستان دورے کے بعد سے افغانستان و پاکستان اپنا تھوکا چاٹتے ہوئے ایک دوسرے سے دوبارہ قریب آرہے ہیں کہ اس کے سوا آخر چارہ ہی کیا ہے۔ اس دوران مجاہدین کے خلاف جنگی و فکری معاونت بھی جاری رہی کہ امارت اسلامیہ سے منسلک ۲۷ مجاہدین کو امارت کے حصے جنود الحقانی سے تعلق بتا کر افغانستان کے حوالے کیا گیا۔ اب حال ہی میں یعنی ۱۳ فروری کو جنرل باجوہ اور امریکی فوجی افسران سمیت خطے کے تمام فوجی سربراہوں نے چیف آف ڈیفنس کانفرنس میں شرکت کی۔ قمر باجوہ نے زور دیتے ہوئے کہا کہ "خطے کے امن اور سلامتی کا راستہ افغانستان سے ہو کر گزرتا ہے"۔ مزید کہا کہ "مشترکہ کاوشیں ہی تمام چیلنجز کا جواب ہیں جس کے لیے پاکستان اپنے حصے کا کردار ادا کرنے کو تیار ہے"۔ معاملہ یہ ہے کہ پاکستانی اسٹیبلشمنٹ نے امریکی اشارے پر پاکستان کی حد تک تو مجاہدین کے خلاف بھرپور عسکری جنگ لڑی ہے مگر افغانستان میں محض انٹیلی جینس، لاجسٹک و دیگر شعبوں میں تعاون کے باوجود آگے نہیں بڑھ پایا کہ انہیں اپنی اوقات معلوم تھی۔ امریکہ اب اپنے آپ کو نکالنے کے لیے خطے کی تمام قوتوں کو اس جنگ کی بھٹی میں جھونکنے کی کوششوں میں مصروف ہے اور اس کے لیے بھارت بھی مشروط طور پر حامی بھرنے کو تیار ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اگر مجاہدین افغانستان میں امریکی اتحاد کو شکست دے کر زمامِ کار سنبھالتے ہیں تو پاکستان و بھارت، افغانستان میں اپنے مفادات کی سرد جنگ کو بھول کر اپنے اپنے بقا کی فکر میں لگ جائیں گے کیونکہ اس کے بعد مجاہدین کا رکنا تو محال ہے۔ بھارتی ذرائع ابلاغ کے مطابق مودی اور اس کا مشیر خاص بھارتی نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر اجیت دوول ۱۵ ہزار بھارتی فوجیوں کی کابل تعیناتی کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ اب آگے اس حوالے سے کیا پیش رفت ہوتی ہے یہ تو آنے والے دنوں میں پتا چل جائے گا مگر اس محاذ پر بھارتی شمولیت کے بعد پاکستان کو بھی اب ڈومور کی صدا پر لبیک کہنے کے سوا چارہ کار نظر نہیں آتا۔ اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ مجاہدین کو 'را' کا ایجنٹ کہنے والے کب 'را' کے ساتھ بیٹھ کر مجاہدین ہی کے خلاف عسکری منصوبے بناتے ہیں۔

افغان فوج میں مجاہدین کا نفوذ:

افغان فوجی بھی غیرتِ ایمانی سے سرشار ہو کر امریکی گھس بیٹھیوں پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ ہر چند روز بعد امریکی کٹھ پتلی فوج میں سے کوئی نہ کوئی جری مجاہد امریکیوں کے خلاف کارروائی کرکے، مجاہدین سے آملتا ہے۔ کبھی یہ حملہ ایک سے زائد یعنی دو، تین فوجی اہل کار مل کر کرتے ہیں۔ جیسا کہ جنوری کے دوسرے ہفتے مجاہدین سے مربوط دو افغان اہل کاروں نے ننگرہار میں جاری آپریشن کے دوران امریکیوں پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں کئی امریکی ہلاک و زخمی ہوئے، جواب میں امریکیوں نے افغان فوج کی چوکیوں پر حملے کر کے ۲۰ سے زائد فوجیوں کو مردار کر دیا۔ فوجیوں کی جانب سے امریکیوں پر بڑھتے حملوں کا کوئی حل نہ پا کر امریکیوں نے افغان فوج کو انتہا پسندوں سے پاک کرنے کے نام پر ۱۶۴ فوجی افسران کو نوکری سے فارغ کر دیا ہے اور مزید ۲ ہزار افسران کو فارغ کرنے کا منصوبے پر عمل متوقع ہے۔ ہر ماہ افغان اہل کاروں کی جانب سے توبہ کر کے نوکریاں چھوڑ کر پرامن زندگی گزارنے، مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور جہادی صفوں میں شمولیت کے واقعات اتنی کثرت سے پیش آرہے ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔

☆☆☆☆☆

افغانستان کے بد عنوان حکمران

قادر خان

افغانستان اس وقت نئی زمینی تبدیلی سے گزر رہا ہے لیکن امریکہ حقائق کا ادارک کرنے کے بجائے جنگ کو طول دینے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔افغانستان میں اشرف غنی کی حکومت وقت کے ساتھ ساتھ سکڑتی جا رہی ہے اور امارت اسلامیہ افغانستان کی عمل داری بڑھتے ہوئے افغانستان کے ۷۰ فی صد سے زائد حصے پر قائم ہو چکی ہے۔امریکہ اور کابل دوہری حکومت کو مسئلے کا کوئی حل سجھائی نہیں دے رہا اور روز بروز بگڑتی صورت حال کی وجہ سے غنی حکومت کی ۳۰ فی صد حصے پر بھی گرفت کمزور ہو چکی ہے۔یہاں تک کہ کابل جیسا حساس ترین شہر بھی محفوظ نہیں ہے۔امریکی حکومت کے سرکاری ادارے اسپیشل انسپکٹر جنرل فار افغان ری کنسٹر کشن نے اپنی ایک رپورٹ میں اعتراف کیا ہے کہ امریکہ افغانستان میں کنٹرول کھو رہا ہے۔

Special Inspector General for Afghan Reconstruction(سیگار) نے افغانستان کی مجموعی صورت حال کے حوالے سے ایک رپورٹ مرتب کی ہے جو امریکی کانگریس، محکمہ دفاع اور محکمہ خارجہ کو بھیجی گئی ہے۔

"سیگار" نے اپنی رپورٹ میں اعتراف کیا ہے کہ امریکہ افغانستان میں کنٹرول کھو رہا ہے اورامریکہ کے زیر کنٹرول اضلاع کی تعداد کم ہو رہی ہے، جب کہ افغان طالبان کے علاقوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔سیگار کے آفیسر جان سوپکو نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ گزشتہ ۱۱ مہینوں میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت میں اضافہ جب کہ افغان فورسز کے سپاہیوں کا ہلاک کیا جانا روز مرہ کا معمول بن چکا ہے۔رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ صرف ایک مہینے (اکتوبر) میں ۶۵۳ ٹھکانوں پر فضائی بم باری بھی کی گئی۔(اس بم باری میں عام شہری بڑی تعداد میں جاں بحق ہوئے، فضائی بم باری امریکی و افغان افواج کا معمول ہے۔ان بم باریوں سے عام شہری زیادہ نشانہ بنتے ہیں)۔

جان سوپکو کی رپورٹ میں افغانستان میں مالی بد عنوانی کو بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ منشیات پر کنٹرول کے لیے ۸/ارب ۷۰ کروڑ ڈالرز دینے کے باوجود گزشتہ برس کی بہ نسبت افغانستان میں ۸۷ فی صد افیون کی پیداوار ہوئی ہے جب کہ پوست کے زیر کاشت رقبے میں بھی ۶۳ فی صد اضافہ ہوا۔

امریکی سرکاری ادارے کی اس چشم کشا رپورٹ کو یقینی طور پر امریکہ کے لیے لمحہ فکریہ ہونا چاہیے کہ ۸/ارب ۷۰ کروڑ ڈالرز کی رقم کس کی جیب میں ہے۔واضح رہے کہ یہ امریکی صدر ٹرمپ کی انتظامیہ کو افغانستان کی تعمیر نو کے حوالے سے دی جانے والی اپنی نوعیت کی پہلی رپورٹ ہے۔جس میں افغانستان میں تعمیرِ نو کے حوالے سے بد عنوانی کی بڑی تاریک تصویر پیش کی گئی ہے۔یہ رپورٹ ۲۶۹ صفحات پر مشتمل ہے۔sigar ہر تین مہینے بعد افغانستان کی تعمیرِ نو کے حوالے سے رپورٹ مرتب کرتا ہے۔امریکہ ۲۰۰۲ء سے اب تک افغانستان میں تعمیر نو کے نام پر ۱۱۷/ارب ڈالر کابل حکومت کو فراہم کر چکا ہے۔واضح رہے کہ جان سوپکو کے دفتر نے ۹۹ ملین ڈالر کے ایک ایسے تعمیراتی معاہدے کو بھی منسوخ کر دیا تھا جس میں ہوٹل اور رہائشی اپارٹمنٹس پر مبنی عمارت کے کنٹریکٹرز کو ادائیگی نہیں کی جا رہی تھی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سیگار آفس ۲۰۰۸ء سے ایسی رپورٹس مرتب کر رہی ہے جس میں افغانستان میں تعمیرِ نو کے نام پر امریکی اور افغان کنٹریکٹرز کی مالی بد عنوانیوں اور بد انتظامیوں کو ظاہر کیا جاتا ہے۔جان سوپکو نے اپنی رپورٹ میں واضح طور پر بتایا ہے کہ ۱۵ برس کا عرصہ گزرنے اور اربوں روپے کی سرمایہ کاری کے باوجود ملک میں تعمیرِ نو کا عمل کمزور اور نامکمل ہے۔افغانستان میں مغربی دفاعی اتحاد نیٹو کی ۶۸ برس کی تاریخ کی سب سے طویل جنگ میں سیگار رپورٹ کے مطابق افغان نیشنل آرمی کی نفری کم ہو رہی ہے اور طالبان حاوی ہو رہے ہیں۔افغان وزرات دفاع کی اس رپورٹ سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ افغان سیکورٹی فورسز نے پچھلے تین ماہ میں ۷۰۰ آپریشن کیے جب کہ کابل حکومت کے خلاف ۱۹ ہزار حملے ہوئے۔

اس رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۵ء کے مقابلے میں ۲۰۱۶ء میں افیون کی پیداوار میں ۴۳ فی صد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ایک اندازے کے مطابق ۲۰۱۶ء میں کاشت کاروں نے پوست کے پودوں سے تقریباً ۴ ہزار ۸ سو ٹن افیون تیار کی۔پوست کی فصل تباہ کرنے کے سرکاری اقدامات میں بھی کمی آئی ہے۔اقوام متحدہ کے مطابق ۲۰۱۶ء میں صرف ۳۵۵ ہیکٹر (۸۷۷ ایکڑ) رقبے پر پھیلی پوست کی فصلیں تباہ کی گئیں، جو کہ گزشتہ دس سال میں سب سے کم رقبہ تھا۔افغانستان کے صوبے اروزگان میں پوست کے کھیتوں کا پھیلاؤ بذات

خود حیران کن ہے۔ واضح رہے کہ اروزگان کا صدر مقام ترین کوٹ میں صوبے کے گورنر کے دفتر کے قریب ہی پوست کا کھیت ہے جس کی وجہ سے یہ الزامات عائد کیے جاتے ہیں کہ سرکاری اہل کار پوست کی کاشت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ علاقہ حکومت کے کنٹرول میں ہے لیکن انتظامیہ یہاں جانے سے گھبراتی ہے۔ اروزگان کے گورنر محمد نذیر نے اے ایف پی کو دیے گئے ایک انٹرویو میں اعتراف کیا کہ

"زبردستی پوست کی کاشت رکوانے سے اقتصادی مشکلات بڑھیں گی، لوگ طالبان کے حامی ہو جائیں گے اور انہیں اپنے گھروں میں پناہ دیں گے"۔

قبائلی سردار عبدالباری توخی کا خاندان نکیل میں کئی سو ایکڑوں پر محیط زرعی زمین کا مالک ہے۔ توخی کا ماننا ہے کہ

"افغانستان جنگ زدہ ملک ہے، یہاں بہت زیادہ بے روزگاری ہے، لوگ یہ کہتے ہیں کہ افغانستان میں اگر پوست نہیں ہوگی تو یہاں کوئی جنگ نہیں ہوگی لیکن ہمارے لیے اگر یہاں پوست نہیں ہوگی تو نہ روزگار ہوگا اور نہ لوگوں کو کھانے کے لیے کچھ ملے گا"۔

گورنر کا اعتراف ثابت کرتا ہے کہ افغانستان میں پوست کی کاشت اور افیون و ہیروئین کی اسمگلنگ میں مرکزی کردار حکومتی حکام ہیں۔

افغانستان میں افیون کی آمدنی میں اضافہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ ۲۰۱۷ء میں تقریباً ۱.۴ بلین ڈالر مالیت کی افیون فروخت کی گئی تھی۔ اس وقت افغانستان دنیا بھر میں ہونے والی افیون کی کُل پیداوار کا تقریباً ۸۰ فی صد پیدا کر رہا ہے۔ ۲۰۱۷ء میں اقوام متحدہ کے منشیات اور جرائم کے دفتر (یو این او ڈی سی) سے جاری ہونے والی سالانہ رپورٹ کے مطابق افغانستان میں ۸۷ فی صد اضافے کے ساتھ افیون کی پیداوار میں ریکارڈ حد تک اضافہ ہوا ہے۔

ہیروئن افیون ہی سے تیار کی جاتی ہے اور رواں برس اس کی پیداوار تقریباً ۹۰ ہزار میٹرک ٹن رہی ہے۔ گزشتہ برس قریب ۲ لاکھ ۱۰ ہزار ہیکٹر رقبے پر افیون کاشت کی گئی۔ افیون کی کُل پیداوار کا تقریباً ۹۰ فی صد افغانستان میں پیدا ہوتا ہے۔ ۲۰۱۳ء میں افغانستان میں ۵۵۰۰ ٹن افیون پیدا کی گئی جو اس سے گزشتہ برس کی پیداوار کے مقابلے میں قریب ۵۰ فی صد زائد تھی۔ افغان کسانوں کے لیے افیون کی کاشت کی ایک اہم وجہ اس سے ہونے والی بڑی آمدنی ہے۔ غیر قانونی ہونے کے باوجود ایک کلوگرام افیون کی قیمت ۱۵۰ امریکی ڈالرز کے برابر ہے۔ اقوام متحدہ کے اندازوں کے مطابق افغانستان میں قریب ۱۵ لاکھ افراد منشیات کی عادی ہیں جن میں سے قریب تین لاکھ بچے ہیں۔

افغانستان حکومت پر مالی بدعنوانیوں اور بدترین انتظامیہ کا دھبہ اقوام عالم کے لیے لمحۂ فکر ہے کہ امریکہ کی جانب سے ۱۱۷ ارب ڈالرز صرف تعمیر نو کے نام پر دیے جا چکے ہیں لیکن اس بھاری رقوم کا استعمال مفاد عامہ کے بجائے مالی بدعنوانی میں ملوث حکومتی عہدے داروں میں بندر بانٹ کی صورت میں ہوا ہے۔ سیگار کی رپورٹ صدر ٹرمپ کے لیے بھی نوشتہ دیوار ہے کہ جنگ کے دوران کھربوں ڈالرز کے اخراجات کے علاوہ ۱۱۷ ارب ڈالرز تعمیر نو کے نام پر دی جانے والی امداد (جو امریکی عوام کے ٹیکسوں سے وصول کی جاتی ہے) ضائع ہو چکی ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ امارت اسلامیہ نے اپنے دورِ حکومت کے آخری برسوں میں منشیات کی پیداوار پر پابندی لگا دی تھی اور طالبان کی حکومت ختم ہونے کے ساتھ ہی منشیات کی پیداوار میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ علاوہ ازیں امریکی حملے کے بعد جب امارت اسلامیہ کی حکومت ختم ہوئی تو امریکی کٹھ پتلی حکومت اور نیٹو افواج کے ناک کے نیچے دوبارہ پوست کی کاشت کا آغاز ہوا اور اب ۱۲ برسوں کی مجموعی رپورٹ کو دیکھنے کے بعد کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ بدامنی و حکومتی سرپرستی کے سبب پوست کی کاشت میں اضافہ اور منشیات کی اسمگلنگ عروج پر پہنچ چکی ہے۔

تاریخ دان Alfred McCoy، برطانوی پروفیسر Scott Peter Dale اور معروف صحافی Gary Webb، Michjael C Ruppert، Alexander Cockburn نے اپنے الگ الگ مضامین اور رپورٹس میں حیران کن انکشافات کرتے ہوئے ثابت کیا کہ امریکی ادارے جن میں سی آئی اے سر فہرست ہے' افغانستان میں منشیات کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہیں اور امریکہ کے افغان جنگ میں کیے گئے اربوں ڈالرز کے جنگی اخراجات پوست کی کاشت اور پھر اس سے تیار کردہ

ہیروئین کی سمگلنگ سے پورے کیے جا رہے ہیں۔اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کا سب سے خاص پہلو یہ ہے کہ افیون کی کاشت میں اضافہ افغانستان کے شمالی صوبوں بلخ، جاوز جان، بغلان اور سرائے پل میں ہوا جہاں افغان طالبان کا دُور دُور تک بھی عمل دخل نہیں تھا بلکہ یہ سب امریکی اور افغان فورسز کے مکمل کنٹرول میں رہے۔ امریکن ڈرگ انفورسمنٹ ایجنسی کے ایجنٹ Edwrad Follis کے میڈیا سے کہے گئے یہ الفاظ کہ ''سی آئی اے نے افغانستان میں پوست کی کاشت اور ہیروئین کی تیاری سے سمگلنگ تک کے تمام مراحل سے جان بوجھ کر آنکھیں بند کر رکھی ہیں'' آج بھی ریکارڈ کا حصہ ہیں۔

امریکی سی آئی اے کے ایک اور اہل کار John Abbotsford جو افغان جنگ میں براہ راست حصہ لیتا رہا' نے خود تسلیم کیا ہے کہ سی آئی اے کا افغانستان میں سب سے بڑا کردار منشیات کی سمگلنگ سے متعلق ہے۔کچھ برس ہوئے معروف ہیومن رائٹس ترجمان Malalai Joya نے افغانستان میں اپنے عرصہ قیام کے دوران کی جانے والی تحقیق کے حوالے سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تھا کہ امریکن سی آئی اے نے کچھ وار لارڈز اور شمالی افغانستان کے گورنرز کو اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے جن کی نگرانی میں پوست کاشت کی جاتی ہے۔اس کی یہ رپورٹ برازیل کے اخبار O TEMPO میں بھی شائع ہو چکی ہے۔Joya نے اپنی تفصیلی رپورٹ کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ

Afghan narcotics economy is a designed project of the CIA, supported by US foreign policy

''افغانستان کی منشیات کی بنیاد پر کھڑی معاشی سرگرمیاں' سی آئی اے کی ترتیب کردہ ہیں، جو امریکی خارجہ پالیسی کا حصہ ہیں''۔

افغانستان کی تعمیر نو سے متعلق خصوصی انسپکٹر جنرل جان سوپکو نے اپنے ایک انٹرویو میں کہہ چکے ہیں کہ

''لوگوں کو یہ سمجھنا ہوگا کہ بدعنوانی صرف پیسے کی نہیں ہوتی۔اس کا تعلق زندگی سے بھی ہے۔جنگ کی کامیابی کی راہ میں سب سے بڑا خطرہ بدعنوانی ہے۔بدعنوانی افغان حکومت (کے وسائل) کی چوری ہے۔بدعنوانی اصل میں تنخواہوں اور ہتھیاروں یا سرکاری ایندھن کی خرد برد ہے''۔

انہوں نے ایک ٹھیکہ جس میں مجاہدین کی طرف سے نصب بموں سے سڑکوں کو محفوظ بنانا تھا، کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ ٹھیکہ ایک امریکی کمپنی کو دیا گیا تھا جس میں افغان (کمپنی) نے کام کرنا تھا۔لیکن رقم خرد برد کر لی گئی اور ضروری کام نہیں کیا گیا۔سوپکو نے وائس آف امریکہ کی افغان سروس سے ایک انٹرویو میں کہا:

''اس کے نتیجے میں فوجی اہل کار ہلاک ہو گئے۔اس طرح کی کئی مثالیں ہیں۔جہاں بدعنوانی کی وجہ سے فوجیوں کو مناسب گولیاں اور بندوقیں میسر نہیں تھیں۔ان کے پاس کافی ایندھن، خوراک یا کافی طبی سامان اس لیے نہیں تھا کہ یہ خرد برد کر لیا گیا''۔

انہوں نے مزید کہا کہ

''افغان عوام کو بھی اس پر اسی طرح اس پر رنج ہونا چاہیے جیسے مجھے اور امریکی ٹیکس دہندگان کو بدعنوانی سے متعلق ہے''۔

سوپکو نے کہا:

''امریکہ بھی اس کا ذمہ دار ہے۔امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے بہت تیزی کے ساتھ افغانستان جیسے چھوٹے ملک کو بغیر کوئی نگرانی کے طریقہ کار کے بہت زیادہ رقم فراہم کی''۔

انہوں نے کہا کہ جب اس طرح کی صورت حال درپیش ہوتی ہے تو بدعنوان افراد خرد برد کرتے ہیں اور پھر وہ عہدے داروں کو بھی رشوت دیتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اس معاملے سے نمٹنے کے لیے امریکہ کو افغانستان کو بھیجے جانے والے اربوں ڈالر کی امداد کی موثر نگرانی کر کے ایک بہتر کردار ادا کر سکتا تھا۔انہوں نے کہا اگرچہ افغانستان کو فراہم کی جانے والی بہت ساری امداد ضائع ہو گئی تاہم اس کا باقی کا ایک بڑا حصہ بدعنوانی کی نظر ہو گیا۔سوپکو نے کہا کہ ''ہم نے ۱۰۰ ٹھیکے داروں، امریکی حکومت کے ملازمین، امریکی فوج کے ملازمین کو گرفتار کر لیا تھا اور اب وہ قید کاٹ رہے ہیں''۔انہوں نے کہا کہ ''ہم نے ایک ارب ڈالر بطور جرمانہ اور رقم کی واپسی کے طور پر برآمد کیا ہے''۔ خصوصی انسپکٹر جنرل جان سوپکو کا یہ اعتراف اقوام متحدہ کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

امریکہ افغانستان میں مالی بدعنوانیوں و منشیات کے خاتمے میں ناکام ہو چکا ہے۔ افغانستان حکومت کو تعمیر نو کی مد میں ملنے والے ۱۱۷ ارب ڈالرز بھی رائیگاں چلے گئے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایک جانب امریکہ افغانستان میں تعمیر نو کے نام پر اربوں ڈالرز دے رہا ہے تو دوسری جانب آپریشن کے نام پر امریکی بم باریوں سے افغانستان کے کئی علاقوں میں افراسٹرکچر بھی تباہ ہو رہا ہے۔ امریکی فوج کے ساتھ افغانستان میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے لڑنے والے 'نیشنل آرمی' اور 'قومی پولیس' کہلاتے ہیں۔ مختلف رپورٹس کے مطابق فوج اور پولیس میں شامل اکثر اہل کار منشیات کے عادی اور مختلف جرائم سمیت اخلاقی کرپشن میں ملوث ہیں۔ افغانستان میں مختلف صوبوں میں ان کے غیر انسانی اعمال اور سلوک کے خلاف مظاہرے ہو چکے ہیں۔ فوج اور پولیس کے غیر انسانی سلوک کے خلاف ملکی اور غیر ملکی میڈیا میں رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

افغانستان میں امریکی اخراجات کی نگرانی کرنے والی تنظیم 'سیگار' نے بھی بارہا کہا ہے کہ

> "امریکہ کے اربوں ڈالر ان مسلح افراد (قومی فوج اور پولیس) پر خرچ ہو گئے ہیں، جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ انسانی اقدار کی دھجیاں اڑا رہے ہیں"۔

امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے بھی حال ہی میں ایک خبر شائع کی، جس کے مطابق ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۶ء تک امریکی فوج نے افغان فوجیوں کے ۵۷۵۳ مجرمانہ مقدمات ریکارڈ کیے ہیں۔ ان مقدمات میں تشدد، ماورائے عدالت قتل اور جنسی تشدد کے واقعات شامل ہیں۔ گزشتہ چھ سالوں کے دوران کابل انتظامیہ کے مسلح اہل کاروں نے ہر سال تقریباً ۱۰۰۰ جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔

اجرتی فوج اور پولیس کے جرائم کے مذکورہ اعداد و شمار وہ ہیں، جو امریکی فوج کی لسٹ میں رجسٹرڈ ہیں۔ جب کہ غیر درج شدہ واقعات اور جرائم کے اعداد و شمار دوگنا زیادہ ہیں۔ کابل انتظامیہ میں شامل مسلح جرائم پیشہ عناصر افغانستان میں امن کے قیام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ ۹ نومبر ۲۰۱۷ء کو بلجیم کے دارالحکومت برسلز میں نیٹو وزرائے دفاع نے بھی کرپشن کے روک تھام کے مطالبے کو شدت سے دہرایا۔ ۱۴ نومبر ۲۰۱۷ء کو نیشنل آرمی کے ترجمان نے بتایا تھا کہ تقریباً سات مہینوں میں ۱۷۰۰ مقدمات کی چھان بین ہوئی اور ان میں سے تقریباً ایک ہزار فوجی عدالتوں میں بھجوائے جا چکے ہیں اور بعض کے لیے سالوں کی قید اور حتیٰ کہ سزائے موت کا اعلان بھی ہوا ہے۔

امریکہ اور دیگر اہم اداروں کی رپورٹس کا غیر جانبدارانہ موازنہ کیا جائے تو یہ اندازہ لگانے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی کہ کابل حکومت کے مسلح اداروں میں کرپشن ناسور بن چکی ہے۔ ان حالات میں ان کی توجہ ملک میں امن و امان اور عوام کے فلاحی منصوبوں کے بجائے صرف اپنی جان بچانے اور کرپشن پر مرکوز رہتی ہے۔ افغان نیشنل آرمی کی صرف سات مہینوں کی چھان بین رپورٹ ظاہر کر رہی ہے کہ بدعنوانی، کرپشن اور منشیات فروشی میں صرف نچلے درجے کے اہل کار ہی ملوث نہیں ہیں بلکہ سیگار آفس کے مطابق ۱۱۷ ارب ڈالرز کی مالی بدعنوانیوں میں امریکی کمپنیاں بھی ملوث ہیں۔ اب اس بات کا فیصلہ کرنا امریکی انتظامیہ کا کام ہے کہ افغانستان میں امریکی شکست کے ذمے دار خود غیر ملکی افواج اور افغان سیکورٹی و ملکی انتظامیہ کے کرپٹ حکام ہیں۔ امریکہ اب تک افغانستان کی جنگ میں کئی ٹریلین ڈالرز نقصان کر چکا ہے۔ کابل حکومت انتظامی انصرام میں ناکام ہو چکی ہے۔ ان حالات میں افغان عوام اُن علاقوں میں خود کو محفوظ تصور کرتے ہیں جہاں کابل اور امریکہ کی عمل داری نہیں ہے۔ کابل میں حالیہ واقعات کی آڑ لے کر امریکہ کے عزائم کھل کر سامنے آ چکے ہیں کہ وہ پاکستان کے کندھے پر بندوق رکھ کر چین کو معاشی سپر پاور بننے سے روکنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے افغانستان میں امن سے زیادہ لاقانونیت کو ضروری سمجھتا ہے۔

اسی لیے امریکی صدر ٹرمپ نے واضح اعلان بھی کر دیا کہ وہ افغان طالبان کے ساتھ کوئی مذاکرات نہیں کریں گے جس پر افغانستان کے سابق صدر حامد کرزئی کا بیان کہ امریکہ کی اس پالیسی کی مخالف کرتا ہوں کیونکہ اس سے افغانستان میں جنگ طویل ہو جائے گی۔ ہمیں افغانستان میں امن کی ضرورت ہے اور ہم مزید جنگ و جدل کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ حامد کرزئی نے اعتراف کیا کہ اگر اقتدار مجاہدین کے پاس ہوتا تو وہ امن قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

☆☆☆☆☆

کابل انتظامیہ کی میڈیائی پروپیگنڈہ کے بل بوتے پر چیخ وپکار

مصدر: امارت اسلامیہ افغانستان کی اردو ویب سائٹ 'الامارہ اردو'

گزشتہ دنوں کابل کے حساس علاقے میں واقع وزارت داخلہ کے دفتر پر حملہ ہوا۔ میڈیا نے جو ویڈیو فوٹیج اور تصاویر شائع کیں، وہ زیادہ تر جعلی تھیں۔ زرخرید میڈیا نے قابض استعمار اور کٹھ پتلی حکومت کی ہدایت پر کار بم فدائی حملے کے نتیجے میں بڑی تعداد میں ہلاک سکیورٹی اہل کاروں کو عام شہری باور کرانے کی کوشش کی تھی۔

اگر قارئین کابل حملے کے بعد میڈیا پر شائع ہونے والی تصاویر کو گوگل میں سرچ کریں تو انہیں بخوبی معلوم ہوگا کہ میڈیا نے شام اور عراق کی جنگ میں ہلاک اور زخمی ہونے والے شہریوں کی پرانی تصاویر شائع کر کے رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کے علاوہ میڈیا نے وہ تصاویر بھی شائع کیں، جو گزشتہ سال شیعہ آبادی کے مظاہرے پر داعش نے حملہ کر کے درجنوں افراد کو ہلاک اور زخمی کیا تھا۔ میڈیا نے پرانی تصویریں شائع کر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان نے اعلان کیا کہ وزارت داخلہ پر حملے کا ہدف عام لوگ کو نشانہ بنانا نہیں تھا، بلکہ فوج اور پولیس کے ان اہل کاروں کو نشانہ بنانا مقصد تھا، جو ہر روز وزارت داخلہ کے پرانے دفتر میں جمع ہوتے تھے۔

بی بی سی انگلش نے پہلے چند گھنٹے کے دوران یہ رپورٹ شائع کی کہ "حملے میں فوجیوں اور سکیورٹی اہل کاروں کو نشانہ بنایا گیا ہے"۔ بعد ازاں جب امریکی فوج نے دھمکی دی تو بی بی سی نے رپورٹ تبدیل کر کے یہ پروپیگنڈا کیا کہ "حملے میں عام شہریوں کو نشانہ بنایا گیا ہے"۔

پچھلے ہفتے انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل پر جو حملہ ہوا، جس میں بھاری جانی نقصان امریکا اور دیگر قابض ممالک کے شہریوں کو ہوا۔ یہ حقیقت سب پر واضح ہوگئی کہ اس ہوٹل پر مجاہدین نے حملے کے دوران صرف غیر ملکی فوجیوں اور اعلی حکام کو نشانہ بنایا تھا۔ جب کہ افغان شہریوں کو کچھ نہیں کیا گیا۔ عینی شاہدین نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فدائی مجاہدین نے ہم سے پوچھا کہ غیر ملکی کہاں ہیں؟ آپ مسلمان اور یہاں کے باشندے ہیں۔ آپ کو نہیں مارا جائے گا۔ ہم صرف غیر ملکیوں کو تلاش کر رہے ہیں۔

افغان عوام دشمن کی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ دشمن کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں۔ کیوں کہ قابض دشمن اپنی تاریخی شکست اور ذلت چھپانے کے لیے اس قسم کے زہریلے اور منفی پروپیگنڈے کا سہارا لے رہا ہے، تاکہ رائے عامہ کو مجاہدین کے خلاف گمراہ کیا جائے۔ یہ بھی دشمن کی ناکام کوشش ثابت ہوگی۔ عوام مجاہدین کو بخوبی اور قریب سے جانتے ہیں۔ ان پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ ان کی جان و مال کے تحفظ کے لیے دشمن کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

کابل کے حساس ترین اور سب سے "محفوظ" علاقے میں ہونے والی اس استشہادی کارروائی کے نتیجے میں صلیبی کٹھ پتلیوں کو لگنے والے گہرے زخم کے بعد مجاہدین کے خلاف شروع کیے جانے والے پروپیگنڈے کے رد کی بابت امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ کا وضاحتی بیان اہم بھی ہے اور درست حقائق کی نشان دہی بھی کر رہا ہے، اُنہوں نے اپنے بیان میں کہا:

سنیچر کے روز ۲۷ جنوری ۲۰۱۸ء کو کابل کے وزارت داخلہ کی سابقہ عمارت کے اندر شہیدی حملہ ہوا، ہم درج ذیل دلائل کے بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ ٹارگٹ دشمن تھا اور نقصان بھی وزارت داخلہ کے عہدے داروں اور کارکنوں کو پہنچا ہے۔

i. دشمن بذات خود اعتراف کر رہا ہے کہ حملہ آور پہلے چیک پوائنٹ سے گزر گیا، تو جب گیٹ سے داخل ہوا اور دوسرے چیک پوائنٹ تک پہنچ جائے، ایسے میں وہاں عامۃ الناس اور بازار کی موجودگی بے بنیاد بات ہے۔

ii. بی بی سی سمیت متعدد ذرائع ابلاغ نے لکھا کہ حملہ ایسی جگہ پر ہوا ہے، جہاں سرکاری افراد کے علاوہ عام شہریوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح حملے کی جگہ کے نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ آس پاس کئی میٹر کے فاصلے پر اہم سیکورٹی دفاتر ہیں، مثال کے طور پر انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ کے تحت انسداد دہشت گردی کے مراکز اور متعدد سرکاری تاسیسات موجود ہیں، جہاں صرف اور صرف سرکاری اہل کار آمد و رفت کر سکتے ہیں۔

iii. ہم جانتے ہیں کہ ناکام اور شکست خوردہ دشمن اس طرح کے حملوں کو شہری ہلاکتوں کا جامہ پہنانا چاہتا ہے، اسی لیے ذرائع کو مجبور کر دیا گیا ہے، کہ فوجی ہلاکتوں کے بجائے شہریوں کی نقصانات کی تصاویر کو شائع کروادیں اور حتیٰ اس بے بنیاد دعوے کی ثبوت کے لیے کوشش کی جارہی ہے کہ عراق، شام

اور افغانستان میں سابقہ سالوں کے دوران جنگوں کی تصاویر کو اس سے حملے سے جوڑ دیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دشمن اس پر قادر نہیں ہوا ہے کہ کل کو ہونے والے حملے میں شہری نقصانات کے متعلق تصاویر کو ڈھونڈ سکے۔

iv. یہ کہ گھنٹوں تک صحافی حضرات اور میڈیا کو جائے وقوعہ پر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی، یہ بذات خود اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ کابل انتظامیہ 'پولیس ہلاکتوں کو چھپا رہی ہے۔

v. ہمارے فدائی مجاہد اور ان کے رہنما، وزارت داخلہ کے اندر رابط افراد کے تعاون سے علاقے اور پولیس حرکات کی کافی عرصے سے مسلسل نگرانی کر رہے تھے، اسی نگرانی کے بعد اپنے منصوبے کو عملی کرتے ہوئے اپنے ہدف تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

vi. افغان عوام اور شہریوں کو مطمئن رہنا چاہیے کہ امارت اسلامیہ کبھی بھی خدانخواستہ ایسی ارادہ نہیں رکھتی، جس میں بے گناہ شہریوں کو نقصان پہنچے، ہمارے پاس اس بات کی بہترین ثبوت انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل کا حملہ ہے، جہاں فدائین صرف اور صرف غیر ملکیوں کا کھوج لگا رہا تھا اور اپنے ہم وطنوں کو چھوڑتے رہے۔ مگر اسے بھی متوجہ ہونا چاہیے کہ ناکام دشمن نے اب اپنی آخری سازش کو بروئے کار لایا ہوا ہے، وہ یہ کہ اپنے طاقت ور میڈیا کے ذریعے چاہتا ہے کہ اس طرح حملوں کی غلط تصویر شائع کریں اور شہریوں کی ہلاکتوں کی افواہ کو پھیلا دے، تاکہ عام اذہان کو گمراہ اور دباؤ میں رکھا جاسکے، لیکن دشمن تسلی رکھے کہ اس نوعیت کے افسانے اور جھوٹ کبھی بھی حقیقت کو بدل سکتے اور نہ ہی عام ذہنیت کو منحرف کرسکتی ہے۔

ٹرمپ اور اس کے حواریوں کو امارت اسلامیہ کا واضح پیغام ہے کہ اگر تم زور کی سیاست اور بندوق کی نوک پر بات کرتے ہو، تو افغانوں کی جانب سے بھی پھول نچھاور ہونے کی توقع مت کرو اور ایسے ہی ردعمل کے لیے منتظر رہو۔ اگر معقولیت اور افہام و تفہیم کے اصول کو سمجھتے ہو، تو پھر ہمارے پاس ہر کسی سے بہترین افہام و تفہیم اور پرامن سیاست کی پالیسی ہے۔

ذبیح اللہ مجاہد

ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان

۱۱ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۸/ جنوری ۲۰۱۸ء

بقیہ: عالمی تحریکِ جہاد کے مختلف محاذ

14 جنوری: ولایہ کیدال کے شہر تیسالیت میں مجاہدین نے "امشاش" نامی فوجی اڈے پر میزائل برسائے۔ جس سے دشمن شدید مالی و جانی نقصان کا شکار ہوا۔ یاد رہے یہ اڈا خطے میں غاصب ملک فرانس کے بڑے اڈوں میں شامل ہوتا ہے۔

27 جنوری: مجاہدین نے ولایہ ٹمبکٹو کے شہر نیافونکي کے علاقے سومبي میں دشمن کے بڑے فوجی اڈے پر تعارض کے قابل ہوئے۔ اللہ کی خاص نصرت کے سبب مجاہدین سے جھڑپوں میں مالی کی فوج کے دسیوں کٹھ پتلی فوجی قتل اور بیسیوں زخمی ہوئے۔ اور مجاہدین نے دشمن کے اس اڈے پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں سے اپنے بندوں کو چھوٹے وبڑے اسلحے پر مشتمل ایک بڑا ذخیرہ عطا کیا۔ جس میں اسلحے سمیت 6 فوجی گاڑیاں اور دیگر عسکری ساز و سامان شامل ہے۔

☆☆☆☆☆

ضروری ہے کہ ہمارا مقدس جہاد اسلامی شعار کے مطابق اور سوفی صد شریعت مطہرہ کی حدود کا پابند رہے اور جہادی صفوف میں کوئی بھی عمل خلاف شریعت نظر نہ آئے۔

مجاہدین بھائیو! آپ کو بخوبی علم ہے کہ جہاد ایک عبادت ہے اور ہر عبادت میں اجر و ثواب مرتب کیا جاتا ہے تو وہ نیت کے مطابق ہی کیا جاتا ہے۔ تو اگر ہم چاہیں کہ ہمارا جہاد واقعی فی سبیل اللہ بن جائے، دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نصرت ملے اور آخرت میں عظیم الشان درجات حاصل ہوں تو ہمیں چاہیے کہ ہر چیز سے پہلے اپنی نیتوں کی اصلاح کر لیں۔ ہماری نیتوں سے تمام مادی، دنیوی اغراض جیسا کہ منصب، شہرت، رعب و دبدبہ، حکمرانی کی آرزو اور اسی طرح اور مقاصد نکل جانا چاہیے۔ بلکہ ہمارا ہدف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور الٰہی نظام کی حاکمیت ہونی چاہیے۔ نیت کی اصلاح کے بعد جب عملاً محاذ پر جائیں اور جہاد شروع کریں تو اس بات پر توجہ رکھیں کہ ہر عمل شریعت اور فقہ حنفی کی حدود میں سر انجام دیں"۔

امیر المومنین ملا محمد اختر منصور رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

افغانستان...۲۰۱۷ء میں

مصدر: امارت اسلامیہ افغانستان کی انگریزی ویب سائٹ 'الامارہ انگلش'

بلاشبہ یہ تو ممکن نہیں کہ ایک ایسے ملک کے اندر رونما ہونے والے واقعات جس میں تقریباً پچاس حملہ آور ممالک کی طرف سے بربادی مسلط کی گئی ہو' پیش آنے والے تمام واقعات کا احاطہ ممکن ہے، ناہی اور اس ظلم و سربریت کے ذمہ دار ممالک میں شامل تمام ممالک، جو سب سے زیادہ ناخوش اور سربریت و مظالم جیسے اعمال کے ذریعہ سرفراز ہوگئے ہیں، اور عظیم افغانی سرزمین پر عوام کی سب سے زیادہ بدبخت اور نفرت انگیز گروپ کا مقبوضہ، ایک مضمون میں احاطہ کرنا ناممکن نہیں ہے، بہت مشکل ہے مگر پھر بھی گزشتہ سال کے بعض اہم واق کو ایک اونٹ کے ہاتھ سے نکالنے کے طور پر، پچھلے سال کی مکمل تصویر کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت اپنے معزز قارئین کے سامنے پیش کرنے کے لئے ابھی تک ایک کوشش کی گئی ہے:

غیر ملکی حملہ آوروں کے نقصانات:

جب سے ہمارے محبوب ملک میں غیر قانونی اور ظالمانہ غیر ملکی قبضے کا آغاز ہوا ہے، قابض افواج نے دھوکہ دہی اور فراڈ کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے۔ خاص طور پر جب معاملہ ان کے فوجیوں کے جانی نقصان (ہلاکت یا زخمی ہونے) کا ہو اور ان کی سامانِ حرب بشمول فوجی گاڑیوں یا دیگر جدید سامان کے تباہ ہو جانے کا ہو۔ جنگ کے کسی بھی شعبے یا مجاہدین کے کسی کامیاب حملے کے بعد عام طور پر ایک یا دو فوجی ہلاکتوں کو تسلیم کیا جاتا ہے، اسی طرح کبھی کبھار چند فوجی گاڑیوں کی تباہی کا اعلان ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ ان کے لیے جنگ کا میدان ان کی باندھی گئی توقعات اور لگائے گئے تخمینوں سے کئی گناہ زیادہ ہولناک ثابت ہوا ہے، اس لیے یہ مصدقہ امر ہے کہ غیر ملکی حملہ آوروں نے اپنے فوجیوں کی ہلاکتوں اور دیگر نقصانات کی بڑی تعداد کو چھپایا ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں، ہم ایسے واقعات کا ذکر کر رہے ہیں جن کے نتیجے میں قابض افواج یا تو افغانستان کے اندر ہلاکتوں سے دوچار ہوئیں یا پھر شدید مالی نقصان سے۔

۲۰۱۷ء کے آغاز میں، ان وحشی حملہ آوروں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ امارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین کے مہلک حملوں سے بچنے کے لیے خود کو فوجی اڈوں اور قلعوں تک محدود رکھیں گے۔ جنوری کے دوران، غیر ملکی حملہ آوروں کو فراہ صوبے میں دوبارہ تعینات کیا تھا، جسے اپنی کٹھ پتلی افواج پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ لیکن اس بار بھی درندہ صفت غیر ملکی افواج وہاں طویل عرصہ تک نہیں ٹھہر سکیں اور چند دنوں میں وہ علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔

بدھ یکم فروری کو ننگرہار میں جلال آباد ایئربیس کے داخلی دروازے پر مجاہدین کے حملے میں ۲ غیر ملکی حملہ آور ہلاک اور ۳ زخمی ہوئے۔

ایک دن بعد ایک امریکی فوجی ٹینک قندھار میں مجاہدین کے ایک حملہ کا نشانہ بنا، جس میں تمام امریکی فوجی موقع پر مارے گئے۔

جمعرات ۳ مارچ کو ایک بار پھر جلال آباد کے ایئربیس کے اہم دروازے مجاہدین کے مہلک اور کامیاب حملے کے نتیجے میں ۴ غیر ملکی فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۱ مارچ بروز ہفتہ خوست کے صوبے میں ان کے مضبوط فوجی پر مجاہدین کے حملے میں کئی غیر ملکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۱ مارچ بروز منگل 'لوگر صوبے میں ایک امریکی فوجی ہلاک ہوا۔

۳۰ مارچ کو ننگرہار خوگیانی ضلع میں پانچ قابض فوجی ہلاک ہوئے۔

۳۰ اپریل کو جمعرات کو امارت اسلامیہ افغانستان نے اعلان کیا کہ اس جنگ میں اب تک ۴۸ ہزار غیر ملکی فوجی ہلاک ہوچکے ہیں۔ لیکن بدترین اور فراڈی دشمن نے پچھلے سولہ سال میں اپنے ۳۵۳۲ فوجیوں کے مرنے کا اعتراف کیا۔

۱۸ اپریل کو ایک غیر ملکی فوجی ننگرہار کے ضلع اچین میں ہلاک ہوا۔

۱۷ اپریل ننگرہار کے ضلع سپن غر میں ۲ غیر ملکی فوجی ہلاک ہوئے۔

۲۷ اپریل کو، ننگرہار کے ضلع اچین میں ایک غیر ملکی فوجی ہلاک ہوا۔

یکم مئی کو ننگرہار کے بٹی کوٹ ضلع میں بہت سے غیر ملکی حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا گیا،

۲ مئی کو اسی علاقے میں ایک دھماکے کے نتیجے میں ان کا ایک فوجی ٹینک تباہ ہوگیا جس کے نتیجے میں مزید ۲ غیر ملکی فوجیوں کو ہلاک ہوئے۔

۳ مئی کو دارالحکومت کابل میں 'شش درک' کے علاقے میں ایک کامیاب مجاہدین کے حملے میں کئی ظالم غیر ملکی فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔

۲۴ مئی کو پروان صوبے کے ضلع بگرام میں مجاہدین کے حملے میں ۴ غیر ملکی فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۴ جولائی کو پروان صوبے کے بگرام کے ضلع میں ۳ قابض امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۶ جولائی کو ہلمند صوبے کے نادعلی ضلع میں ۱۴ امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۸ جولائی کو قندوز میں مجاہدین کے ایک کامیاب حملے میں امریکی جنرل سمیت ۳ غیر ملکی فوجی مارے گئے۔

11 ستمبر پیر کو صوبہ پروان کے بگرام کے ضلع میں مجاہدین کے ایک پیچیدہ حملے میں کئی غیر ملکی افواج فورسز ہلاک ہوئے۔

۱۵ ستمبر کو قندھار صوبہ کے ضلع دامان میں ۷ غیر ملکی حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا گیا۔

۲۱ ستمبر کو ننگرہار میں جلال آباد کے ہوائی اڈے کے مرکزی دروازے میں غیر ملکی افواج پر کامیاب اور مہلک حملہ کیا گیا تھا، جس میں ۱۰ صلیبی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۲۳ ستمبر کو کابل میں ۱۶ غیر ملکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے

۱۲ اکتوبر کو لغمان صوبے میں مجاہدین کے حملے میں ۱۳ صلیبی فوجی ہلاک ہوئے۔

۲۸اکتوبر کو لوگر صوبہ کے خروار ضلع میں غیر ملکی دشمن کے ایک ہیلی کاپٹر کو مار گرایا گیا ، جس کے نتیجے میں ہیلی کاپٹر میں سوار ۴۳ غیر ملکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

۲۹اکتوبر کو ننگرہار کے جلال آباد ہوائی اڈے میں غیر ملکی حملہ آوروں کا ایک انجنیئر ہلاک ہوگیا۔

۵نومبر کو لوگر صوبہ کے برکی براک ضلع میں کئی غیر ملکی فوجی ہلاک ہوئے۔

۷نومبر کو منگل کو میدان وردک کے سید آباد ضلع میں پولیس تربیتی مرکز پر کامیاب حملے میں قابض افواج کے اعلیٰ افسران جہنم واصل ہوئے۔

17نومبر ننگرہار کے چپرہار ضلع میں کئی امریکی قابض فوجی ہلاک ہوئے۔

دسمبر۲۰۱۷ میں صرف قابض افواج نے صرف ایک غیر ملکی فوجی کی ہلاکت کو تسلیم کیا۔اس طرح (اُن کے دعووں کے مطابق)۲۰۱۷ء میں افغانستان میں ۱۷ غیر ملکی فوجی مارے گئے۔یوں ہلاک شدہ فوجیوں کی تعداد ۳۵۴۵ تک جا پہنچی، جن میں ۲۴۰۷امریکی فوجی تھے اور ۴۵۵ برطانوی فوجی تھے۔

متحدہ دشمن کے مالی نقصانات:

۲۰۱۷ء میں محاصرہ مین آئے دشمن کو اربوں ڈالرز کے زبردست مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

۲۳فروری تخار صوبے کے دار قاد ضلع میں محاصرہ کے ایک فوجی ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے مار گرایا تھا

مارچ ۲۰۱۷ میں، ہلمند کا سنگین ضلع مجاہدین کے قبضہ میں آگیا۔جہاں سے ۳۰ ٹینک، ۳۰ فوجی گاڑیاں، ۸ٹریکٹر، ایک بلڈوزر، ۷ پاور جنریٹر اور ہلکے وبھاری ہتھیاروں کا وسیع ذخیرہ مجاہدین نے غنیمت کیا۔

۴مارچ کو پروان کے ضلع باگرام میں ایک فوجی ڈرون طیارہ مار گرایا گیا۔

۹جون کو ننگرہار کے ضلع بہسود میں مجاہدین نے ایک ڈرون طیارہ مار گرایا۔

۲جولائی کو قندوز صوبے میں دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر تباہ کردیا گیا۔

۲۲جولائی کو پروان کے ضلع باگرام میں دشمن کا ایک بڑا ٹرانسپورٹ طیارہ تباہ ہوا۔

۶ ستمبر کو صوبہ دائی کنڈی کے ضلع اجرستان میں مجاہدین نے دشمن کے دو ہیلی کاپٹر مار گرائے۔

۷ اکتوبر کو صوبہ پروان میں کوہ صافی کے ضلع میں قابض افواج کا بڑا ٹرانسپورٹ طیارہ تباہ ہوگیا۔

۱۴نومبر دشمن کے ایک ہیلی کاپٹر کو نورستان صوبہ کے برگ متال کے ضلع میں مار گرایا گیا۔

دشمن کے مذکورہ بالا نقصانات کے علاوہ، ہزاروں فوجی گاڑیاں، سامان، آرٹلری اور تمام قسم کے ہتھیاروں کو مختلف جنگی محاذوں پر تباہ کردیا گیا۔

مقامی جنگ جوؤں کے نقصانات:

غیر ملکی حملہ آوروں اوران کے مقامی پروردہ گروہوں کو بھاری مالی نقصانات پہنچائے گئے،اسی طرح مجاہدین کے حملوں میں ۱۲ہزار مقامی جنگ جو ہلاک ہوئے۔

۱۰جنوری کو قندھار میں کٹھ پتلی گورنر کے دفتر میں ہونے ولاے دھاکہ کے نتیجے میں قندھار صوبے کاڈپٹی چیف گورنر، صوبے کارابطہ افسر، فاریاب وجوزجان صوبوں سے پارلیمان کے دوارکان اور امریکہ میں کام کرنے والا افغان سفارت کار ہلاک ہوئے جبکہ قندھار صوبے کے محاصرہ گورنر کے دفتر میں ایک مہلک دھماکے میں کئی دیگر زخمی ہوئے۔یہ دھماکہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے اندرونی خلفشار اور شدید اختلافات کا ساختشانہ تھا جب کہ جبکہ امارت اسلامیہ نے اس واقعے میں کسی بھی طرح سے ملوث ہونے کی تردید جاری کی۔

یکم فروری کو سیگارافسر (افغانستان کی تعمیر کے لئے خصوصی انسپکٹر جنرل) نے بتایا کہ افغان فوج ہلاکتوں کی تعداد گزشتہ سال کے مقابلے میں ۳۵فی صد بڑھ گئی ہے جنوری ۲۰۱۶ء سے نومبر ۲۰۱۶ تک کم از کم ۶۷۰۰ افواج افغان فوجی ہلاک ہوئے جبکہ ۱۱۷۷۷ زخمی ہوئے۔

۲فروری کو صوبہ کے ضلع سیوری میں اربکی کمانڈر ہلاک ہوا۔

اسی دن صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں کمانڈر سمیت ۸ پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

۷فروری کو، صوبہ فراہ کے ضلع خاک صافی میں ضلعی چیف مارا گیا۔

۹فروری کو بغلان کی صوبائی کونسل کے ایک رکن کو ہلاک کیا گیا۔

۱۲فروری کو صوبہ خوست کا نائب سیکورٹی سربراہ ہلاک ہوا۔

۱۳فروری کو صوبہ اروزگان کی صوبائی کونسل کا ایک رکن ہلاک ہوگیا

۲۴فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں کٹھ پتلی فوج کا کمانڈر ۳۷دیگر فوجیوں سمیت مارا گیا۔

۴مارچ کو صوبہ ہلمند کی صوبائی کونسل کے رکن اور ننگرہار میں ضلع بٹی کوٹ کا سیکورٹی سربراہ دو الگ الگ واقعات میں ہلاک ہوئے

۱۵مارچ کو کابل میں پولیس کا نائب سربراہ ۵دیگر پولیس اہل کاروں سمیت مارا گیا۔

۲۷مارچ کو صوبہ میدان وردک کے ظالم اور بدنام زمانہ اربکی کمانڈر کو مجاہدین نے کابل میں نشانہ بنا کر ہلاک کیا۔

یکم اپریل کو صوبہ کے ضلع ڈومانڈو میں خصوصی فورسز کے کمانڈر سمیت ۵ دیگر مسلح افراد ہلاک ہوئے۔

۲ اپریل: صوبہ پکتیکا میں نام نہاد نیشنل سیکورٹی کا ڈپٹی کمانڈر مارا گیا۔

۱۳ اپریل کو صوبہ خوست ضلع نادر شاہ کوٹ کا سیکورٹی سربراہ مارا گیا۔

۱۴ اپریل کو صوبہ فاریاب میں بلچراغ ضلع کا اربکی کمانڈر ہلاک ہوا۔

۱۵ اپریل کو ہلمند کے جاسوس ڈائریکٹر ہلمند میں ہلاک ہوا۔

۱۷ اپریل کو بغلان کے فوجی آپریشن کا جنرل کمانڈر ہلاک ہوگئے.

18 اپریل کو صوبہ غزنی میں بدنام اربکی کمانڈر ہلاک ہوا۔

۱۹ اپریل کو صوبہ زابل کے ضلع شینکی اور صوبہ تخار تخار کے فرنٹیئر بریگیڈ کے کمانڈر دو الگ الگ واقعات میں ہلاک ہوئے۔

۲۱ اپریل کو صوبہ بلخ کے ضلع مزار شریف میں کٹھ پتلی فوج کی ۲۰۹ ویں کور پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے بڑا اور مہلک حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ۵۰۰ سے زائد فوجی افسران اور سپاہی ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوئے۔

۲ مئی کو سیگار نے اعتراف کیا کہ ۲۰۱۷ء کے ابتدائی مہینوں میں افغان فورسز کے ۸۰۷ اہل کار ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوئے

۳ مئی کو صوبہ قندھار میں پولیس کمانڈر دیگر ۸ سپاہیوں سمیت ہلاک ہوا۔

۹ مئی کو صوبہ قندھار صوبے کٹھ پتلی گورنر کا پریس مشیر ہلاک ہوگیا۔

۱۰ مئی کو قندھار کے اسپین بولدک ضلع میں ایک پولیس کمانڈر ہلاک ہوا

۱۴ مئی کو صوبہ پکتیا کے ضلع گردیز میں اربکی کمانڈر مارا گیا۔

۱۶ مئی کو صوبہ کنڑ کنڑ صوبے میں ٹیلی کام اور انسانی وسائل کا ڈائریکٹر ہلاک ہوا۔

۱۷ جون کو نمروز صوبہ میں ضلع چخانسور کا گورنر ہلاک ہوگیا۔

۱۸ جون کو ہلمند صوبے میں گرشک ضلع کا ایک کمانڈر اور ننگرہار میں حکومتی عدالت کا ایک جج دو الگ الگ واقعات میں مارے گئے۔

۲ جولائی کو بلخ صوبہ کے ضلع چمتال میں بدنام اربکی کمانڈر ۳ جنگ جوؤں کے سمیت مارا گیا۔

۱۱ جولائی کو لوگر صوبے میں سیکورٹی ہیڈ کوارٹر میں "ادارۂ انسدادِ جرائم" کا ڈائریکٹر ہلاک ہوگیا۔

۲۱ جولائی کو قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کٹھ پتلی فوج کے کئی کمانڈر ہلاک ہوئے۔

۲۵ جولائی کو صوبہ فراہ کے شبکوہ ضلع کا گورنر ہلاک ہوگیا۔

۲۶ جولائی کو قندھار کے ضلع خاکریز کے فوجی اڈے کے اندر ۴۷ کٹھ پتلی فوجی اپنے کمانڈروں سمیت مارے گئے۔

۲۹ جولائی کو صوبہ غزنی کے ضلع گیلان کا چیف سیکورٹی سربراہ ہلاک ہوگیا۔

۶ ستمبر کو نمروز صوبے کے ضلع خاشرود میں فوجی کمانڈر مارا گیا۔

۷ ستمبر: کابل میں بدنام زمانہ اربکی کمانڈر ہلاک ہوا۔

۱۱ ستمبر کو صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کا سیکورٹی چیف ہلاک ہوگیا۔

۱۲ ستمبر کو صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک کا گورنر مارا گیا۔

۱۴ ستمبر کو صوبہ غزنی کے ضلع جغتو کا گورنر ہلاک ہوگیا۔

۲۰ ستمبر کو صوبہ تخار کے سیکورٹی ہیڈ کوارٹر کا انٹیلی جنس ڈائریکٹر ہلاک ہوگیا۔

۲۳ ستمبر کو صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی ضلع کا کٹھ پتلی سیکورٹی چیف مارا گیا۔

۱۷ اکتوبر کو صوبہ پکتیا کا کٹھ پتلی سیوکرٹی چیف مارا گیا۔

نومبر ۲۰۱۷ء میں ملک کے تمام حصوں میں جہادی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں۔

۵ نومبر کو صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں ضلعی سربراہ ہلاک ہوا۔

۷ نومبر کو ہرات کی صوبائی کونسل کا رکن ہلاک ہوا۔

۱۲ نومبر کو صوبہ قندھار میں صوبائی کونسل کا مشیر ہلاک ہوگیا۔

۱۷ نومبر کو صوبہ فاریاب صوبے کے ضلع پشتون کوٹ میں گلم جان ملیشیا کا کمانڈر مارا گیا۔

۱۸ نومبر کو صوبہ کنڑ میں حکومتی عدالت کا انتظامی سربراہ مارا گیا۔

۲۶ نومبر صوبہ نمروز کے ضلع خشرود کا گورنر ہلاک ہوا۔

۲ دسمبر کو صوبہ ننگرہارہ میں نام نہاد قومی سلامتی کے مقامی سربراہ ڈائریکٹر ہلاک ہوگیا۔

۵ دسمبر کو صوبہ قندھار کے ضلع ارغنداب میں ضلعی ایڈمن ڈائریکٹر ہلاک ہوگیا۔

۱۰ دسمبر کو ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں بدنام اربکی کمانڈر مارا گیا۔

۱۸ دسمبر کو صوبہ بادغیس کے ضلع کمری میں کٹھ پتلی سیکورٹی چیف مارا گیا۔

۲۵ دسمبر کو صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ایلیٹ فورس کمانڈر ہلاک ہوا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

"میرے عزیز بھائیو! میں جاتے جاتے آپ کے اندر یہ فکر بیدار کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بنیادی طور پہ اس زمین پہ ریاستیں قائم کرنے کے لیے نہیں بھیجا۔ بلکہ اس نے ہمیں اپنی عبادت کرنے اور اپنے احکام اور حدود کی پابندی کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس نے ہمیں امتحان کے طور پہ یہاں بھیجا ہے اور اگر کسی خاص ریاست کا قیام یا دفاع ہمیں اپنے سب سے بنیادی اور اساسی فرض کی خلاف ورزی اور اپنی آخرت کا نقصان کرنے پہ مجبور کر دے تو اس ریاست میں کیا خیر ہو سکتی ہے؟!"

شیخ آدم یحییٰ غدن (عزام الامریکی) رحمہ اللہ

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ جنوری ۲۰۱۸ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

یکم جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں پولیس اہل کاروں پر ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں کٹھ پتلی فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور سنگور جنگ جوؤں نے امریکیوں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ٹینک تباہ، کمانڈر (عصمت اللہ بارکزئی) اور 11 اہل کار ہلاک، جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع نجراب میں امریکی وکٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں دو ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں شیر آباد کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع علی شیر کے ببرک تھانہ کے علاقے خورمہ کے مقام پر بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

2 جنوری:

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشترود میں فوجی قافلے پر حملہ ہوا، جس سے پولیس چیف (محمد ابراہیم) 2 پولیس اہل کاروں سمیت ہلاک ہو گیا، جب کہ 3 پولیس اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد میں امریکی مرکز ننگرہار ایئرپورٹ پر میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر صلیبی دشمن کے لیے جانی ومالی نقصانات کے سبب بنے۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے قریب خان آباد روڈ پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر گھات کی صورت میں شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں حاجی حیدر اڈہ کے علاقے میں آپریشن کرنے والے فوجیوں وپولیس نے امریکی فوجیوں کے ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے لیزر گنوں سے حملہ کیا، جس سے 5 اہل کار موقع پر ہلاک، جب کہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع میزان میں مکرک کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے حلقہ نمبر 5 کے مربوطہ علاقے باغ داؤد میں بم دھماکہ سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

3 جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں کٹھ پتلی دشمن نے امریکی طیاروں کے ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 11 ٹینک، 4 فوجی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ پانچ سمیت 80 اہل کار ہلاک، 33 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر کے بسرام کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

4 جنوری:

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں امریکی فوجوں اور نام نہاد کمانڈوز نے چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک، 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ صفریک نامی بٹالین کے 18 کمانڈوز ہلاک مارے گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں محمد عوض چارراہی کے علاقے میں حکمت عملی کے تحت ہونے والے بم دھماکہ سے 9 پولیس اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں اوپاشک ماندہ کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک، جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں ایئربیس پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گرے، جس سے 4 اہل کار ہلاک، جب کہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں میرحیدر کے علاقے میں مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک، جب کہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

5 جنوری:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں منگور کے علاقے میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ ضلع بالابلوک سے اطلاع ملی ہے کہ جمعہ کے روز سہ پہر تین بجے کے لگ بھگ گرانہ کے علاقے میں اسی نوعیت بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار پولیس کمانڈر سمیت 3 اہل کار زخمی، جب کہ 3 مزید ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع غورماچ میں آبگرمک کے علاقے میں واقع دفاعی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، ایک اہل کار ہلاک، 2 زخمی، جب کہ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور ایک وائیر لیس سیٹ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

6 جنوری:

☆صوبہ روز گان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس سے 2 ٹینک ایک رینجر گاڑی تباہ اور 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک کار موٹی اور 2 بم آفگن غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 ہلاک جب کہ 7 زخمی اور 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ نیمروز ضلع دلارام میں حاجی ولی پٹرول پمپ کے قریب مجاہدین نے فوجی ہیلی کاپٹر نشانہ بنایا، جس سے ہیلی کاپٹر تباہ اور اس میں سوار عملہ کے تمام ارکان ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں یخچال کے مقام پر حملہ اور دھماکہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور کمانڈر سمیت 3 اہل کار ہلاک، جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں قاری چوکی اور دوراہی کے علاقوں میں پولیس و فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆صوبہ روز گان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں لنڈئی کوسہ کے علاقے میں ناکام دشمن نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور 8 کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

7 جنوری:

☆صوبہ قندوز ضلع چاردرہ میں ضلع کے مربوطہ علاقے میں پولیس رینجر گاڑی پر ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں شادی قلعہ کے علاقے میں فوجی کارروان پر ہونے والے حملے میں ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر کے مختلف علاقوں میں دوبدو جھڑپوں کے دوران گرفتار ہونے والے 16 کٹھ پتلی فوجوں کو مجاہدین نے اسلامی اور انسانی ہمدردی کے بنا پر رہا کر دیے گئے اور تمام قیدیوں سے ضمانتیں بھی لی گئیں۔ رہائی کے دوران مجاہدین نے ہر قیدی فوجی کو کپڑے اور 5 ہزار افغانی کرایہ کے طور پر دیے اور ساتھ ہی تاکید کی کہ آئندہ کابل انتظامیہ سے تعاون سے گریز کریں اور اس دوران قیدیوں کے ورثا نے مجاہدین کو مکمل یقین دلایا کہ کبھی بھی کابل انتظامیہ سے تعاون نہیں کریں گے۔ واضح رہے کہ دشمن کی فوجیوں کے ساتھ اسلامی اور انسانی ہمدردی کے بنا پر ایسا سلوک کیا جارہا ہے کہ کابل انتظامیہ کی عقوبت خانوں میں ہزاروں نہتے افغان قیدی پڑے ہوئے ہیں اور ان پر ہمہ قسم کے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

8 جنوری:

☆صوبہ نیمروز کے صدر مقام زرنج شہر میں جنگل کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارے کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں یخچال کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، چار امریکی ایم 16 گنیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ روز گان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں لنڈئی کوسہ اور کوٹوال کے علاقوں میں ناکام دشمن نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 25 اہل کار ہلاک و زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک کے پارچاؤ کے علاقے میں واقع پولیس و سنگور جنگ جوؤں کی چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 8 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

9 جنوری:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے زرگر، کابلو دامان اور گوڈلو کے علاقوں میں فوجی کارروان پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع مندوزئی میں دوہ لارہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 6 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع پنجوائی میں مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، رینجر گاڑی تباہ اور 9 جنگ جو ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، ایک رائفل گن اور 6 کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں کوچیان کے علاقے میں پولیس اہل کارروں پر حملہ ہوا، جس سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ روز گان کے ضلع دہراود میں پولیس پر حملہ ہوا، جس سے 4 اہل کار موقع پر ہلاک اور مجاہدین نے ایک کار موٹی بندوق غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے پشترودو میں لجگین کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 2 پولیس اہل کار ہلاک، جب کہ 4 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار ضلع ڈنڈ میں حاجی دہی گاؤں کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار امریکی ہلاک وزخمی ہوئے۔

10 جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے میں واقع چوکی اور پارچاؤں کے علاقے میں جنگ جوؤں اور حیدر آباد کے علاقے میں پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 11 پولیس وجنگ جو ہلاک، جب کہ 4 مزید زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 6 کلاشن کوف، ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، ایک کارمولی بندوق، ایک مارٹر توپ اور ایک رائفل گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں حلقہ نمبر تین کے علاقے کے بولان کے مقام پر لیزر گن سے 7 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

11 جنوری:

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں فوجیوں، پولیس وجنگ جوؤں نے آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے جوابی کارروائی کی، جس سے 3 اہم کمانڈروں سمیت 87 اہل کار ہلاک، 140 زخمی، جب کہ 7 ٹینک تباہ ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں سنگور جنگ جوؤں کی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے رینجر گاڑی تباہ، چوکی فتح، 4 اہل کار ہلاک، ایک گرفتار ہوا۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور ایک کلاشن کوف سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 2 ٹینک ایک گاڑی تباہ اور 6 پولیس ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشن گن اور 4 کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں جرناموں کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 7 اہل کار ہلاک، 2 زخمی، جب کہ مجاہدین نے 2 کلاشن کوف، ایک کارمولی بندوق اور ایک راکٹ لانچر سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگئی میں آپریشن کرنے والے فوجیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 3 ٹینک تباہ، 11 اہل کار ہلاک، جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کے سورڈاگ کے علاقے میں جارح امریکی فوجوں اور کٹھ پتلی کمانڈوز نے مجاہدین کے مرکز پر چھاپہ مارا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 13 کمانڈوز ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سپین غر میں مامند کے علاقے میں جارح امریکی وکٹھ پتلی فوجوں کا اہم اجلاس جاری تھا، اس دوران امارت اسلامیہ کے دو رابط مجاہدین کمانڈر باچاخان اور کمانڈر میندار نے غاصبوں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں 16 امریکی اعلیٰ فوجی افسر اور سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔ دونوں رابط مجاہدین نے چند روز قبل حاجی قدیر کے ملیشیا فورس میں اسی حملے کی خاطر بھرتی ہوئے تھے۔ دونوں کمانڈر حملے کے بعد جام شہادت نوش فرما گئے۔ تقبلہما اللہ تعالیٰ

☆صوبہ ہرات کے ضلع ادرسکن میں رودئی گز کے علاقے میں فوجی کاروان پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ، 3 اہل کار ہلاک، جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

12 جنوری:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کے کاروان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس چیف کی گاڑی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چیف امید 3 محافظ سمیت ہلاک ہوا اور اس کے اسلحہ کو مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں مجاہدین کے حملے میں ایک رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار پولیس افسر سمیت 6 ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 9 اہل کار ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے 2 کلاشن کوف، ایک ہیوی مشن گن اور ایک راکٹ لانچر سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود کے چکاب کے علاقے میں واقع چوکی کی تعینات پولیس پر رابط مجاہد نے اندھادھند فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور 6 پولیس ہلاک ہوئے۔ رابط مجاہد ایک کار، 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، 4 کلاشن کوف اور ایک بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین تک پہنچانے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں 3 رابط مجاہدین نے چوکی میں تعینات اہل کاروں پر حملہ کیا، جس سے 3 جنگ جو ہلاک ہوئے۔ رابط مجاہدین ایک موٹر سائکل، ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشن گن اور 6 کلاشن کوف سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع چھلگزئی میں واقع چوکی پر حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، کمانڈر سمیت 4 جنگ جو ہلاک، جب کہ 2 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، 2 ہیوی مشن گن اور 2 کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگئی میں آپریشن کرنے والے فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ، 6 فوجی ہلاک، جب کہ 5 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع شورتپہ میں اسلام پنجاہ کے علاقے میں پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگ جوؤں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہونے کے علاوہ ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

13 جنوری:

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، 7 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع غورک میں کیلک کے علاقے میں واقع چوکی پر حملے سے چوکی فتح، 11 اہل کار ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین ایک ٹینک، امریکن اینٹی ائیر کرافٹ گن، 2 امریکن ہیوی مشن گنیں، 2 کارمولی بندوق اور ایک رات والے دوربین سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 6 پولیس ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے 3 کلاشن کوف، ایک مارٹر توپ اور ایک راکٹ لانچر سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں تبیلہ کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 5 پولیس ہلاک، ایک زخمی، جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مجاہدین نے 2 کلاشن کوف، ایک رائفل گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں پارچاؤ اور ترابہ ہوٹل کے علاقوں میں چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 10 جنگ جو ہلاک، جب کہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں مجاہدین نے چوکی پر چھاپہ مارا، جس کے نتیجے میں چوکی کمانڈر ذبیح اللہ سمیت 9 جنگ جو ہلاک جب کہ 13 زخمی ہوئے۔

14 جنوری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں سپلائی کانوائی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 10 ٹینک، رینجر اور سپلائی کرنے والی گاڑیاں تباہ، اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع غورماچ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے کارروائی کر کے 12 ڈاکوؤں کو گرفتار کر کے ان کے مقدمہ شرعی عدالت کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ بادغیس میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے جلائی علاقے کے باشندوں نے امارت اسلامیہ سے بیعت کا اعلان کیا۔ علاقے میں عظیم الشان جلسہ دائر ہوا، جس میں جلائی قوم کے سربراہ کمانڈر نجیب اللہ خان کی سربراہی میں 19 گاؤں کے باشندوں نے امارت اسلامیہ کے نائب گورنر کے ہاتھ پر امیر المؤمنین شیخ الحدیث ھبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ سے بیعت کا اعلان کیا۔

15 جنوری:

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، 12 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور مجاہدین نے تین ہیوی مشین گن، تین رائفل اور مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں قزل کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 6 فوجی ہلاک، جب کہ 2 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے پانچ ایم 16 اور 3 امریکی ہیوی مشن گنوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں پولیس چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، رینجر گاڑی تباہ، 5 پولیس اہل کار ہلاک، 2 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے پانچ کلاشن کوف، ایک بم آفگن اور ایک بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں واقع دفاعی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، اور 6 پولیس ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشن گن، 3 کارمولی بندوق اور ایک بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں پارچاؤ کے علاقے میں رابط مجاہدین نے پولیس پر حملہ کیا، جس سے 2 موقع پر ہلاک اور رابط مجاہدین ایک ہیوی مشن، ایک راکٹ لانچر، 4 کلاشن کوفوں اور ایک مارٹر توپ سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں خرہ کو اور جگروم کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجیوں، پولیس اہل کاروں وسنگور جنگ جوؤں نے امریکی طیاروں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے حملے وبارودی سرنگوں کی دھماکے کی، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ اور 11 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

16 جنوری:

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 فوجی ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں ایئرپورٹ کے قریب بیس اکملاتی کے مقام پر امریکی فوجیں پیدل گشت کر رہا تھا، جن پر مجاہدین نے دستی بموں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 امریکی فوجی موقع پر ہلاک جب کہ تیسرا زخمی ہوا۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنھیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور دشمن کے چار حملوں کو مجاہدین نے اللہ تعالی کی نصرت سے پسپا کر دیے، اس دوران 7 جنگ جو اور فوجی ہلاک جب کہ کمانڈر کریم شش سمیت 10 اہل کار زخمی ہونے کے علاوہ ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

17جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، رینجر گاڑی تباہ، کمانڈر سمیت 8 پولیس ہلاک ہوئے، جب کہ ایک گرفتار ہوا۔ ایک ہیوی مشن گن اور 6 کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا گیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگئی کے نہر صیاد اور سنگ کے علاقوں میں نوروز پہلے ناکام دشمن نے امریکی طیاروں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے حملے ودھماکے کیے، جس سے 4 ٹینک تباہ، 17 اہل کار ہلاک، 13 زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں جارح امریکی وکٹھ پتلی فوجوں اور مقامی جنگ جوؤں نے نہرصوفی اور دیگر علاقوں میں سرچ آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوااور لڑائی چھڑگئی، جس میں 5 وحشی امریکی فوجی اور 6 شرپسند جنگ جو ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 6 پولیس موقع پر ہلاک اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، 4 کلاشن کوف، ایک بم آفگن اور 2 موٹر سائکلوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

18جنوری:

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع کجران میں کنگرئی کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 3 فوجی ہلاک، جب کہ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور 3 کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں نہر صوفی، شیخان اور قریہ یتیم کے علاقوں میں امریکی و کٹھ پتلی فوجوں کو مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑگئی، اس دوران میں امریکی غاصب فوجوں پر شدید دھماکے بھی ہوئے، جن سے امریکیوں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا

☆صوبہ لوگر کے ضلع پل عالم شہر میں چوکی پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 15 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب واقع جارح امریکی فوجوں کے مرکز ننگرہار ایئرپورٹ پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گرے۔

19جنوری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی میں پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، ٹینک، 2 گاڑیاں اور 3 موٹر سائیکل تباہ، کمانڈر (بسم اللہ) سمیت 17 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر، 2 رائفل گن اور 12 کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 12 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع خاص روزگان میں دشمن پر حملے ہوئے، جس سے 13 پولیس و جنگ جو ہلاک، ٹینک تباہ اور مجاہدین نے 2 کلاشن کوف غنیمت کرلیا۔

20جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 5 پولیس ہلاک، جب کہ مجاہدین نے 2 کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

21جنوری:

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا، جنہیں شدید حملوں اور دھماکوں کا سامنا ہوا۔ جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 11 اہل کار ہلاک جب کہ 19 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع شولگرہ میں مجاہدین کے خصوصی دستے نے بوزیائی کے علاقے میں واقع مقامی جنگ جوؤں کی چوکی پر رابط مجاہد کے تعاون سے چھاپہ مار کر سفاک جنگ جو کمانڈر حمید اللہ کو 18 شرپسندوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ کابل میں کابل شہر میں امارت اسلامیہ کے پانچ فدائین نے شہر کے وسط میں واقع انٹرکانٹیننٹل ہوٹل پر ایسے وقت میں حملہ کیا، جب وہاں جارح امریکی اور کابل انتظامیہ کے حکام کا اعلیٰ اجلاس جاری تھا۔ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس فدائین خصوصی حکمت عملی کے تحت ہوٹل میں داخل ہوئے اور ایک فدائی ہوٹل کے اندر پہنچنے میں کامیاب ہوااور وہاں موجود جارح امریکیوں کو نشانہ بنایا۔ اس کے بعد دیگر فدائین نے تازہ دم اہل کاروں اور وہاں موجود دشمنوں کو نشانہ بنایااور یہ سلسلہ 14 گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں درجنوں امریکی غاصب، کٹھ پتلی فوجیں، پولیس اور انٹیلی جنس سروس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ کمانڈوز اور امریکی فوجوں نے فدائی حملے کو ختم کرنے کی سرتوڑ کوشش کی، لیکن 14 گھنٹے تک فدائین بزدل دشمن سے نبردآزما رہے۔

22جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 8 سنگور جنگ جو ہلاک، جب کہ 5 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک کارمولی بندوق ایک مارٹر توپ، ایک راکٹ لانچر اور 4 کلاشن کوف غنیمت کرلیا۔

23جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں مجاہدین نے آپریشن کرنے والے فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور سنگور جنگ جوؤں پر حملہ کیا، ٹینک تباہ اور 7 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے چاردیوال کے علاقے میں واقع 2چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دشمن کو مالی نقصان پہنچنے کے علاوہ 5اہل کار ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے۔

24جنوری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں رباط کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات شرپسندوں میں سے چار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مجاہدین نے چار کلاشن کوفیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک ایم 16امریکی گن، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان کے مرکز کے قریب مجاہدین نے اغوجان کے رہائشی سفاک جنگ جو کمانڈر روزی محمد کو 4محافظوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کی گاڑی تباہ ہوئی، جب کہ مجاہدین نے ایک کلاشن کوف اور دیگر فوجی سازوسامان کو بھی غنیمت کرلی۔

25جنوری:

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے زرخرید کے علاقے میں واقع مقامی جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے چھاپہ مارا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات جنگ جوؤں میں سے 7ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ارغنداب میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2چوکیاں فتح، 7اہل کار ہلاک، 5زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک کارمولی بندوق اور 3کلاشن کوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع گلران کے یکہ چاہ کے علاقے میں آپریشن کا آغاز کیا تھا، جن پر مجاہدین نے حملے اور دھماکے کیے، جس سے 5فوجی گاڑیاں تباہ، کمانڈر (محمد خان) سمیت 11ہلاک، 20زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

26جنوری:

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع نجرآب کے افغانیہ کے علاقے میں کمانڈوز کی رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوئی اور اس میں سوار 6اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ قندہار کے صدر مقام قندہار شہر میں فدائی مجاہد اسامہ تقبلہ اللہ تعالیٰ نے بارودی مواد سے بھری کار کے ذریعے پولیس پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3کمانڈروں سمیت 18 پولیس اہل کار ہلاک وزخمی، جب کہ 3گاڑیاں بھی تباہ ہوئی۔

27جنوری:

☆**کابل شہیدی حملہ، 246افسر اور سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی۔ امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے کابل شہر میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے حکام اور سیکورٹی اہل کارروں کو شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔ کابل شہر کے وسط میں واقع سابقہ وزارت خارجہ کے مین گیٹ نمبر2میں اعلیٰ فوجی وپولیس افسر، عہدے دار اور سیکورٹی اہل کار اکھٹے کھڑے تھے، فدائی مجاہد شہید صلاح الدین تقبلہ اللہ نے بارودی بھری کے ذریعے کے شہیدی حملہ سرانجام دیا، جس سے زوردار دھماکہ ہوا اور آس پاس تمام سرکاری عمارتیں مہندم ہوگئیں۔ اس مبارک شہیدی حملے میں وزارت داخلہ کے 246اعلی فوجی وپولیس آفسر، عہدیدار اور سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔**

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں فدائی مجاہد **نور احمد ہلمندی تقبلہ اللہ تعالیٰ** نے بارودی مواد سے بھری گاڑی حکمت عملی کے تحت فوجی یونٹ سے ٹکرا دی، جس سے مرکز، سات ٹینک تباہ اور اہم کمانڈروں سمیت 67 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

28جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، اور 11فوجی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے پانچ کارمولی بندوق، 2امریکن ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور ایک مارٹر توپ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

29جنوری:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے 5اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوئے اور مجاہدین نے 3کلاشن کوفیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک امریکی ایم 16رائفل، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

30جنوری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر عزیز خان سمیت 9 اہل کار ہلاک جب کہ 11زخمی ہونے کے علاوہ 2ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں مجاہدین نے فوجی کانوائے اور چوکی پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس میں 5ٹینک تباہ اور 7 اہل کار ہلاک جب کہ 9زخمی ہوئے۔

31جنوری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین نے حملہ گیا، ناظم عامہ کمانڈر عزیز احمد سمیت 16 اہل کار ہلاک جب کہ 19زخمی ہونے کے علاوہ 5فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبد الرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

یکم جنوری: کوئٹہ کے علاقے عوب گل کیچ میں فائرنگ کے نتیجے میں ۲ سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲ جنوری: کوئٹہ میں بلیلی چیک پوسٹ پر فدائی حملے کے نتیجے میں ۲۰ ایف سی اہل کار ہلاک ہوئے۔

۴ جنوری: کرم ایجنسی کی تحصیل علیزئی میں فوجی چیک پوسٹ پر حملہ کے نتیجے میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۵ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی میں واقع بہائی ڈاگ فوجی کیمپ پر مجاہدین نے میزائل داغے جو اپنے ہدف پر گرے، فوج کے متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۵ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے علینگار میں فوج کی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم حملہ کے ذریعے نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں ایک فوجی اہل کار ہلاک ہوگیا۔

۶ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے علینگار میں فوجی کیمپ پر مجاہدین نے میزائل داغے جو اپنے ہدف پر گرے، فوج کے متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۶ جنوری: کوئٹہ کے علاقے سریاب روڈ میں فائرنگ کے نتیجے میں ۲ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۲ زخمی ہوئے۔

۹ جنوری: شمالی وزیرستان کے علاقے سپین وام میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں فوجی گاڑی تباہ اور کیپٹن صفدر سمیت ۳ فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔

۱۱ جنوری: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل میں فوجی کیمپ پر میزائلوں اور دیگر چھوٹے ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ایک اہل کار ہلاک اور ۳ زخمی ہوئے۔

۱۱ جنوری: شمالی وزیرستان کے علاقے سپین وام میں فوجی قافلے پر گھات کی صورت میں کیے گئے حملے کے نتیجے ۱۵ فوجی اہل کار زخمی اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۱ جنوری: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ناوگئی کے علاقہ ناوہ پاس میں فوجی اہل کاروں کا اُس وقت نشانہ بنایا گیا جب وہ پوسٹوں کے لیے راستہ ہموار کرنے میں مصروف تھے۔ اس حملے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۳ جنوری: مہمند ایجنسی کی وادئ سوران میں فوجی پوسٹوں پر مارٹر حملہ میں ۱۳ اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۳ جنوری: بلوچستان میں کوئٹہ ارباب کرم روڈ پر پولیس اہل کار کو ہدفی کارروائی میں نشانہ بنا کر جہنم واصل کر دیا گیا۔

۱۵ جنوری: بلوچستان کے ضلع کیچ کے علاقے شوپک میں سیکورٹی فورسز کی گاڑیوں پر فائرنگ کے نتیجے میں ۶ فوجی اہل کار ہلاک اور ۵ زخمی ہوئے۔

۱۶ جنوری: بلوچستان میں کوئٹہ کے علاقے رئیسانی روڈ پر پولیس اہل کار کو ہدفی کارروائی میں نشانہ بنا کر جہنم واصل کر دیا گیا۔

۱۶ جنوری: کوئٹہ کے علاقے رئیسانی روڈ پر فائرنگ سے پولیس اہل کار ہلاک ہوگیا۔

۱۷ جنوری: چمن میں مال روڈ پر نصب کیا گیا دھماکہ خیز مواد پھٹنے سے ۲ پولیس اہل کار زخمی ہوگئے۔

۱۷ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل وادی سوران میں فوجی پوسٹوں پر میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں ایک اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۱۸ جنوری: کوئٹہ شہر میں سریاب پل کے علاقے میں فائرنگ کے نتیجے میں ۳ پولیس اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۱۸ جنوری: ایف آر بنوں جانی خیل کے علاقے میں مجاہدین کی تلاش میں آنے والے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۹ جنوری: مہمند ایجنسی میں سلالہ چیک پوسٹ کے قریب ایک سیکورٹی اہل کار کو سنائپر کے ذریعے جہنم واصل کر دیا گیا۔

۱۹ جنوری: مہمند ایجنسی میں سلالہ چیک پوسٹ پر حملے میں ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۳ زخمی ہوئے۔

۲۱ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے میٹئی میں فوجی اہل کاروں پر سنائپر اور جی ایل سے حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ۴ اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۲ جنوری: کوئٹہ میں یٹ روڈ کے علاقے میں فائرنگ سے سابق ایس ایچ او تھانہ ایئر پورٹ فضل الرحمان جہنم واصل ہوا۔ واضح رہے کہ یہ وہی مجرم پولیس افسر ہے جو اخروٹ آباد کے علاقے میں مہاجر شیشانی بہنوں کی الم ناک شہادت کے ذمہ داران میں سے تھا۔

۲۳ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی میں ولی پوسٹ، اتم کلے میں واقع پوسٹوں اور زیڑی سرپوسٹوں پر بھاری ہتھیاروں سے حملے کیے گئے، جن کے نتیجے میں ۵ فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۵ جنوری: چترال کے علاقے ارندو میں واقع لمبربٹ چھاؤنی پر ہشتادادو، بی ایم میزائل اور راکٹ میزائلوں کے ذریعے حملہ میں فوج کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا گیا۔

۲۶ جنوری: ۱۱ جنوری: مہمند ایجنسی کی وادئ سوران میں فوجی اہل کاروں کا اُس وقت نشانہ بنایا گیا جب وہ پوسٹوں کے لیے راستہ ہموار کرنے میں مصروف تھے۔ اس حملے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۸ جنوری: بلوچستان کے علاقے ڈیرہ بگٹی میں دشت سیلاچی کے مقام پر بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ایک فوجی اہل کار ہلاک اور ۴ زخمی ہوئے۔

۲۸ جنوری: کوئٹہ کے علاقے کیچی بیگ میں ایک سیکورٹی اہل کار کو فائرنگ کر کے جہنم واصل کر دیا گیا۔

۲۸ جنوری: خیبر ایجنسی کی وادی راجگال میں سنائپر حملے میں ایک فوجی اہل کار ہلاک ہوا۔

۲۹ جنوری: کوئٹہ کے گاؤں میاں غونڈئی میں پولیس وین پر حملہ میں ٦ اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے

۳۰ نومبر: کرم ایجنسی میں غوز گڑھی کے علاقے میں ایک گھر پر امریکی ڈرون حملے میں ۴ افراد شہید اور ایک زخمی ہوا۔

۲۶ دسمبر: کرم ایجنسی کے علاقہ متہ سنگر میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک گاڑی پر دو میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۱۲ افراد شہید ہوئے۔

۱۷ جنوری: لوئر کرم کے علاقے بادشاہ کوٹ میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک گھر پر میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ایک شخص کے زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔

۲۴ جنوری: ہنگو، اورکزئی کے سرحدی علاقے اسپین ٹل میں امریکی ڈرون طیارے نے دو میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ایک گھر مکمل طور پر تباہ ہوا اور ۱۲ افراد شہید ہوئے۔

☆☆☆☆☆

جماعت کے چند بنیادی اہم اصول

4. جماعت ہر اس ہدف کو نشانہ بنانے اور قتل کرنے سے روکتی ہے جس کو مارنا شرعاً تو جائز ہو مگر اس ہدف کو نشانہ بنانے یا قتل کرنے سے مرتب ہونے والے نتائج جہاد کو فائدہ کم اور نقصان زیادہ پہنچائیں، نیز ایسی کارروائیوں سے بھی جماعت روکتی ہے جو مسلمان عوام کی سمجھ سے بالاتر ہوں اور انہیں جہاد سے متنفر کرنے والی ہوں۔
5. جماعت ہر اس طریقے سے اموال لینے پر پابندی لگاتی ہے جس کی وجہ سے جہاد اور مجاہدین بدنام ہوتے ہوں۔
   a. جماعت کسی ایسے کافر سے مال لینے پر بھی پابندی لگاتی ہے جس کا پیسہ لینا شرعاً تو جائز ہو لیکن وہ غریب اور طبقاتی طور پر مظلوم ہو۔ جس کی وجہ سے اسلام اور جہاد کا چہرہ مسخ ہونے کا اندیشہ ہو۔ کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد غریب و نادار اور مظلوموں کو مقتدر طبقے کے ظلم سے نجات دلا کر اسلام کی چھاؤں میں لانا ہے۔
   b. چنانچہ جماعت غنائم کے سلسلے میں واضح اہداف متعین کرتی ہے جن کا مال لینے میں کسی کو شک و شبہہ نہ ہو۔
6. اسی طرح کسی بھی کلمہ گو کی تکفیر کرنے، اس سے جنگ کرنے، اس کو قتل کرنے میں جماعت خود کو 'اہل السنۃ والجماعۃ' کے واضح اور مسلّمہ اصولوں کا پابند سمجھتی ہے، اور ہر ایسی ناحق تاویل سے خود کو بچاتی ہے جو شرعی اعتدال کے راستے سے ہٹاتی ہو۔ نیز جماعت عام ساتھیوں کو ان نازک موضوعات پر بات کرنے سے روکتی بھی ہے اور ان معاملات میں انہیں جید علماء کا پابند بناتی ہے۔

[جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر کے 'لائحۂ عمل' سے اقتباس]

اک نظر ادھر بھی!

زاہد مصطفیٰ

اسلامی نظریاتی کونسل کا تھنک ٹینک بنانے کا اعلان۔

اسلامی نظریاتی کونسل میں مجلس دانش(تھنک ٹینک) بنانے کا اعلان کرتے ہوئے ڈیجیٹل کرنسی اور بھارت میں تین طلاقوں کا طلاق واقع نہ ہونے پر غور کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی علمائے کرام کی بنیادی ترین ذمہ داریوں میں سے اولین یہ تھی کہ وہ ریاستی امور عدلیہ، انتظامیہ اور مقننہ کے اہم ترین شعبوں میں اپنے رسوخ کو بڑھاتے اور نومولود ریاست کو اسی راہ پر چلانے کی سعی کرتے کہ جس مقصد کے لیے اسے حاصل کیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ ریاست کو آغاز ہی میں لادین عناصر کے رحم و کرم پر چھوڑ لایعنی اور ثانوی مسائل پر اپنی توانائیوں کو صرف کیا گیا سو اس کے نتائج آج سب بھگت رہے ہیں۔ حق بیان کرنے والے علمائے کرام کو چن چن کر ریاستی اداروں نے قتل کرنا شروع کر دیا اور وہ جنھیں اپنی جانیں و مسندیں عزیز تھیں ان سے یا تو "پیغامِ پاکستان" نامی امریکی دفاعی بیانیہ جاری کرایا گیا یا ریاستی امور میں اسلام کو قربان کرنے کے نت نئے بہانے تراشنے کے لئے ایک ربر سٹمپ بنائی گئی جسے عرفِ عام میں "اسلامی نظریاتی کونسل" کہا جاتا ہے۔

ڈرون حملے کا مؤثر جواب دیا جائے گا۔ پاکستان

ایئر چیف نے ملکی حدود میں داخل ہونے والے امریکی ڈرونز مار گرانے کا حکم دے دیا:

ہماری خارجہ پالیسی کا تعین اقتصادی پالیسی کے تحت نہیں کیا جاتا، امریکی امداد کے حوالے سے تفصیلی ریکارڈ جاری کیا جائے گا۔ دفتر خارجہ

پاکستانی سیاست دان شگوفے چھوڑنے میں جتنے ماہر ہیں شاید ہی کوئی اس میدان میں ان کا ہم سر ہو لیکن پاکستانی فوج اپنی مثال آپ ہے۔ دشمن سے جوتے کھا کر اور نوے ہزار سپاہی، ہندوؤں کی قید میں دے کر بھی جس طمطراق سے اور سینہ چوڑا کر کے پاکستانیوں سے سلیوٹ لگواتے ہیں، بندہ عش عش کر اٹھتا ہے۔ اب خود ہی اندازہ لگائیے پاکستانی فضائی فوج کے چیف صاحب کو نجانے ایک دن کیا سوجھی کہ بیٹھے بٹھائے یہ بیان داغ دیا کہ امریکی ڈرون حملے کا مؤثر جواب دیا جائے گا۔ اب اتنا کہہ بھی دیا بے چارے نے تو کیا ہوا، امریکیوں نے یہ بیان سنا تو انھوں نے جھٹ سے ایک دو ڈرون داغ دیے۔ وہ دن اور آج کا دن پاکستانی قوم اس مردِ بھڑک باز کو تلاش کر رہی ہے کہ کسی بل سے نکل کر ڈرون کا جواب نہ سہی ڈرون سے اُڑنے والے پاکستانیوں کے چیتھڑے ہی دیکھ لے۔

بدنام زمانہ بھارتی دہشت گرد کلبھوشن نائن زیرو بھی جایا کرتا تھا۔

متحدہ کے ٹارگٹ کلرز چاہ بہار میں بھارتی جاسوس سے ملاقاتیں کرتے رہے۔ رپورٹ

مثل مشہور ہے کہ "صیاد اپنے دام میں خود آپ آگیا"۔ سو پاکستانی اسٹیبلشمنٹ نے اہلیانِ کراچی کے سر پر جو ناگ کے ایم کیو ایم کی صورت بٹھا رکھا تھا، آج وہی زہریلا سانپ اپنے پھن پھیلائے نہ صرف کراچی اور سندھ بلکہ پورے پاکستان ہی کی سلامتی داؤ پر لگائے بیٹھا ہے۔ اربابِ نظر شروع ہی سے اس کینہ پرور جتھے بارے پاکستانی قوم اور بالخصوص اربابِ سیاست کو آگاہ کرتے چلے آئے مگر کسی کے بھی کان پر جوں تک نہ رینگی۔ سو آج وہ اتنی شہ پا چکے کہ ہندو جاسوسوں کو پاکستان کے اندر تک لے آئے تاکہ پاکستان کو تحلیل کرنے کے ناپاک منصوبے کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ اس مکروہ عمل میں جتنا بھارتی، ایرانی خفیہ ایجنسیوں اور متحدہ کا ہاتھ ہے، اس سے کہیں زیادہ پاکستانی فوجی اسٹیبلشمنٹ اس میں ملوث ہے کہ ایم کیو ایم جیسا درندوں کا گروہ انہی کی مکمل حمایت و نگہبانی میں پرورش پا تا رہا ہے۔

اے ٹی ایم فراڈ میں ملوث چینی ملزمان کا سراغ نہ مل سکا۔

ہم شروع سے کہتے آئے ہیں کہ چینی اژدھا جہاں بھی گیا ہے وہاں کی معیشت اور معاشرت برباد کر کے ہی پلٹا ہے۔ ابھی دیکھ لیجیے کہ پاکستان میں بظاہر محیر العقول سی پیک منصوبہ کہ جس بارے یہ تاثر عام کر دیا گیا کہ اس سے پاکستان و اہلیانِ پاکستان کی قسمت سنور جائے گی اور یہ کہ ہماری معیشت یورپ و امریکہ کے ہم پلہ ہو جائے گی، درحقیقت ایک سراب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ چین جہاں بھی گیا ہے وہاں کی معیشت، مقامی ہنر مندی تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے اور دسیوں سیکورٹی کے مسائل ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ پاکستان میں بھی سی پیک کے ابتدائی ثمرات آنا شروع ہو گئے ہیں کہ چینی ٹھگوں نے پاکستانی بینک بنک شروع دیے ہیں اور ہمالیہ سے اونچے و شہد سے میٹھے چینی لٹیروں کو حکومت گرفتار کرنے میں مکمل ناکام رہی ہے۔

پاکستان کے دشمن نہیں۔ بھارت لائن آف کنٹرول پر دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کرے۔ اسرائیل

پاکستان کو دشمن جیسا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے۔ نیتن یاہو

اللہ کی دھتکاری اور راندۂ درگاہ، انبیاء علیہم السلام کی قاتل، غاصب یہودی قوم نے دہائیاں بیت گئیں اہلِ اسلام کے خون سے ہولی کھیل رکھی ہے۔ مسلمانوں کا قبلۂ اول ان بدبختوں کے قبضے میں ہے اور اہلِ ایمان' یہودی درندوں کے جیٹ طیاروں، ان کی توپوں اور گولیوں نشانہ بن رہے ہیں مگر کرۂ ارض پر موجود دسیوں مسلمان ملکوں کے راجے مہاراجے اور سپاہ سالار نہ صرف گونگے بہرے بنے بیٹھے ہیں بلکہ اسلامی مقدسات کو واگزار کرانے اور دفاعِ مسلمین کے لیے میادینِ قتال کو نکلے امت کے ابطال کو روکنے،

انھیں قید و بند سے گزارنے اور ان کے قتلِ عام کے لیے ڈکٹیشن کے بھی منتظر رہتے ہیں۔

پاکستانی اربابِ اقتدار کے لیے اس سے بھلا ڈوب مرنے کا مقام اور کیا ہو گا کہ دنیا بھر کے انصاف پسندوں کے ہاں وحشی اور سفاک قاتل قرار دیا جانے والا ظالم اسرائیل بھی اسے ڈکٹیشن دیتا پھرے۔

عیاشی کی پردہ پوشی کے لیے ٹرمپ نے دو کروڑ ڈالرز خرچ کیے۔

صدارتی الیکشن سے پہلے ۱۰۰ عورتوں کے منہ بند رکھنے کے عوض فی کس دو لاکھ ڈالر ادا کیے تھے۔

گو کہ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اس پہلے امریکی صدور بھی ایسے گلچھڑوں میں کافی نام کما چکے ہیں مگر یہ ہر اس شخص کے لیے کہ جو انصاف کی خواہاں ہو، متلاشی حق ہو اس کے لیے ہماری یہ دعوت ہے کہ وہ اسلام کا بغور مطالعہ کرے اور اسلام کے نظام حکومت اور نظام عدل پر غور کرے۔ آج کرۂ ارض پر اگر فحاشی و بے ایمانی اور ناانصافی کا خاتمہ ممکن ہے تو اسی سے کہ خلافت علی منہاج النبوۃ قائم کی جائے۔ یہ دعوت ہر اس شخص کے لیے ہے چاہے وہ کسی بھی خطے یا ملک کا باسی ہو اور یہ خواہش رکھتا ہو کہ دنیا میں انصاف اور امن اور حیا کا بول بالا ہو۔

امریکہ میں دس لاکھ وفاقی ملازمین گھر بٹھا دیئے گئے۔

تنخواہوں کے لیے پیسے نہ ہونے کے سبب ۱۰ ہزار انٹیلی جنس اہل کار بھی جبری رخصت کا شکار۔

امت کے ابطال نے آج سے کئی سال قبل باذن اللہ جو چال چلی اور طاغوت اکبر کے قلب پر جو گہرا زخم لگایا اور اسے معاشی، عسکری طور پر دیوالیہ کرنے کے لیے اپنی پسند کے میدان میں گھسیٹ لائے۔ یہ اسی کا ہی نتیجہ ہے کہ امریکہ آج آہستہ آہستہ اس درخت کی مانند ہو چکا ہے جس کو جڑوں کو گھن لگ کر چاٹ چکا ہو اور وہ بس ایک آندھی کا منتظر ہو کہ جو اسے دھڑام سے زمین بوس کر دے۔ علاوہ ازیں یہ ان نام نہاد دانش وروں کے لیے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ جو مجاہدین اسلامیہ کی اس عظیم ترین کارروائی کو محض امریکی اور اسرائیلی ہتھکنڈہ ہی سمجھتے ہیں۔

امریکی-اسرائیلی پروردہ داعش کا حماس کے خلاف اعلان جنگ۔

کارکن اغوا کر کے سر قلم کرنے کی ویڈیو جاری کر دی۔ غزہ میں عدلیہ، سیکورٹی تنصیبات پر حملوں کی تیاری۔

حشیشین کے گروہ کی مانند قاتلوں کے اس جتھے کو خونِ مسلم کا چسکا کچھ ایسا پڑا کہ کرۂ ارض کا کوئی خطہ بھی ان وحشیوں سے محفوظ نہ رہا۔ دنیا بھر میں جاری باطل کے خلاف نبرد آزما امت کے ابطال کی تحریکوں کو نہ صرف اس خونی گروہ نے اپنی تکفیر ناحق کی برہنہ تلوار کا نشانہ بنایا بلکہ ہر ایک اہم ترین تحریک کے افراد کا خون بہانا بھی حلال سمجھا۔ داعشی گینگ کے قاتلوں کے قلم و تلوار سے آزادی فلسطین کی خواہاں اور دہائیوں سے غاصب یہودیوں سے برسرِپیکار تنظیم حماس بھی محفوظ نہ رہی۔ صد شکر اللہ کا کہ اس نے علمائے جہاد اور مجاہدین القاعدہ کو اس فتنے بارے آگہی سے نوازا اور ہر میدان میں اس بدبخت گروہ کو منہ کی کھانی پڑی اور آج یہ سفاک قاتلوں کا ٹولہ افرادی و فکری سطح پر اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے۔

ہزاروں مسلمانوں کے قاتل بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے ابو ظہبی میں بت خانے کا سنگ بنیاد رکھ دیا۔

۵۵ ہزار مربع میٹر کے رقبے پر تعمیر ہونے والا وسیع و عریض مندر ۲۰۲۰ء میں مکمل ہو گا۔

خطۂ عرب کہ جہاں سے ماہتاب توحید طلوع ہوا، آج وہاں ایسے کم ظرف و بدبخت اقتدار پا گئے کہ دوبارہ وہاں بت پرستی کو رواج دیا جانے لگا ہے۔ متحدہ عرب امارات کے شقی القلب حکمرانوں نے محض اپنی واہ واہ و دنیاوی عیش و لذت کے لئے اہل اسلام کے قاتل درندے مودی کے ہاتھوں مورتیوں اور پتھروں کی پوجا پاٹ کے مرکز کا افتتاح کروایا۔ عرب امارات کے حکمران کہ جو شقاوت قلبی اور اسلام مخالف سرگرمیوں کی وجہ سے عالم عرب میں ''صیہونی عرب'' کے لقب سے مشہور ہیں، مسلمانوں کی دل آزاری اور اسلام کو گزند پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ کسی مرد کے بچے نے اگر مسلمان ماں کا دودھ پیا ہو تو ایسے بت کدوں کو زمین بوس کرنا اس پر فرض عین ہے اور اس ماں کے دودھ کی لاج رکھنا ہے۔ تاکہ ان بدبخت جابر حکمرانوں کے اقتدار کو ڈانواں ڈول کرنے کی بنیاد رکھی جا سکے۔

برطانوی اخبار 'دی ٹائمز' کے مطابق اقوام متحدہ کے اہلکاروں نے پوری دنیا میں پچھلے ۱۰ سالوں میں ۶۰ ہزار بچوں اور عورتوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا۔

اقوام متحدہ کے اہل کاروں میں کئی ہزار ایسے افراد بھرتی ہیں جو بچوں کے ساتھ جنسی عمل کرنے کا رجحان رکھتے ہیں، اور انہوں نے ہزاروں بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنالیا ہے، مگر اقوام متحدہ کہ وردی پہننے کے بعد کوئی سوال نہیں پوچھا جاتا کہ صاحب کس ذہنیت کے ہیں۔

اکثر خواتین کو نوکری کا جھانسا دے کر زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔

یہ ہیں انسانیت کے علم بردار... یہ ہیں امن کے ٹھیکے دار!

☆☆☆☆☆

علمائے کرام اور طلبائے عزام کی خدمت میں ۔۔۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کا پیغام ۔۔۔ بصد احترام

اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

تعلیم اور تعَلُّم امت کی زندگی ہے
تصنیف اور دعوت مانا کہ لازمی ہے!
خِدماتِ خَلق میں بھی طاعت ہے، بندگی ہے
"لیکن یہ آپ دیکھیں! تہذیب کفر کی ہے،
قانون کفر کا ہے، غالب نظامِ باطل"
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

قرآن اور سنّت کی ہر طرف دُہائی
نافذ ہے ملک میں کیوں طاغوت کی خدائی؟
بتلایئے! نہیں کیوں اللہ کی بڑائی؟
لازم ہے آپ پر ہی امت کی رہنمائی
کب "اہلِ علم" ہوں گے طاغوت کے مقابل؟
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

اب کیوں رہیں مُسَلّط؟ جبر وجفا کے خوگر
اب کیوں رہیں مُقَیّد؟ صِدق وصفا کے پیکر
کب تک رہیں گے غاصب اِس کارواں کے رَہبر؟
کب تک رہیں گے ظالم اِس قافلے کے سَروَر؟
کب تک رہیں گے حاکم بے دین اور جاہل؟
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

باطل کے لشکروں کی یلغار روکیے اب!
طاغوت کے ستم کی تلوار توڑیے اب!
میدان میں اُتر کے ظالم کو ٹوکیے اب!
غزواتِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو سوچیے اب!
حکمِ جہاد کی اب حکمت سے ہوں نہ غافل!

اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

دشمن کی قید میں سب بہنیں پکارتی ہیں
ماؤں کی روح فرسا چیخیں پکارتی ہیں
مظلوم کی سسکتی آہیں پکارتی ہیں
"رزمِ قتال کی سب راہیں پکارتی ہیں،
اہلِ وفا کی صف میں کب آپ ہوں گے شامل؟"
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

انصاف ہو گا دائم فرضِ جہاد ہی سے
اب اَمن ہو گا قائم فرضِ جہاد ہی سے
مضبوط ہوں عزائم فرضِ جہاد ہی سے
پیچھے ہٹے گا ظالم فرضِ جہاد ہی سے
فرضِ جہاد ہی سے ظلم وستم ہوں زائل
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

اسلامیوں نے جب بھی ہے اَسلِحہ اُٹھایا
پہلے عَدوئے دیں کو پیغامِ حق سنایا
کفّار کے ستم کا نام ونشاں مٹایا
تاریخ پھر گواہ ہے! اَمن وامان آیا
اب بھی جہاد ہی سے "اقبال" ہو گا حاصل!
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

ہتھیار ہی کے دم سے محکوم جاگتے ہیں
ہتھیار ہی کے دم سے طاغوت بھاگتے ہیں
ہتھیار ہی کی دہشت کفّار جانتے ہیں
ہتھیار ہی کی طاقت سب لوگ مانتے ہیں
ہتھیار سے تو ہوں گے ہم علم میں بھی کامل!

اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

علم وعمل کی راحت میدان میں ملے گی
ایمان کی حلاوت میدان میں ملے گی
اخلاص کی شجاعت میدان میں ملے گی
توفیقِ اِستِقامت میدان میں ملے گی
میدان ہی میں ہوں گے فَتح وظَفر کے قابل
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

یہ سیرتِ نبی ﷺ ہے، تادم جہاد کرنا
نافذ کتاب کرنا، زائل فساد کرنا
اپنی خوشی لُٹا کے دنیا کو شاد کرنا
پا کر حسیں شہادت پوری مراد کرنا
حضرت ﷺ کی زندگی پر ہم کیوں نہیں ہیں
عامل؟
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

اے انبیاء علیہم السلام کے وارث! بس ایک التجا ہے
فرضِ جہاد ہی میں اِس ملک کی بقا ہے
اب آپ ہی کا رستہ ہر ایک تک رہا ہے
اسلام کا سفینہ ہر وقت ڈولتا ہے
ہاں! آپ سے ملے گا امت کو ایک ساحل!
اے انبیاء علیہم السلام کے وارث، اے علمِ دیں کے حامل!
ہُشیار ہوں کہ گھر تک اب آگئے ہیں قاتل!

حافظ ابن الامام

اپنے دین کے اوپر فخر کرنے والے بنیں!

”دینی جماعتوں کا مرض بھی یہیں سے پھوٹتا ہے... اہل مدارس کے اندر بھی، یہ جو بہت سارے مدارس کے اندر، سب کی بات نہیں کر رہا، لیکن بہت سے مدارس کے اندر یہ جو ایک نئی مہم چل پڑی ہے کہ بھئی انگریزی بھی سکھانا ضروری ہے، فلاں چیز بھی سکھلانا ضروری ہے... اور یہ وہ کسی ضرورت کے تحت بات نہیں کر رہے... اگر یہ کسی سوچے سمجھے انداز اور کسی فہم اور فراست کا نتیجہ ہو تو اور واقعتاً کسی ضرورت کے تحت ہو تو دیکھا جاسکتا ہے، شرعاً گنجائش ہو سکتی ہے... لیکن محض اُس رَو میں بہہ کر کہ لوگ ہمیں پسماندہ نہ کہیں، لوگ ہمیں 'بیک ورڈ' نہ کہیں، لوگ ہمیں 'ماڈرن' کی تعریف سے خارج نہ کر دیں اور ہمارے مدارس سے فارغ ہونے والوں کو بھی کسی دفتر میں، کسی وزارت اوقاف میں نوکریاں مل جائیں... اس ذہن کے ساتھ جب کمپیوٹر سکھایا جاتا ہے، اور اس ذہن کے ساتھ جب انگریزی سکھائی جاتی ہے اور اس ذہن کے ساتھ جب مدارس کے اندر 'مینجمنٹ سائنس' کی فیکلٹیز کھولی جاتی ہیں اور مدارس کے اندر سوئمنگ پول بنائے جاتے ہیں... تو اس کا مطلب ہے کہ وہاں بھی یہ مرعوبیت کا مرض گھس چکا ہے... اور وہاں بھی مغرب کو اپنا رہنما سمجھا جانے لگا ہے... اللہ سے ڈرنے کی بات ہے... اللہ تعالیٰ نے منافق کا حال یہ بتایا ہے کہ وہ کفار کے پاس جو دوڑا دوڑا جاتا ہے، تو اُس کے دل کی حالت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعاً (النساء:۱۳۹) ”کیا یہ عزت کی تلاش میں اُن کے پاس جاتے ہیں؟“ اصل مرض دل کے اندر یہ ہے کہ عزت معاشرے میں چونکہ ملتی ان چیزوں سے ہے کہ منہ ٹیڑھا کر کے بے شک بولو لیکن بولو انگریزی، جملے کے اندر کوئی نہ کوئی انگریزی کے لفظ گھسا کر ثابت کرو کہ تم مہذب ہو... تم دوسروں سے بہتر ہو، تم پڑھے لکھوں کے اندر شامل ہو... چونکہ معاشرے میں یہ چیز رائج ہے اس لیے مدارس ہوں، دینی تنظیمات ہوں، اہل دین ہوں... اُن کے اندر بھی، حتیٰ کہ مجاہدین ہوں، اُن کے اندر بھی یہ مرض سرایت کر جاتا ہے...

پیارے بھائیو! اپنے دین کے اوپر فخر کرنے والے بنیں... اپنے دین سے چمٹ کر رہنے والے بنیں... ہمیں جو چیز مل گئی ہے وہ اتنی اعلیٰ ہے، اتنی اعلیٰ ہے کہ دنیا کی کسی کتاب سے، دنیا کے کسی دستور سے، دنیا کے کسی فلسفے سے، دنیا کی کسی فکر سے، دنیا کی کسی تہذیب سے اُس کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا... یہ موازنہ کرنا اُس کی توہین ہوگی... اللہ تعالیٰ اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے قرآن میں فرماتے ہیں... کہ جس کو یہ قرآن مل گیا ہو فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُواْ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یونس:۵۸) تو بس وہ اسی پر خوشیاں منائے... یہ دنیا والے جو کچھ بھی جمع کرتے ہیں، اُن کے پاس جتنی مال و متاع اکٹھی ہے یہ اُس سب سے بہتر ہے... یہ قرآن جس کے سینے میں ہو، جس امت کو یہ مل چکا ہو، جس کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آخری نبی سے نسبت مل چکی ہو... جس کی امت میں شامل ہونے کے لیے انبیاء دعائیں کیا کرتے تھے اور تمنائیں کیا کرتے تھے... پھر اللہ تعالیٰ قرآن میں ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ اگر وہ نبی آجائے لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ تو تم ضرور اُس پر ایمان لاؤ گے اور تم ضرور اُس کی مدد کرو گے... اور جس نے اس کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَمَن تَوَلَّى بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ تو وہ فاسق ہوگا... انبیاء کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ بات فرماتے ہیں... تو پیارے بھائیو! اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونے کے بعد پھر کسی اور امت، اور وہ بھی کافروں کی طرف دیکھنا! اُن کی تہذیب سے، اُن کی روشنی سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کرنا... جو روشنی نہیں تاریکی ہے... سوائے کسی جاہل آدمی کے کوئی یہ کام نہیں کر سکتا... اپنے دین سے ناواقف آدمی کے سوا کوئی یہ کام نہیں کر سکتا...“

[شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق نور اللہ مرقدہ]